بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ السلاطین

ترجمہ جلد دوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بطبع مطبوع ہوا

رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہاں کا اطمینان کلی کر سکا نہ شاہجہان آباد واپس آیا ۱۱۱۸ ہجری میں اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمد نگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا اوس وقت میں محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دوشنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور مرحمت فرماکر حکم دیا کہ دولت سرائے شاہی سے باتجمل سوار ہو نوبت بجتی جاے ابھی کوچ کر کے نکل جاے مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے بروز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑھے محمد اعظم شاہ منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرے اور بعد کوچ کے ہر مقام پر دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا ضعف بیماری دیکھکر حضرت نے جو باپ کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق میں کرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلیگا القصہ اعظم شاہ چند فرسخ حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ بتاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن نکلے پر کوچ فرمای عالم آخرت ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ بمجرد اطلاع جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو ایک پہر دن رہے دولتخانہ میں داخل ہوا اور دوشنبہ کو بتاریخ ۲ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندھے پر رکھکر روانہ دولت آباد کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحی تھی بلدہ احمد نگر میں تخت نشین ہو کر تالیف قلوب رعایا برایا میں مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بار عام دیکر حسب لیاقت نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان نصرت جنگ بہادر

سپہ سالار رہے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے محمد اختر جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معزالدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نی اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکھن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا لاہر محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ کی اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کرکے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رایج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سی نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ اکبرآباد ہوے اثنای راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دوپہر کو وقت طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکھا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکھن پر جو کہ وسیع ملک ہے قانع ہوکر ہندوستان مجھے دیجیے تو موجب بہتری ہے الصلح خیر اگشہور ہے اعظم شاہ کو بھائی کی تحریر نہ بھائی جواب مین لکھا دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند بہادر شاہ طی منازل کرکے لاہور پہونچا محمد معزالدین ملتان سی مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باہم اکبرآباد کو روانہ ہوے اور بنگالہ سے عظیم الشان بھی سامان مناسب سے اکبرآباد پہونچا خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کرور سے کئی لاکھہ زیادہ تھا اور اثناے راہ مین قابض ہوگیا تھا واسطے نذر پدر کے نگاہ رکھا اور مختار خان صوبہ اکبرآباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا خیرخواہ تھا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبرآباد مین تھا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجتماع فوج مین مصروف ہوا قلعدار اکبرآباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین عظیم الشان نے زیادہ کدپیکا سمجھی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ وحشم کی افزایش ہوئی اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی قلت تھی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکھن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب یلغار کر کے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بنگاہ وہان چھوڑکر خود پیشتر کو روانہ ہوا اور ماہ مذکور روز یکشنبہ کو میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی۔ لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پسپا ہو کر بھاگ گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو باگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے اعظم شاہ نے لشکر مرتب کر کے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم تھا آیا ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر بہتر ہے کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سُننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سُنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار دانا دل نے بیتاب ہو کر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر آمادہ ہوئے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا دہندلا تھا کہ مخالف و موافق کی پہچان نہ تھی اور سپر بھی وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر زادہ رشتہ عالم بہادر دکھنی جو اپنی قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور سپہ بگرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تہین اعظم شاہ کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا پھر گہوری اسپ کا حکم نہ پایا بیچارہ مجبور ہو

ہاتھیوں پر سوا مع ہمراہیوں کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد
سید میان عبد اللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کئی بہائیوں اور ہمراہیوں کے مجروح ہوکر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ آگے
کر عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور بلم ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کرکے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بہائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بہر کر فرمایا اب فتح و شکست
دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برسے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بحال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تہا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکہا
تھا سپر کے نیچے سولا دیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور تربیت خان
اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بہائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام
آگئے اور اعظم شاہ خود بہی زخم تیر و تفنگ کہا کر بیہوش ہوگیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی نے ہاتھی پر
چڑھ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بہائی کا سر دیکھکر
متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرماکر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت
کرتا رہا تاکہ لڑکون کی ممانعت بہی کی ہوا دیا اگر اندیشہ عداوت ہے تو بہ زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا پوتا ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک
اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوئے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجا لایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذو الفقار خان کے ہاتھ کہولائے خلعت خاصہ پہنا کر
معزز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور
درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزدون کی پالکی آتی ہے آیا کرے
اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بہی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبرآباد کی صوبہ داری
بہی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھکر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

گیا کرے چونکہ جی سنگھ زمیندار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر چھینکر بجے سنگھ کو عنایت ہو اور اجیت سنگھ ولد جسونت سنگھ راٹھور زمیندار جودہ پور سیر شہ بھی باغی ہوا تھا لہذا شروع جلوس مین اکبر آباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کر کے بندگان شاہی کے حوالہ کیے اور اجیت سنگھ اور جے سنگھ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا

محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی ہمیائی جنگ وجدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور موعظت تحریر فرماے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھایند ونصیحت بیکار رہے لاجرم عزم پیکار کیا اتوار کے دن ۱۷ شعبان ۱۱۲۰ھ ہجری کو دوپہر کے وقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کے دن تیسری تاریخ ذیقعدہ ۱۱۲۰ھ کو ملاقات ہوئی حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش وکشش کے ڈیڑھ گھڑی دوپہر ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر وتلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی خوب جانفشانی دکھلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہ اسی حالت مین اوسکو پہونچے ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین کو پیشوائی کیواسطے بھیجا اور بر وقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجاے مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات کو جاکر بنہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بھی درجواب یہی کلمہ کہکر جان بحق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید وبند ارجمند خوش رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند ودکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان رفیق دیرینہ درگاہ ہے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور پاس خاطر تمہارا بھی ہمین منظور اور عہد شکنی بھی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچھ عذر نہین بجز اسکے کہ ہماری بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق جو کہ بادشاہ کی نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر بطریق شاہانہ وزارت بیٹھا کرے اور منعم خان جاکر

اوا سب نوکری کی ساتھہ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
و ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرما کے
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و آلہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سیدمیان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ آلہ آباد عبد الصمد خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرما کر خود صاحب اقتدار حضور پرنور مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود دستمند دن کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبود دین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کسیکا امتیاز نرہا ہندو مسلمان ششش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا پاگئے منصب و خطاب کا وہ بڑہاؤ ہوا کہ اعتبار سے گہٹ گئے چنانچہ کسی پیشکار بعض خدمات
نے درخواست بابت عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ و رائی در ہر بازار بپاس خاطر یہ گیدی بھی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونے
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہو کر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاوے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکھن کے مین نہضت بلکہ جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریاے نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہو کر اپنے گہرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور واقعہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہو کر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ او جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہو گئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہ سے تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہو گئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان ملک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے
بموجب حکم قلعہ گورو کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا اوئین
سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو
وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقا کو سدھارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان
نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروز جنگ بھی احمد آباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول
کو دریاے راوی پر خیمہ سلطانی برپا ہوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو
سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان
گورو کی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکہتا تھا اور فنون وعلوم سے ماہر
خصوص فقہ وحدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے
کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور بروقت ورود لاہور
کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کرکے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت
کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین
چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر پیش تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر و نوشاہزادہ
جو تعشن اور اشعریت مین شہامت عصبیت رکھتے تھے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہ ہوسکا ایکمرتبہ
کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط
باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا
تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت مین مدت
تک بحث کرتا رہا کچھ پند ونصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہم لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ
کے تھا شروع ۱۱۲۴ھ ہجری مین واقعہ اعطاہ محرم کو مزاج عالی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر
لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتون
مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نرہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی شام کو

دُم وہاں سے نکالتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلون مین گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام لکھا تھا اوسکے منشی کے پاس مینے لکھا دیکھا ہے ملازمان پنجاب خطیب کو قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادر شاہ ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹، محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹکر خبر دی کہ جو کچھ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہوا خواہ نے حسب منشاء نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اسد خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجھو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تنہا جالی کلال باڑہ مین ہے قید کرنا چاہیے عظیم الشان نے جواب دیا کہ ناموس بادشاہی غارت ہو جائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الٰہی پر نظر ہے مشیرون نے خاموش ہو کر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے حضور سے رخصت ہو کر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تھا لاچار واپس پھرا عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور جزوی کی کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات شاہی پر قابض تھا چٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہو کر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شباشب شہر کو گئے اور بعض کلال باڑہ مین جاکر سکونت پذیر ہوے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جا ملے ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھ عظیم الشان کو شکراب تھا وہ اوسطرف رجوع نکر کے معز الدین کے پاس گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ فراہم کر کے جو کچھ ہو سکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر و اسباب اپنی سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بھی سپہ سالار سے کہا تھا نقد اور
نے اپنے لشکر مین اگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر مترصد وقت ہوا
کہ جب مجہہ پر چڑہائی کرینگے مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجھا اس خیال سے کہ چونکہ اون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی گو تقدیر مین تو کچھ اور ہی تھا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہ نواز خان نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچھ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تھا کہ جو راہن جاٹ اور پیادہ
نے غل ارزان کیا ہے بحالت مفلسی سے جان بر ہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تھا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹھوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تھا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تھی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فراری راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبرو سے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب ہمکو تاب خفت نہین ضرور جا کر مخالفون سے لڑتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
پہر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچھ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون سے جا بھڑے
عدو کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپین چہین لین شاہزادے بد نصیب نے کچھ اعانت بہی نکی بلکہ بعضون نے چاہا
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول سمجہکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر لپٹ گئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے
غالب آئے ہر دو راجہ بہادر سخت زخمی ہوئے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف
راہی لاہور ہوگئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بیدار مغلوب ہوئے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگی پیچہے ساتھہ ستر ہزار سوار
تہے دس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندہ

بھی اکبر شہر کو سدھارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ رہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبانون
نے ہرچند کوشش کی رام نہوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع بیس سوار اور راجہ راج سنگھ مع ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی مین پہونچے قضارا بادتند
کے جھونکے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھ دیکھ سن نہ پڑتا تھا آنکھین
بند تھین فوج مغل نے تیرباران شروع کیا بحضور ن نے زخم پست حال کیا چونکہ عظیم الشان کو نہ بچایا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ بیکس ڈنبر سواری پر پہونچا کہ جسمین آگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چہا گیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیریت ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرام ہے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان کمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پھوڑنے کے کیا کرون پیشتر جسقدر یورش کو ہو چکی منظور ہوا اسمین حضرت کا بہی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہون بنگالہ مین مرشدزادہ اور دکھن
مین داود خان پنی سے بہرصورت جا ملے سدہارے بعد درستی سامان تدارک فرماے اوسنے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارالشکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پہر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تاکہ معزالدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر جھپٹو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہوجیے اوسنے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
بعین حیات بغیر جدا نہین ہو سکتا خاندوران نے سلطانپور کی راہ لی اسوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کی
خرطوم مین لگا فیل میدان سے سدہارا مانند برق دریاے راوی کو جہکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص ریسمان پکڑکر کود پڑا جبکہ ہاتھی کے نیچے دوان تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بہی تہا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا چکر کہ نہ اوبہرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکہا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت کی صداے ہوہم
اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہوگیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معزالدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کو بو ماہ کور کی ۹ بار کو جہاندار شاہ جو بادی الفاے عہد ہوا اسی جہگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جسمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بہرے تہے جہاندار شاہ کی

ہاتھہ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معزالدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بہائیون کو دیا جاوے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل مرحمت خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہوکر آمادۂ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدھارے
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا آخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دیدہ ہو رہے منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معزالدین مع فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بار زین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معزالدین خیمہ گاہ مین اترے گھوڑون کو دانہ
چرایا کھانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معزالدین پر حملہ آور ہوا قلب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معزالدین کے رفقا کا پاے تاب اوکھڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ سایہ وار اور لازم
سواری خاص تھا ہمراہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہوکر رستم دل خان کے ہاتھہ لگا شدہ مروارید جو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اوسوقت مین معزالدین نے دوسری عماری مین جسمین سیک ڈنبرہ تھا
چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کے بہانہ سے یا کسی امیر مقتول کے حیلے سے باہر
لیجائے اور ذوالفقار خان تک پہونچاوے اوسنے معزالدین کو خان سپہسالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی بیرقندازان خاصہ کو
طلب کرکے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہونا ہے
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کھڑا تھا نذر گذراننے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے ضرب بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کردیا فتح و نصرت معزالدین کے حصہ مین ہوئی معزالدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہوکر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے بیٹے کو براے تہنیت کیواسطے معزالدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراؤن سے یہ مشہور کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکھتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکھکر واپس ہوا
اور جو کچھہ معزالدین کے خواجہ سراؤن نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہوکر مستعد جنگ ہوا
اور خود مسلح سوار ہوکر مع رفقا چلا ہر ایک سوار دریا مین آ پہونچا ذوالفقار خان نے یہہ خبر پاکر طیاری لشکر کو
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معزالدین عین خمار مین الغرض
سر فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل ٹہیرا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ اجل ہوئے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کود ا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معز الدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معز الدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد دہلی آیا ۱۲۴ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذو الفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑھا سلطان کریم الدین ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معز الدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور بجائے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذو الفقار خان ہوا معز الدین کہ اعتماد کامل کوکلتاش خان پر رکھتا اور اضافہ روز مرہ کیا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بھی ایسا پھنسا کہ اوسکی خاطر داری مین پھسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بھائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بھائی نعمت خان کو پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبرآباد کی صوبہ داری بخشئے ذو الفقار خان نے سند جاری کی اور لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کہ کئی ہزار دہل اور طنبور طلب کیئے خوشحال خان نے لال کنور کے وسیلے اس تحریر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذو الفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی او زبیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے لجاجت استغنا و مبالغہ عرض کیا کہ بندوبست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور ڈہب سے کرنا چاہیے جب ڈہاری کلاونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا ہین کام آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم فدویان جانباز کو کوئی مشغلہ ہاتھہ آئے اس جواب سے معز الدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے اعتقاد بہنا لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا مادۂ فیل پر سوار حرم سرائے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتے تھے اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہ سالار صاحب اقتدار اور لڑکا بھی مورد الطاف شہریار تھا اور بجز ذو الفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہو گوشہ گزین ہوا تھا کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت
جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیون کو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رذیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے فی الفور ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر پا پیٹ ڈالا پہر
اس تہدید کے بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہڑکانے سے کوئی فتنہ کہڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گہر نگیا تھا چارنا چار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہو کر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہیے دلجوئی
کرکے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بہیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فوراً ہی
قلیچ خان سمجھکر اوٹھکر چلے گئے جب یہ خبر لال کنور کے پاس پہونچی کر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تہا کہ کوئی حادثہ پیدا ہو مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہونے تک اسقدر پٹوایا
کہ سارا غرور اوترگیا اور مقید کرکے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ دونون مین منافقت ہوئی
مگر بپاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تہا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور الہ آباد کا تہا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و الہ آباد
حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تہے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تہا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
ہمراہی چند منصبدارون کے اکبرنگر عرف راج محل مین بہیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح
سے ہنوز بلایا نہ تہا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بہیجا کہ اپنی فکر کرو

فرخ سیر نے اگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبۂ عظیم آباد مرد جرأت اور خاندان نجابت سے ہے اوسکی طرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آپکی تاب نہ تھی اول تو انکار کرکے کہا کہ تمہارے حق مین حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کو سدھارو بندہ کسی حیلہ سے اپنی نجات کرلیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیک مخاطب غازی الدینخان کوستہ نے دربار مین آکر اپنے حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھہ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی بلکہ زبانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھ کر بکمال شیرین زبانی سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد ناموَر ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر حرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلعت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان کی کمر مین کردی حسن علیخان سے شرمندہ بیان ہوکر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا شان خداوندی سے بعید ہے حالا بجز سر کے کوئی چیز لائق نذر نہین خیر اب سامان فوج جمع کیجیے اور جلوس فرماکر دشمن کو فرصت نہ دیجیے مقدر کی تحریر راست ہے جو ہونا ہے ہوگا بس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک چھوٹا بڑا جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہوکر نوید سلطنت دینے لگے اور وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہوکر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لیکن اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبداللہ خان ناظم الہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے عبداللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہوکر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہوجائیگی اسنے پھر جواب مین لکھا کہ آپ بزرگ ہین معزالدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے پھر نہین سکتا تب عبداللہ خان نے بھائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہوکر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجیے دوسری روایت یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعزالدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا لیکن چونکہ اوسکی بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادا کی نظر مین بے اعتبار تھے اسکو حضور مین

جاتا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ میں پہونچکر اپنی بی بی کی وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر ٹھہر کر حضور میں عرضی لکھکر بھیجی اس درمیان میں بعض نجومیوں اور فقیروں نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری دی اونہین دونون میں محمد رضا جو بہادر شاہ کے معتوبون میں تھا آوارہ ہوکر اس صوبہ میں آیا اور ایک فرمان جعلی رہتاس کے قلعداری کا بناکر قلعہ مذکور میں دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان میں دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تھا فرخ سیر نے ہمراہیوں کے صلاح سے لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر کا نوکر اور بیباک شخص اور اوندنوں جملہ مقہوروں میں تھا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ فرمان و خلعت بادشاہی کا آنا مشہور کرکے حکم دے یقین ہے کہ بجد و اقبال عاد و مال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو میری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتھے روز شہرت دیگئی اور قلماق مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بھیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع چند لوگوں کے پسند کیا مگر بہت آدمیوں کو ساتھ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالاے قلعہ گیا بروقت پہونچنے کے قلعہ دار نے سند لینے میں کارد کمر سے کھینچکر چند زخم لگائے اور سے گرا دیا ہمراہی بھی زخمی ہوئے دربان وغیرہ ملازمان بادشاہی نے حمایت قلماق کرکے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی حضور میں بھیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہیں دنوں میں بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات میں مصروف تھے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار نکر کے بلاتامل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اوس بساط اوسکا مشہور کرکے شادیانہ بجوایا اس کام کے بعد حسین علیخان کی نفرت سے گھبرایا خط معذرت آمیز بھیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے فرخ سیر کی طرف سے مدارالمہامی کا عہدہ دار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر سے ہمداستان ہوا یہی اوسکے اقتدار میں روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کے

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنوں وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر فتح پر الفای عہد کرکے ساعت سعید میں پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بھانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حاکم لکھا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان داماد شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

لے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر منضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکھے چنانچہ حسب الحکم
تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لائق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کے بھائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تھا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار آلہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تھا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کے نایب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب سمجھا تا عبد الغفار نے کو تالیف قلب کے پیغام بھیجے اوسنے بنابر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا لڑنیکو آمادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چھوٹے بھائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے ساتھ مین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بھیجا سید عبد الغفار نے جو اپنے زور و شمشیر پر نازان تھا تینون بھائیون کو دیکھا لیکن انسے لڑنا عیب سمجھا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بھیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتھا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر منتشر رہے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کی پیر گروہی اور نہایت نبرد سے اوس جمع عظیم مین جا پہنچے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی سے پشت پناہی فرمائی یا د مخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بار ہانے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بھائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر بسیار کیا دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بھائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری آلہ آباد کی سند بھیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بھیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچھے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدین خان بہادر غالب جنگ کو سمجھا اور خواجہ عاصم خاندوران وغیرہ کے آپہونچا لشکر تینون
بھائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الہی پر نظر رکھکر پیشتر کو روانہ ہوئے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی ہزیمت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی نیابت اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان برنہ کو کلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کر کے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعز الدین اکبرآباد سے کجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر پا بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کہودنے اور مورچال درست کرنے کو حکم دیا بمجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا آنکہ فرخ سیر آپہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی دیواریں پکڑ کر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونوں دل باختہ ہو کے بہاگنے میں ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑ کر پہر رات رہے باہم متفق ہو کر ادہر بہاگے جب یہ حال کہلا لشکر میں عجب طرح کا دغدغہ پڑگیا لوٹ مچا دی آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی میں آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کے عقب ہوا آتا تھا اکبرآباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معز الدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ میں اعز الدین کی شکست کی خبر پہونچی معز الدین مایوس ہو کر عازم ہوا

سلطان معز الدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبرآباد کو آنا

۱۲

محمد معز الدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑہے تین گہڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ ہجری مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی ساقہ درست تھے اعظم خان و حافی خان و محمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ و جدال کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمراہ سیر ہوئے اثناے راہ میں سربلند خان جسنے فوجداری کہیری سے کسیقدر روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے بہ نجابت ہو کر بیج زر مذکور معز الدین کے حضور میں آکر مورد تحسین و آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر رخص کیا گیا او چھبیلا رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کارطلب خان فوجدار اٹاوہ اعز الدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوئے جب معز الدین قصبہ سموگہر متصل اکبرآباد میں پہونچا فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمودار ہوئے چونکہ معز الدین کی زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بسبب عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر نے نوشتہ مشعر ارادہ اصغار فرخ سیر کے لشکر میں بھیجے اگرچہ معز الدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فتحیابی کی

اسید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت نفاق رکھتے اور
انہین کے نفاق سے کارہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف یکدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور دوسرے
روز بہانی مین جو اکبر آباد سے چار کوس اوپر ہے جا ٹھہرا اور تھوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کے برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری او مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہ تھا اوسی جگہ بمقابلہ دشمن ٹھہرا کا جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چھبیلہ رام ناگر کے دریا سے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معز الدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوے جب لشکر فرخ سیر اونکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال
نرہی نئے سرے سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھہ اور فتح پانا

تا بیخ نہم ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
مین ٹھہرا اور ذوالفقار خان عمدہ علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان
عمدہ ہراولی پر تھا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان وجانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان و عبدالصمد خان و چین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان
و اسلام خان و مرتضی خان و حفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آہنگون کے ساتھہ قول مین اور عبداللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان
و صف شکن خان و حسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر مبارزون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیون کے مقابل جا کر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان و فتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے
حسین علی خان جان بحق ہوے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر فتح تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹھہرا اور تیر و بندوق کے زخم کھا کر میدان مین گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان مین تھا ترکون کے تیر و بندوق کی بوچھاڑ نے رفقاؤن کو پراگندہ

کردیا تھا ایکسو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار رہ کو راوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بہی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جاتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا کر تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش او ہٹائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سراؤن
کے ہاتھی صدمہ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادہ مدافعت کیا اوسکا بہی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بہی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس داوید سے چاہا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چھبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جا گرے زخمہائے متنوعہ سے بیدست پا کر دیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کوکلتاش خان مجروح ہو کر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم تہا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تاکہ اگر پتا پاوین لیکے تیرہ اقبال کو باور کرین مگر نشان انکا گشتہ ہو چکا تھا فرخ سیر
کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد و تہنیت ہونے لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو چکا
تھا کہ اگر میری فتح ہو گی ذو الفقار خان کیون ٹھہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فراری تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر برائے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچھ مونڈوا تغیر بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے تلاش
مین ادہر ادہر دوڑائے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک سے تنے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تھا مجھکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور باہیار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم عرف خوا
فی خان کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہر حال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بہائی کے پاس بہیجکر اوسے اوٹھا منگوایا جب حسین علی خان سنے

فتح فرخ سیر کی خبر سنی جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بھی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بھائی کو زندہ پایا اور فتح پائی سے سجدہ شکر بجالایا ذو الفقار خان باپ سے شورہ کرکے عازم تھا کہ پہر معز الدین کو لیکر تدارک پر کمر باندہی زیراکہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکھتا تھا اور معز الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نرکھتا تھا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکھا لاچار ذو الفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہوتے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بھیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مراد یاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز سیزدہم ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنا بر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بھی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا اہم محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی او منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار اور نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب ذو الفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تھی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا پر رکھتا تھا میر جملہ خانخانان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکہتا تھا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تھی نصرت خانی کے خطاب

اور اسیر سامانی اور دار الانشاسے سرفراز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقاء بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے مفتخر ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ✦✦

آصف الدولہ اور ذو الفقار خان کا حاضر ہونا اور ذو الفقار خان کا جان کھونا ✦

آصف الدولہ اسد خان اور ذو الفقار خان بہادر بارہ پلہ پر جوا ہان ملازمت ہوئے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ فراج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکھتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امراسے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقرب نہی اثر بذیر ہے اول اول ذو الفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس مشورہ سے آگہی پاکر ذو الفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجھا کہ درحقیقت ان دونونکے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم چشمی کے ذو الفقار خان کے پاس بھیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کھائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت بعرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہین دوسرے کی اعانت کیا ضرور ہے بالفعل رتق وفتق کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگئے ایسی ایسی باتون سے آصف الدولہ کا دل جمع کر دیا کسیطرح ذو الفقار خان کو وہم باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سرے سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھ ذو الفقار خان کے باندھے تھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھ کہلوا کر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بہجہ ضعف رخصت کرکے فرمایا کہ ذو الفقار خان خیمہ مین رہے کچھہ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذو الفقار خان جان سے ترسان ٹھہر رہا مردم مامورنے چارونطرف سے گھیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذو الفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکھہ زبان پر لایا کہ مین شخص بیقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر پیاسے خون ہے عاجزی سکینی چھوڑ کر سخت جوابی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچھے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کرکے قتل کرڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارۂ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پھانسی دیکر مارڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ماہ مذکور ۱۱۲۵ کو بہ تجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر لاش ہاتھی پر اور اسی ہاتھی کے دم سے ذو الفقار خان کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر مع سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخانان بہادر کے مکان مین قید کین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہوا راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار
جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین تا فصیح تھا
اکثر امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلو گیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت
برادر خورد کی آنکھین نکلوا لین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خیر مانگتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بند و بست شہر قلعہ دار الخلافۃ کو بھیجا لطف اللہ خان صادق کو بھی ہمراہ کر دیا قطب الملک
شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے
جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ و تن چھبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب
بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے
عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا
اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ملازمین کو
چاہیئے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جھگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت
افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک
حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تھا کمینہ
بے ہنرون کو غیر لایق انعام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ
کے ممدوح تھا اور نہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ بھی نہ تھی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے
فوق رکھتا تھا اسد خان اور ذو الفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا نہین چاہتا تھا
کہ مرجع خلایق اور معتمد سلطنت رہے اور قطب الملک بھی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عنان اختیار راجہ
رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھ مین پکڑا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار پانے کے اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز اثر شر
عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ
میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بھائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان
بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹھور کے تنبیہ کو بھیجا بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کہود کر بتخانے تعمیر
کرائے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بھائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تھا اور بعد ازان واسطے استیصال
جماعہ سکھان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تھی نہضت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدسگال گرگ شمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گھبراکر عیال واطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچاکر اپنا ملک خالی کرگیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سی باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن مین چونکہ حضور مین دراندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد اللہ کے قید کی فکر مین تھے اوسکی تحریرین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور میں آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے بیچ مین

جب قطب الملک وزیر تھا اور حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب واضافہ وغیرہ کے بدون انکی استرضا کے ناممکن تھا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تھا کہ میر جملہ میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بھی انجاح مرام بکار انام سے نیکنام ہوا تھا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری نہین کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور ہوا خلق اللہ کی کام رانی جو کہ میر جملہ کرتا تھا قطب الملک اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تھی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو بکمر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبھی سیر باغ اور کبھی شکار گاہ کو نکلتا تھا ہر چند تمہید رنگا رنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہ کام نکرتا تھا آخر کو خوب رنج وحسد بڑہا یہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ کی والدہ بسبب عہد وپیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تھا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسد سے امیر الامرا و قطب الملک کو آگاہی کردیتی تھی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا داؤد خان کو بدستور سابق ذو الفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ مقرر کرکے خود حضور ہی مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تھی کہ خود دکن کو چلا جاے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو تنہا چھوڑے آخر گفتگوی خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بھائیون نے دربار داری موقوف کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین شورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ و وزیر کے فیمابین پیامبر ونکی آمد رفت تھی مگر بے سود جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بندوبست ہو اوسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہوے چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین متفنی نے پیدا کرادیا
تھا بیان کرکے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیروار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر
بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیئے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے دراندازون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر دفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہا ے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا میر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطر داری سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا نایرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر گئی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داود خان پنی
برہان پور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اوسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہاے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داود خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داود خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داود خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی جہت اپنے گہر کی ہندوون پر کرکے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کرآئے مسلمان چونکہ
کم تھے بیتاب ہوکر گہرون مین جا گہسے ہندوون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تھا قید کرکے گاؤ کے
عوض مارڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا نقارے عام دی ہزار پٹھان جو داود خان کے ملازم تھے مع سکنا
شہر کے بے اجازت داود خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داود خان کے خوف سے جسکو رعایت ہندون
کی منظور تھی دروازہ بند کرلیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑکر گہر مین آگ لگادی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات پہاٹک چوک سے آگ لگانا شروع کردیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داود خان کا مصاحب
تھا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرکے بندوقدارون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطرخواہ تدارک ہوم جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے مع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہو کر خاندوران کی وساطت سے مسلمانان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطۂ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرہ آئمہ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامرا تھے دکھلائے امیر الامرا شقہ ہاے شاہی
لیکر راجہ کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکھلاے اسکی بہی عذرخواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہو گئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامرا بہی عازم دکن ہونیکو

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جھٹ پٹ اہتمام کر دیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغونکی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لو جسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش تحریر نہین ہو سکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کے دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کسی دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی ہے ہر جگہہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ؛ جدہر دیکھتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ؛؛
قوالون نے جو کچھ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سو داب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی بتلاؤ گا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجھا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہو گیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا و اہل آل عبا نہین اور علاوی کو سید لکھنا چاہیے اور پنج تن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدہ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل و قال برخلاف رسم مذہب اہل سنت و جماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمائیے بیٹھے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجا دے جو کچھ آپکو دعوے ہوا ز روے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بھیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زادہ باوضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تھا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیرو کار جو وعظ سن رہے تھے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
زفش زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچھے ایک ہندو اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تھا اکڑ لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتھیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا ہندو مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اس تحقیق کو
زینہ مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بھیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہوا خواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہلبیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تھا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارونمین جہان مناقب ائمہ طاہرین پڑھ کر اوسکے فضایل بیان ہوتے تھے اس واقع کے
بعد ورق اولٹا بجز دم روافض کے زبان پر نہ آتا تھا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتھہ جو کہ قاضی حضور تھا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچھ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرہ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچھ مناسب تھا خواجہ کی جناب مین عرض کر کے صلاح دی کہ چندے مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹھہرے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد فیصلہ
مدعا دو تین روز سیر انجام کر کے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا بستو والے فرقہ سکھان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ ہجری عبد الصمد کے زور و بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکھ

جو گرو گوبند کے پیرو اور ابتداے تولد سے بال نہین منڈواتے اکثر سیہ پوش او مسلح رہتے ہین ہر چند فرقہاے مختلف سے ہون
مگر جب یہ راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے بہمہ گر ہین احتراز او پرہیز نہین کرتے اس مذہب کی پیدایش
عہد عالمگیر کے آخر مین ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا مین ہے مجمل احوال نانک شاہ
کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کہتری سے تھا عہد طفلی مین یہ شخص حسن فصاحت مین کیقدر استعداد خداداد رکھتا
تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و
دانش حاصل ہوا اکثر حقایق او معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چھوڑکر اونہین بزرگان تصوف
پسند کا قول زبان پنجابی مین بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہوکر ایک کتاب بنی جو
گرنتھہ کے نام سے مشہور رہا ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد مین میسر ہوا اس شخص کا گرنتھہ آجتک تعظیم
تکریم کے ساتھہ پڑہا جاتا ہے اور اسکے کیفیت سے خالی نہین مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی
فقیرون سے ہوتے ہین اور اب بھی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگون کا ٹھکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح
مین سنگت کہتے ہین اور اوس سنگت مین ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہین بابا نانک کی اولاد دو لڑکون سے ہے
سری چند او لکھمی چند لکھمی چند دنیا داری مین پھنسا سیر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے
خاندان مین صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہہ پہ بیٹھا او سجادہ
نشینی بھی نہین کرتا تھا فقراے نانک شاہی جو مسلمانی ہندوستانی فقیرون سے مشابہ ہین اوسکے پیرو ہین ایک
خادمہ نانک شاہ کا انگد نام بجاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تھا اپنے
اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اپنے اپنے داماد رامداس نامی کو گدی دی سات برس
زندگی تہی وفات کے بعد اوسکا لڑکا گورو ارجن پچیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند انیس
۳۸ سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہر راے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہہ پر سترہ برس مرجع مذہب رہا
بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خورد سالی مین گدی پر بیٹھا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ
برس رہا پکڑا امراے عالمگیر کا قیدی ہوا [illegible] ہجری مین مطابق سنہ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا
گورو گوبند ولد تیغ بہادر بجاے پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین رہا ہشتم کے جسکا نام تیغ بہادر تھا بابت
دو پیرو کا پیدا ہوے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ رہتے تھے اسکا ہمعصر حافظ آدم نام فقیر جو شیخ احمد
سرہندی کے مریدون مین تھا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونون نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا
تیغ بہادر ہندؤن سے اور حافظ آدم مسلمانون سے روپیہ لیتا تھا وقایع نگارون نے عالمگیر کو لکھا کہ دو فقیر ایک
ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہین کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہوجائے خروج پر آمادہ ہون

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ وہ لوگون کو گرفتار کر کے حافظ آدم کو اٹک اور پیشاور کے اوس طرف
چھوڑ دیوین اور یہ لکھین کہ پہر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر
کے گہر اہی فقیرانہ وضع سے گوشہ نشین تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری
مین گورو گوبند تیغ بہادر بیٹی باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا شیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گھوڑے
فراہم کر کے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتھہ پیر نکالنے لگا جو جب حکام شاہی فوجدار لوگ اوسکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے
اوسنے بھاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے
حکام سرہند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا دین زر خطیر معاوضہ
مین دیا جائے افاغنہ اونکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچھہ کی وضع بنا کر راستہ مین باحترام
لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جاے مقصود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اوسکا چال چلن
اختیار کیا اپنے مریدون کو بھی بتا دیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گہات مین
رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجائے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین
قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تھا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ
مسلمان حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی
یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڑہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری
مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے
مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطاع الطریق کے گہوما کرتا تھا جہان قابو پایا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جھگڑا
تمام نہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جہگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا
کسی کو سکہون کی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب معز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان
سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا اسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو
واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان
نام فوجدار سرہند بارادۂ درشتگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہرا تہا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون
کے ساتھہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہتا تہا کسی سکہہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر
بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی
قمر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج متعینہ اور رسالہ شاہی اور احدیان اور

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم و سند عازم لاہور ہوا عارف خان اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر و شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیغ سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکہلائی جس سے یقین تہا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے مامور تہا پہونچکر محصور ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ غلہ مین پہونچنے کی راہ تہی جب مدت گذری اور انبار خانہ مین کچھ باقی نرہا ناپاک ماکولات سے گہوڑے گدہے گاو وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت نامنظور تہی جب کہ تجفن یہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رگہراے ملک فنا ہوے اور اکثرون نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑدیا اور حکم فرمایا کہ بے سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چارناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کرکے سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تہا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے عدم کے کناری لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو ننگی پیٹہ اونٹون اوپر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور سیر مین زنجیر و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو درپیش سواری لیئے ہوے داخل شہر ہوا باسر ندخان کی مان جو لاہور مین تہی اس خبر سے شادان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹہی آدمیون سے کہا کہ جب میرے لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجہی بتلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہر اوسکے سر پر مارا وہ پتہر کے لگتے جان سے گذرا عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کہ مخفی کیا تاکہ آکثر مارے جانے سے محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد باستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جاکر بندا کو بخفیہ کلاہ اور روسیاہ کرکے سواری فیل اور دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر اور دو سرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روز مرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق چاہتا تہا بلکہ جلاد کی منت کرتے تہے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتہون سے ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کرکر اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خردمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دلمین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندا نے درجواب کہا کہ جب تم اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے تو قادر غیور مجھہ ایسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہے

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد رو کئے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کے متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھہ کسی طرح کی بدمعاملگی یا برخلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد رخصت امیر الامرا کے بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین آکر امیر الامرا حسین علیخان کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہوکر پیغام دیا چونکہ کل صوبجات دکن کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہے کہ جادہ فرمانبری سے منحرف نہو کر استقبال کو آوے ورنہ بادشاہ کے حضور مین چلا جاوے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کرکے برہانپور سے برآمد ہوا اور باہر خیمہ کھڑا کرکے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سیندیہ بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پر حاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور وہ حاضر ہوکر خیمہ زن ہوا سنہ ۷ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سود مند نہوئی نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستمی فروش کے نمودار ہوکر رزم کنان ہوا ایک بھاری لڑائی زور ازمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر دیا سر بھی سر اوتارے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے رنگ گلزار تھے بدنہاے نازپرور نے گرانی روح سے سبکدوشی پائی سرون نے نیزون پر چرہا کی گردنین تلوار سے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاوے لہذا باوجود مارے جانے ہمراہان ہراول کے داؤد خان امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان چند نفر کے جو پاس امیر الامرا تھا دو تین سو پٹھانون سے تیراندازان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑ گیا رستم بیگ اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور سیادت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جو کہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز سراپا آہنی پوشش
ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہہ چھپایا ہے جھلم
اوٹھا تاکہ چہرہ نظر آئے یہ سخن اس سبب سے تھا کہ خود بذاتہ زرہ وغیرہ نہ پہنے تھا وہ تیر ایسا سخت لگے مین چھپان ہو
کے پہیے وقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دو تین کہ یک میر مشرف
کے ہیہ پر اس چالاکی اور چستی سے مارے کہ تاحیات ہر مجلس مین یاد کر کے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے
فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف
کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر
کنارے ہوئے بچے سرداران جانباز کے جمع قفیر کے پہیر اور کٹ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان گولے کے ضرب سے
جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہو کر ہاتھی کو پہیر ا بار قیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے
شادیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دم سے باندہ کر
شہر مین گشت کرایا اور شیاہی شیدیہ جو کہ میدان سے بہاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اوسنے مبارکباد
کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے
ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہو کر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے
سات مہینے کا حمل تھا جب واقعہ داؤد خان پر گذرا اسوقت رخصت داؤد خان کے اوسکا جمدہر لے لیا تھا جب یہ خبر
ضرر بانی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو
پہونچی بڑا رنج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میر ایمانی مارا جاتا
تو کیا موجب رضا سے حضرت تھا

بہاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے ہمدگر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تا لشکر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ
ہاتھی اردیہہ در ماہہ نقدی کیا کرین یہ گروہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکھتے تھے اور کوئی فقط جاگیر کی امید پر

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میرجملہ جو عظیم آباد کا
صوبہ دار تھا اسکی بدانتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نکلی جماعہ مغلیہ کے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی
بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی بیباقی نکرسکا لاچرم
اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے پندرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی
کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش بشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت
بادشاہ ارادہ بدی کا سادات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میرجملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب
کیا تھا اسی وقت مین جو آ پہونچا زیادہ تر بادشاہ کی بدنامی اور میرجملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے حضور مین
آنے نہ پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز
ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو ہر طرف ہوگئے تھے فراہم ہو کر محمد آمین خان بخشی اور
خاندوران نایب امیر الامرا اور میرجملہ کے مکان پر جاکر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے
مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور سنتے قطب الملک
فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھانجا عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ
ملازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا
قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میرجملہ نے ازبسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا
سررشتہ کار ہاتھہ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذوالفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک
سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھہ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میرجملہ کو معتوب
اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میرجملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن
صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کے پکڑنے کا غلغلہ پڑجاتا اور
قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملة الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹھوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو انوے ۹۴ برس کا ہو کر جنت کو راہی ہوا
یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھہ چاہیے رکھتا تھا اخیر وقت تک
کسی امر اسکے لیے دست بسر نہوا کافہ انام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرنا کیا عمدہ بات ہے
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ✤ یاد کوئی تو نگاہ گاہ کرے ✤ مشہور ہے کہ ذوالفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی تھا بلکہ دوبارہ ڈھونڈ اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکھتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین آیا جب ذوالفقار خان کی
توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص ذی نے اپنے بیٹے کے مرنے کی تاریخ کہی ذوالفقار خان کا
نام اسمعیل اور اسد خان کا نام ابراہیم تہا ؎ ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود
کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری
قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو گا اوسنے جواب دیا
کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہوا اب جسقدر ممکن ہو سادات
کے ساتھہ سلوک رکہکر رنجیدہ نکرنا کہ تمہاری قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی ہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا بموجب اپنے سستی کا سمجھکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل ندیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا اس وجہ سے عناد کی افزایش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہو کر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو کچہ بہی دخل نہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن محض بیکار ہوا اجارہ محالات کا رتن چند کی تجویز سے ہوتا تھا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تھا اور راے رایان جہان شاہی کو جسے دیوان تن کیا تھا دونون ناچار تھے کیونکہ رضا جوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونو کو معتوب اور معزول کرنا واجب ہوا تھا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان کے معتوب ہو کر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور امراے بہادر شاہی اور عالمگیر کا نظر سے گرانا غلط فاحش جانتا تھا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور اضافہ سے دلجوئی کر کے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک کے ڈر سے انکار کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہین تہین راضی نہوتا تھا اخلاص خان نو مسلم بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بنظر منازعت ترک خدمت کر کے تاریخ فرخ سیری لکہا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبد اللہ خان کے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز خدمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری مین نہین بیٹھتا تھا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تھا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دوبار ورنہ ایکبار قلعہ مین کچہری فرماکر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چندے روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان نے باوجود شور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندون نے سازش اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر تنگ کرادیا تھا چاہا کہ از روے توجہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدارالمہامان دفتر کو ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئی الہ خان اس حکم سے راضی نہوا کل ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تھا شکست ہوگیا آپس مین رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تھا واسطے فہمائیش حساب دیوانی کے آیا زر خطیر اوسکے ذمہ باقی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گھر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض حال کرکے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کردیا گفتگو سے فساد انگیزی کی نوبت پہونچی بادشاہ نے بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جز اس فساد کی یہ ہے کہ چوڑامن جاٹ جو زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تھا اور جسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر وفساد ہے اوسکی تنبیہ کو اوایل ماہ شوال سنہ ۱۱۲۹ھ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی بخطاب راجہ و مہراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی لکھہ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچھے بطور کمک روانہ کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بھی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے محاصرہ مین چوڑامن تنگ ہوا فتح وظفر کی قریب امید تھی کہ چوڑامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بھیجکر استدعاے صلح باقرار اداے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی نے کچھہ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکر حضور مین آیا بادشاہ بھی بشدت تمام آزردہ ہوا چوڑامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چوڑامن نے ملازمت کی بادشاہ اس مصالحت سے نہایت ہی آزردہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ ملین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہو چکا خبر ملی کہ کھندو دہاریہ سپہ سالار
عمدہ راجہ ساہو بدین ضابطہ جو بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار
مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تھا اور زر حاصل کی چوتھ وصول کرتا تھا تہائی او سکے قبضہ مین صوبہ
خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چھوٹی چھوٹی گڑھیان بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ ادہر سے گذرا بشرط
ادائے چوتھ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر
کے پاتے امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقندازون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا
جب ذوالفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کھندو دہاریہ خبر پاکر اٹھ ہزار سوار
جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور کالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچھم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذوالفقار
نے چونہین چاہا کہ دباوا کرے دہاریہ نے فرار نمودار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جو بین لے گیا ہرچند ہرکارون نے کہا کہ یہ
مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردی کچھ نسنا یکتاز اپنے تئین جوانان کہندو کے برابر پہونچا یا کہندو نے
اول مقابلہ مین بطور دکنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکھلانے سے فوج بخشی اودہر کو متوجہ ہوئی دوسرے
روز بہت مجموعی اگر چارو طرف سے دبا لیا کمک کی راہ نرہی ذوالفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے
جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقید رکو فوج شایستہ کے
ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان نے اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو بنابر تادیب ساہو تحریر کیا کہندو نے اس
خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ دشوار گذار مین رہتا تھا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچتی تھی اوسکی تھانہ دار
مکان خالی کرکے بہاگ جاتے تھے ہرچند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارا تک فرار ہوئے
الا ذوالفقار خان کے قتل کی تلافی کہندو کو نہ ملی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے پاکہ
پہونچتے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت
سے سرتابی کرتے تھے ہرچند مبارز خان صوبہ دار حیدر آباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہو کر
اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدر آباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے
امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوکر آتے او نکو دخل نہ دیتا اور ابطال الحیل سے گذران کرتا تھا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب بدشکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کرائے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
شوخیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کہسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتہہ مار جنہنے جو تہے وہی اوس سے اونکے ہاتہہ
سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ
صوبہ دکہن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تہا بہادر شاہ
کی عہد مین سانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رائی اور راجہ مذکورین
کی جو بند وبست بہادر شاہ کے مد نظر تہا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
اخوت تہا شرط یہ تہی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر اسن نایب
داود خان سے بموجب استصواب جو تہہ یون نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس یا پنج
مہینے رہی اول صلح اور آخر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے
ہاتہہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب برہمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے پہر انتظام وبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تہی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچہ داود خان پنی کے عہد
مین مقرر تہا باضافہ دیس مکہہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ شنبا نہتہ اور جمناجی
مع جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر الامرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ جو تہہ لین اور دیس مکہہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتہہ سوم عامل
دیس مکہہ کے بڑا رنج ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل پانی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان متعمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتہہ رشتہ برادر خواہندگی رکہتا تہا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح
سے حسب خواہش بادشاہی کاربند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور یہ مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوض میں صادر ہوگا اور مشہور یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کر دیا جب جانباز خان دریائے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار و پیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تھی اور نیز محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ میں وارد ہوا دونوں کی خبر ورود اور ڈی اور قوا ورنگ آباد جا پہونچے محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہ ولی سے مع سات آٹھہ ہزار سوار کے یا زیادہ بیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بھی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے اصلی ثابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تھا کہ سنتا نام غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند میں سرکشی کر رہا ہے اور میری سر راہ بندگی ہی حسب خط پڑہے کسیقدر آدمی واسطے تشفی کرنی جانباز خان کے مقرر ہوئے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت میں کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہیں انہیں دنوں میں ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا میں تھا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرہ امانت خان کے بدلے میں مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی میں دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت میں ہوتے تھے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تھا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کی عوض چند روز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبریں بہی موجب افراطرنج بادشاہی ہوئیں

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امرائے پیشور کے فتور سے

اسی عرصہ میں محمد مرزا نام کشمیری جو کہ عیوب و برائیوں سے مشہور و مطعون عام تھا ہموطنی کے وسیلہ سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت میں بادشاہ سے یوں ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کر سکتا ہوں بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہیں کہ بسبب علت ابنہ کے اغلام سے خوب موافقت پیدا کی اور تہوڑے زمانہ میں بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا اعلا ملا میں ہمراز ہوا کوئی دن نہ تہا کہ خلعت جواہر بیتیار مرصع انعام نپاتا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مرادآباد کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت میں کریں عجائبات سے کہ جب نظام الملک حضور میں پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدلکر مرادآباد کا نام رکن آباد رکہا اور علیحدہ صوبہ مقرر کر کے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگھ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگھ کو مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی سادات کی جانستانی پر راضی ہوے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوے اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر کہ اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پانچہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین چرچا ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچھ صدا نہ اوٹھی اور قطب الملک کہ ہزار کر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سواے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس امر کو نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کیا فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان اباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہو کر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی بہیجکر بشان و شوکت تمام اس حیلہ سے کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھی اپنے پاس بلا کر اوسکا حال حضور مین لکھا تھا اور ایک عرضی مشتمل ارزوے ملازمت اور ناموافقت آب ہواے دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگھ جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہو کر ہمراز و ہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخاصمان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد و پیمان محبت قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادہ ثانی کی جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی راے نہ مانتا تھا کمینون کو صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل و خوار کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہیئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگھ سوائی اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روے کار اوٹھائے اور کہمت چست کیجے قطب الملک کو برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب و توان ہو گئے ہین جب عذر تقصیر کرین گے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مراد آباد کی فوجداری نظام الملک سے لیکر اور کچھ اضافہ کر کے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے جو عہدہ مذکور طلب کر کے کوئی کام بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کر کے سرچھلہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گھر جا کر عذر تقصیرات اوس

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے اور نیز قلع ہونے ارادہ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کر کے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جنہنے کہ اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گھر مین آکر نئے سر سے عہد و پیمان کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچیا اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گھر و نمین جا پہونچے اور اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت کریے ورنہ ہمین بھی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہجیے اور نیز حکم طلب سید معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ تنقدی کے طلبگار اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کارفرما بھی نرکھتے تھے اور فوج قطب الملک کی پچیس ہزار کے قریب ہو گئی تھی سربلند خان سے نے تغیر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضاے قرض خواہان کی شدت رکھتا تھا مال و اسباب فروخت کر کے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بھی قدردانی بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بھی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہو کر گوشہ اختیار کیا قطب الملک نے دونون امرا کے گھر و نمین جاکر استمالت کی اور اپنے گھر لایا اور سربلند خان کے عوض اوسکے قرضخواہون کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کر کے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند ہوئی و صوبہ مالوہ کے اور نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب شاہجہان آباد کے لشکر سے بے اجازت اوٹھکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول المنصب ہوا قطب الملک نے اوسکی بھی دلجمعی کی تا بمقدور ہر ایک خاطر داری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا ایکروز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا اہم ازون سے کہدیا کہ شکارگاہ سے معاودت ہو کر قطب الملک کے دیکو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع ہر وقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے اداے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اوسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض گو یہ امر فرخ سیر کو منظور نہ ہوا او سنی اپنے گمان سے اکسی منہ سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان آیا بادشاہ اس خبر سے بد دماغ ہو کر باوجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گھر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا بعزم استقبال جاکر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئی فسخ عزیمت کر کے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو شہر کی طرف روان کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن میں امیر الامرا کے ہمراہ آدمیوں کی کثرت تھی ہر وقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان میں واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور وجفا کرے اتفاقاً ایک گانون لشکر کے روبرو واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو ہر ایک شے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہوگئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھی کے خیمہ مین رکہا صبح کو بار برداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ ایکے لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرا نے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک لڑکی حاضر نہو گی یہان سے پیر نہ اوٹھاونگا فی الفور پادکی لوگون نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہیں میری احتیاج نے بلا جبر واکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ مین رہی اوس سپاہی نے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجانے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور لڑکی کو چند اشرفی جیب سے خاص مین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ وفساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بہائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سر انجام کو واقعہ ۱۱ شوال سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر یابی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اورنگ آباد سے نکلکر چند امور ضروری کے سر انجام کو ایک ہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم سنہ ۱۱۳۱ کو فرخ سیر باتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچازاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکپرست علیمردان خانی اور دلدلیر خان بابی تیتی اور سر بلند خان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم او حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو بانی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ ہمت سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایئس ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج وہیا موجوج جو تیئس ۲۳ ہزار سوار سے ٹہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض بضرورت چار وناچار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہائے برقندار اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آسیر نہ آیا تھا بضرورت چار ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو ہر ٹہون کے قبضہ مین چھوڑا سر برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار یا پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طئے مسافت کرتے ہوئے

اکبرپور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پاس رکھنے کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین مانڈو کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر اور مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا مرحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک مانڈو کے بندوبست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ۴ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کے کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور مواثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنے سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگھ کے بولا کر نئے سر سے بھائی بنایا
اور باہمدگر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین با آواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہمسے مخالفت نہین ہم لوگون کو بھی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون و افسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمپر قابو پاوے رہائی مشکل ہے
بعد ورود چند ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگھ کے ملک مین آیا بنابر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہو گئے
ہر چند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش سے لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھہ لگی جب دار الخلافہ کے تین چار منزل رہگئی پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بھیجا ہر ایک نے شرف ملازمی حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
نے سواری مین بڑا تزک کیا تھا اپنی خود نمائی دکھلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا اور اندازون نے اوہر کی اودہر لگانے سے
کوتاہی نکی اور یہی راجہ رتن چند نے جو نہایت کم سخن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دوسرون
کی نسبت دلنشین کر دیئے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ تر کبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شاہجہان آباد
کے کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا جمعرات اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ اور آداب
کے وقت نزول نوبت بجا کر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بھی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانوان ڈول تھا کبھی دریائے قہر
سا طوفانی مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجیے کبھی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگھ میدان جنگ مین جانے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس پیش کیا وہ رنگ فوج بادشاہی

بہ نسبت مخالفت کے دو چند ہے ابھی اونکی سزا ہو جاینگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو تو ہم راہی ابھی ترک رفاقت کرتے ہیں بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبوں کے سبک مغزی سے احتیاط کرتے تھے لیکن نہ تو جے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی میں قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند او مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار ایسے غفلت کمکر سے بنا امراے متقدر اس ماجرا سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچھہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استقبال دیکھکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم ہوے اور ہوتے تاکہ قطب الملک نے بھائی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ اگر جے سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جابجا اصالتاً ہمارے متوسل مقرر ہوں اور قلعہ میں بھی ہمارا بندوبست ہو اوس وقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک کے نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیوں کے مقرر کرتے ہیں اور نیابت میں اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی قریب آنیگا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے آنبیر وطن کی رخصت پائی بموجب حکم شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آغا حسین علیخان کا دربار میں اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے مبرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچھہ نکر سکا لاچار قلعہ میں سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازوں سے اوٹھا دیا ۸ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کرلیا مردمان عمدہ بادشاہی سوا اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤں کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ میں نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان تمام سے آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی میں چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا اجمالاً خلعت عنایتی سے اسپ و فیل و جواہر کسیقدر لیکیا باقی کے حق میں عذر کیا اور لقدر یہم آداب میں بھی سہل انگاری کر کے لشکر میں لوٹ آیا اسیہ بھی بادشاہ کا طالع خفتہ نہ بیدار ہوا نہ کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نے مع سپاہ دن کے قلعہ میں آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازوں پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیاں اپنے پاس کرلیں بعد دو گہڑی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تعجیل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ مین ہر جگہہ تنزول کیا سہ پہر کو خود سوار ہوکر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی مین لیا اور عماری مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شائستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوسمین اوترا قطب الملک نے فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہہ کے اپنے بہائی کے طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کئی نہین اوسکے عوض مین بجز بدنامی کے کچہہ نہ ملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایما سے قتل بندہ بے تقصیر و اوجاع وغیرہ سرکشون کا نام صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہوتا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قرب و نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری سپرد ہووی بغیر اس امر کے اندر رفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ کی کچہہ نہ سمجہا دہی ایام جشن کا وعدہ لوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان اہل فریب سے اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان اشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے آثار محشر پیدا ہوئی لگا بادشاہ برگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل و قال مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر رہا اور فرخ سیر کے ہواخواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس رات کو کسی نے نجانا کہ قلعہ مین کیا ماجرا گذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی اور مرہٹہ مع سردارون کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا یہ اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا گیا اس عرصہ مین بعض امراے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا خسر تھا اور غازی الدین خان کو سمہ غالب جنگ اور اعز خان بہادر تورک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہووی جو استعداد میسر تہی لیکر گہرون سے سنجیدہ سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضاے دوربینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقا چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون کے نکل اپنے آقا کے مکان آرہے تھے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیرون سے جواب دیا اسی حال مین سواری اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تھے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار اور منصبدار وغیرہ سپاہ بیکار و ملازم سرکار جو اوس گروہ سے بیزار تہی قابو پاکر اونکے مارپیٹ اور لوٹ کہسوٹ مین متوجہ ہوئی مرہٹے ایسے گہبرائے کہ بعض تو لشکرگاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعہ دارون کے قریب دو ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و نقد گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتہہ لگا محمد امین خان حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی ایکطرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکوں کے بادشاہ کی نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اتفاقاً وفادار خان اور سید ہدایت خان
داروغہ معزول توپخانہ شاہی اور سو سوار ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سید اسد خان کی بازار میں معرکہ آرا ہوئے امیر الامرا کو
رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی سنکر نزدیک تھا کہ مفرور ہو جاویں تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق
ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے موجب رفقائے دلاور چاندنی چوک میں شاداب خان اور غازی الدین خان کے
مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ میں بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی بھی سارے ہمراہی
گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجائے خود آبیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی کچھ جرأت
نہ کی آگے قدم نہ بڑھایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھ کر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئیں
اوزخان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلوں کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایاں ہوا حسین علی خان کے آدمیوں نے
دروازہ بند کر کے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح دار و گیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور اجیت سنگھ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ انفصال سوال جواب کا کر کے چھوڑ دیں مگر وہ نہ نکلا اور اس
ہنگامہ متصل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب ہے کہ خلل ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کا کرنا
چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے میں دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ مثل اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی
سے حیلہ محلسرا کے میں جا گھسے خواجہ سرائیں اور ترکنیں جو دروازہ پر پاسبانی کو استادہ تھیں منع کرنے سے ہنگامہ کرنا شروع کی آخر زبر جبر و
تو تیغ سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بے حرمتی سے نکالا اسکی ماں بہن لڑکیاں سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے
لگیں مگر اسوقت میں رحم کہاں کشاں کشاں بیرون حرم لائے اور تیرپولیہ کے اوپر جا کے تنگ و تاریک میں محبوس کر دیا
اسکی ایام سلطنت سوائے حکم اپنے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگوں نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ کہا ہے
(فاعتبروا یا اولی الابصار) لہذا فقیر نے ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر میں بڑا شور و شر پڑ رہا تھا ۹ ربیع الثانی روز چہار شنبہ ۱۱۳۱ ہجری
کو پہر دن چڑھے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر بن بہادر شاہ کو جو کہ اکبر فرزند عالمگیر کی
دختر سے بیست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والوں کی ہمراہی کے باعث بغیر اسکے کہ حمام اور پوشاک لباس بدلے اور رہنے ...

وزیبائش لیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالاے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی
فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہمراہیان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ مین رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام وخاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیے کل عملہ خواص و خواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن وامان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین
مقید کرکے اوسکا گھر اور مال واسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین نہایت
سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہوا خواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ
بھی راجہ اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران والاشاہی جو اکثر پچاس روپیہ پورے
نقد دربار ہ کے نوکر تھے اور بعض جاگیر دار اور اکثر پاس حاضر تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری کا ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گھوڑا
داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور
سیف اللہ خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہر چند بظاہر بحالی روزگار
وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر رخصت ہو کر ۱۵ کوس کابل کو گیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرما کر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کر کے رخصت کیا مراد آباد کی فوجداری
اپنے بھائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میر خان عالمگیری کو جو اکبر آباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے بطور نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور خادم تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام
مین نظر بر کی سر رشتہ بندوبست کچھ تبدل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے
بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے بروقت آنے دکن کو حسین علیخان
کی ملاقات مین کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کہ رفع ملال فی کی رخصت ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست دروغ بر گردن راوی فقیر نے معتبرون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کرکے کچھ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہیں پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ رات
دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ باہر جانے متعلق کے وسنا ہے اونکی [illegible]

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوڑ جا پہونچا افغان نے بعد آگاہی تاقی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار مین چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور اٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دیوار پر دے مارا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایجاء سادات سے لکھا ہے ہر چند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تاکہ یہ امر
ثابت ہو کہ سادات کی یا سعادت ہوئی اس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پھیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شداید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیون سے معذرت کرتا اور استدعاے سلطنت مین ناک رگڑتا کبھی عبداللہ
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرما کر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ
جے سنگہ سوائی تک پہونچا دے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونون بھائیون کے
گوش گذار کیا کرتا آخر کار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کہلایا مگر موثر نہوا تیسری بار
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا سم قاتل نے اپنا زور دکہلایا سختی جان کندنی درپیش آئی اوسوقت اون دونون برادران کے
نمکحرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گران بار خاطر ہو کر سخت وسست کہنا شروع کیا کہ کلام اسد ایسے
روسیاہون کی مہر کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا و قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پھانسی ڈالدین جسوقت گردن مین پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑی اور بقایاے ہاتھ پیر ٹیکنے لگا جلاد دولت نے لکڑی سے ہاتھ پیر خوب سیدہے
کیے تا آنکہ بصد حسرت و یاس اس دنیای فانی سے درگذرا ۔ شعر ۔ نبینی درین دیر کس را تمام ۔ کہ ناگہ برسکش یکنفس ۔ بعضے
کہتے ہین کہ بروقت جان کنی کے دو زخم چھریون کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیر المتاخرین نے ایک صادق گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہرحال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریان چلے اور مرثیہ خوانین
پڑھتے زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیجان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رفتہ کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
مین کیسے کیسے عجائبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اول ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہان جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا سر کٹانا آنکھین نکلوانا اور ایسی ہی سختیان

بد عقیدہ کہین نہین آخر اسکا عوض ملا چاہتا ہے گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو اور اسنے بادشا
عمل مین سادات نے بہی اپنی بدکرداری کا ثمرہ پایا فقط عمارات خالصے کی تمام ہوئی القصہ بعد تسلط جسنے جو چاہا خزاین اور
نقد او جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کرلیا او جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون
بہائیون نے قیمت کرکے باہم گربانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تہا کہتے ہین حرم سراے شاہی
مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بہائیون مین بہی چندان
صفائی نرہی ہر چند ظاہر مین ابہی کچہ برائی نتہی مگر ہوشمندون کو کسیقدر اس راز باطن سے اطلاع ہو لی تہی امیر الامرا
بہ مقتضاے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتون مین اپنے بڑے بہائی سے فوقیت ڈہونڈتا تہا اسکا اقتدار
بہی زیادہ تہا بایکہ فرمانروایان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت
ذوفانہ کی ورنہ بنیاد دہقان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کو بداعمالی کی سزا ضرور تہی لاجرم ایسے برگزیدہ
امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکو سیر کا خروج کرنا اکبرآباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تہا تین ۳ مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی ۲۰ تاریخ کو جان بحق
ہوا دونون بہائیون جو کہ سلطنت کے مدار المہام تہے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تہا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونون بہائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکو سیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتہا لہذا
انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہوڑے دن
گذرے شاہزادہ نیکو سیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبرآباد مین جو کہ وہ سجگہ قید تہا قلعدار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کرکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبرآباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے
صورت بلوہ پیدا ہوگی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتہہ
اکبرآباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکو سیر اپنے لوگون کے ساتہہ اور مدد سے جو کچہ کرسکتا تہا نہ کیا چند روز کے بعد
قلعہ مفتوح اور نیکو سیر مغلوب اور محبوس ہوا اور ازبان قلعہ وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوئے تہے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوے اسی ضمن مین مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عاید ہوا تہا بڑہ گیا ہر چند قطب الملک کے دوا معالجہ مین اہتمام
کیا گیا مگر موت و عدم سے بڑہ گئی تہی کچہ فایدہ نہوا اسنے اسکی سلطنت کے ایام بہائی کی بادشاہت کے برابر گذرنے نپائے
کہ اسکو ورگذرنے کے آثار پیدا ہوے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجب الدین علی خان اپنے بھائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو اور یہ بھی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ میں مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور خوش رو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کے اکبر آباد میں رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا اور دہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے جوار میں بموجب وصیت اپنے بھائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہویں ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور میں رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر سریر آرا ہوا تمام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تھیں بمقتضائے وقت دونوں بھائی مدار المہام کی خاطرداری کرتی تھیں ایک مہینے کے بعد لڑکے کے ساتھ دار الخلافت سے لشکر میں آئیں پرانے جہان شاہ کی نوکروں نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بھی نکریں اور کورنش کا ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئیں مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکھیں بارہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ سید عبد اللہ خان کے نوکروں سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور مصاحب اختیاری دیوان خاص و عام میں سادات کی طرف سے مقرر تھا رفق و مدارا کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبھی کبھی ایک یا دو مہینے کو سیر و شکار کے لیے کوس دو کوس لیجاکر واپس لاتے تھے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض اطوار ناہموار دونوں بھائیوں مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوئے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی یاوگاری سمجھی مگر افسوس کیا لوگوں نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر نہ پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر چھبیلہ رام کا بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ میں مصروف ہے اس خبر کے سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد میں لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریائے جمن میں

ہل باندہا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم میں بہر چکلہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند
کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی میں بہی اسقدر استقلال اور اختیار رکہتا تہا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار تہے بغیر اسکے
کاو کسی غیر سے سرانجام ہی نہ تہی کچہ دخل نہ تہا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بہی رتن چند کے بغیر نہو سکتا
تہا کہتے ہین کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضا ے شہر کی قطب الملک
نے کسی ہمنشین کے طرف متبسم ہوکر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیوں کا تجویز و تقرر بہی کرنے لگا رتن چند نے ترک تماشا ہوا جب
دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کرکے امور دینی کے انتظام میں مشغول ہوے ہین الحاصل تعین
فوج کی خبر پاکر گردہر سنگہ کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کی طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کرکے
امیدواری اوسکی صوبہ اله آباد سے ملحق ہونے میں اور خبر عطا ہونے صوبہ اودہ کے مع بعض خطاب منصب کے اور اقرار اله آباد
سے نکلنے کا مین فراغت سے تقرر کے تجہیز پیام کی ظاہر کیا عرضی اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے
گردہر سنگہ کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بہیم کی مدد پر بوندی کی مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطے اخراج گردہر بہادر کے اله آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بہیم کا ملک موروثی تہا لیکن باہم جہگڑا اوٹہاے تہے بدہ سنگہ نے راجہ پر تسلط پاکر بہیم سنگہ
کو نکال دیا بہیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان نے بہادر دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چہہ ہزار
سوار جنگ طلبگار کے راجہ بہیم سنگہ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بہیم سنگہ اور چہتر سنگہ
کے صوبہ مالوہ کے سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردہر بہادر کے التماس پر وہ لکہی نہ گئی حیدر قلیخان
بہادر کو مع فوج روانہ اله آباد کیا کہ اگر گردہر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کرین حیدر قلیخان بہادر جب اله آباد پہونچکر
تہا بہیر ابتدا جرأت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا لیکن انجام کار نہو گردہر بہادر نے بہی عدم اطمینان سے مدد قلعہ خالی
کرنے کے اقرار مین گذرا سے اور چند روز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ مین آخر یہ مقدمہ رکہا حسین علیخان نے خود دریا ے
جمن سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر اله آباد مین مشہور ہوئی گردہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے مین مستعد ہوا اور
سوا اسکے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجہی امیر الامرا قلعہ کے دیکہنے سے کہ تینون طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے
اور گردہر بہی نشان شجاعت سے خالی نہین اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کہینچے گا ذراسی بات مین بڑی مدت گذرے گی
اور یہ امر باعث برہمی امور خلیفہ کا ہوگا سو وقت رنا نہین ہین دونون بہائیون کے درمیان بہی اکبر آباد کے انتظام جنس
کی بابت غبار اوٹہا پیام و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے گر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب الالتماس گردھر بہادر کے اور فرو ہونا وہاں کی شورش و فساد کا

انہیں دنوں گردھر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئیں کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے تو میں بھی مطیع ہو جاؤں اور اطاعت شاہی
اختیار کروں لہذا دونوں بھائیوں نے انطفائے فساد مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج
لائق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونوں نے باہم عہد بقسم سر بہ گنگا جی کے مضبوط کیا اور اودہ کی صوبہ داری
مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردھر بہادر کو تفویض کی اور اوائل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی
ہو کر اولیائے دولت کے ہاتھ لگا اور رتن چند واپس ولی نعمتوں کی خدمت میں جا پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور پیدا ہونا منافرت کا درمیان سادات کے

جیسا کہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ میں جا کر مستقل ہوا اور ملک کو مفسدوں سے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب
نکلنے ملاقات کے بوقت آنے دکن کے مرحمت خان سے ملال تھا اسیواسطے ارادہ کیا کہ مرحمت خان کو قلعہداری مانڈو سے معزول
کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان نے بتقاضائے نمک حلالی روزگار سمجھکر قلعہ میں بیٹھا چوکی کی
خواجم قلیخان حضور میں شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان سے دلجوئی کی چشم نمائی کرکے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ
کو خواجم قلیخان کے سپرد کر دے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجھا کر قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرا دیا چونکہ مرحمت خان کو
بسبب امیر الامرا کے حضور میں آنا میسر نتھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اپنے
پاس طلب کرکے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور انہیں دنوں میں حکم ہوا کہ اوس نواح میں جو قلعہ لکا لا جا کے فتح جنگ سے
نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت
جانفشانی بجا لا کر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بھی اعتضاد حسب الحکم شہنشاہ فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کرکے صوبہ داری
مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری میں نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چند موضع
پرگنہ چندیری میں مفسدوں کا جماؤ تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت بہم پہونچا کر
رکاب کرکے دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ تھا دالیر کے ایما سے جو محمد شاہ سے کبھی کبھی
ترکی زبان میں گفتگو کرتا تھا بسبب کثرت سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول کے بموجب انہیں دنوں میں
حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ بادشاہ کا ارادہ ہے صوبہ داری دکن کے بندوبست کو صوبہ
مالوہ میں اقامت کریں بلکہ چار صوبہ اکبرآباد و الہ آباد برہانپور ملتان سے جس جگہ منظور ہو اسکو تمہارے واسطے
تجویز کیا جاوے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور برفاقت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگھ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگدر ہوا اور جواب میں چند کلمات تحریر کرکے یہ شعر عنوان میں درج کیا ہے سن بیوفائیم بوفا مشہور م قسم نہ من چون شمائیم شما مشہور م قسم یہ امیر الامرا اور قطب الملک مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھہ گئے اور نظام الملک کے وکیل سے خبر کو خلوت میں بلاکر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کے حق میں کہے

نظام الملک اور سادات کے صد گونہ نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا مدار المہام جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ بنظر فیروزی بخت کمر کے لڑنے کو آمادہ ہوں لہذا عزم بالجزم کرکے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکھے اور مع عبد الرحیم خان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرائی دلاور علی خان اور اوسکے ہمراہی دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہ بھی لکھا کہ اودہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کرکے اپنا رفیق بناوین

عبد الصمد کی فتح پانی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہوکر باغی ہوگیا تھا اور ابتدائی صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکے اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کرکے شوخی کرنے لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کرکے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور آٹھہ نو ہزار سوار سے بقصد تاراج گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھہ ہزار سوار فراہم کرکے عزم تنبیہ کیا نزدیک چونی کے جو لاہور سے تیس کوس پر ہے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جلالی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان اقربائے دلاور کو جانب راست اور حفظ علیخان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اعز خان اللہ الغلاق عارف خان اپنے نائب کے مقرر فرمایا کچہہ فوج طرح کرکے آراستگی کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بھتیجے کو ہراولی پر مع رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور باڑے ہوئی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جا گرا وہان سے بڑہ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کردیا کریم قلیخان کی فوج تتربتر ہوگئی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اعز خان کے قتل میں مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہہ حفاظت اعز خان کے نکرسکے بھاگ نکلے لیکن جو تیر نکلتا تھا وہ دشمن کے دل میں جا بیٹھتا تھا ناگاہ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تھا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدہارا حسین خان میدان اعز خان سے ملتفت ہوکر عبد الصمد خان کے مقابل جا پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بھاگے اور تزلزل پیدا ہوا کہتے ہیں کہ عبد الصمد اپنی ڈاڑہی نوچتا تھا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتا بو شاہ ٹھسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ میں جانی خان اور حفیظ علیخان نے ترددات نمایاں کیے
اور اعزخان نے اوسوقت اوسکی کمر چوٹ کی اوسی حال میں حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹھسک کے مارا گیا اور معاً تیر کا
گولہ حفیظ علیخان کے ہاتھ سے حسین خان کے چھاتی پر لگا کہ جان نقد تسلیم کی عماری میں آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور
خوشحال ہو کر ہمراہیوں کی مراعات فرمائی اور اعزخان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ بالفعل ہزاری اور دو سو سوار کے خدمت کے
اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہو کر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ٭

نظام الملک کا حدود دکن میں پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہانپور کو قبضہ میں لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کر کے گذر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار نے
سے کے صلاح بموجب طمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسوں کے محاصرہ میں فتح کر پایا تھا اور
بالفعل امیر الامرا کے حکام یہاں مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا
اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ میں آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع باوقار تھا مع سامان عمدہ کے
نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور رنبھا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج میں ملحق ہوا
اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوئے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک
کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کر کے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور میں جو صاحب صوبہ کل
ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت میں
آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھہ کیواسطے جابجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بھاگ کر سرو اردن سے جاملے اسی ضمن میں سید حسن الدین علیخان
کی والدہ مع چھوٹے بچوں کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بھائی نے اطلاع پا کر
اصلا اوسکی آبرو ریزی کی فکر نکی اور اوسکی ماں نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو لیجیے مگر خدا را
حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب میں حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکوں کو
میوہ جات وغیرہ بھیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دیں بعد پہونچنے اس خبر کے
امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار حشر دلاور علیخان کی کرتے
تھے اور رتن چند بمعاینہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر
حسین علی خان راضی نہوا ٭

مخدومی خان کی شوخی کردار سے کشمیر میں آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ مخدومی خان کے نام سے ملقب تھا مدتوں سے وہاں کے ہنود کے ساتھ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہا تہا اب کہ گردش روزگار ہوا ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بناکر حرکتیں ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جاکر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ بارہ پی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کو ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت یہان کر سکتے ہین محتوی خان فتنہ پرداز بدباغ اوتہا
اونکمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب راے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندو ونمین معزز تہا کسی باغ کی سیر کو جاکر جا عہ زنا رداران کو کہانا کہلواتا تہا وہ مفسد جاکر بیچارون کے مارنے اور قید کرنی
مین متوجہ ہوا صاحب راے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب راے کے گہر پہونچکر
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگا دی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوی
بعدازان اوسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا اینٹ پہتر تیر بندوق کے مارنا شروع کی میر احمد خان
ایک رات دن برابر گہر سے نکل نسکا آبرو مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کرکے باتفاق میر شاہو خان
بخشی بادشاہی کے سوار ہو کر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بہ ستور اوباشون کو جمع کرکے مقابلہ کیا اور سر چند پشتو رنجون کی
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تہا جاکر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تہا جلا
دئے اور مقابلہ اور گہرون سے اینٹ پہتر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ پاتی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین طرفہ بلوہ ہو گیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہرزادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ آگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا آخر کو
لاچاری اور عجز وزاری کرکے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کرکے صاحب راے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور ختنہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرا دئے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتہہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کرکے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تہا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دینداز جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبدالعد خان سے جو شاہیرون مین تہا اور اسکا دوست تہا جاکر مع دو پسر خورد سال کے
کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تاکہ استقبال کو جاون خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاہو خان بخشی کے مکان مین جاکر عذر خواہی کرنا چاہیئے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلین گے محتوی خان نے بخشی مذکور
کی گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ جاری پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

پہونچا دو تین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا انکا کمر اول ونیدار خان کی
رد سر دا اوسکے لڑکے کو مارے پھر اوسکو بھی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پیر دکارون نے بلوہ مچا دیا جدی جا بل
مین جشنر برپا ہوا تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکھون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی غزمیت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گھرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بھی منہہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی سومن خان نایب حضور نے پہونچکر میرا احمد خان کو ہمین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر
کے ساتھہ موافقت پیدا کرلی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کھانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بھی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کر سکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شترجن توپون مین چھرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین بطور مناسب بٹھلایا دلاور علیخان بمقتضائے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار سوار ہمراہی اور بیشتر فوج راجپوتیہ ہمراہی راجہ بھیم سنگھ و راجہ گج سنگھ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین سے بان اور توپ کی شرربازیان ہونے لگین غیاث خان مردمان کمین گاہ کے پیچھے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو آئے کھڑا تھا آخر دلاور علیخان کو تو اس گھات سے آگاہی نہ تھی چند قدم جاکر دفعتہً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کرکے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر خاک ہوگئے جو پیچھے رہگئے تھے اس حال کے دیکھنے سے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کرکے بہاگ گئے دلاور علیخان اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹھہرے رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تھا گھوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھہ سکتے تھے اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بھی نام و ننگ خاک مین ملا کر بہاگ نکلے بہر حال نصیبہ تو جواب دے چکا تھا بہادران نامی کی بہادری کچھہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی میدان مین پیوند فنا ہوئے بادری سخت ایسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے شہر مین لوٹ کر رعایائے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوئے کبھی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بھائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

کی تلافی کریں کبھی کہتے کہ امیر الامرا تمہارا روانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
میں مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا
محمد امین خان کے بارہ میں کبھی قتل و قید کی شہرت ہوتی کبھی رفق و مدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول و قرار رکھتا تھا لہذا مانع آیا تھا بلکہ اکثر ور کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے
بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہیں دنوں میں واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری کا روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز میں مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑیں نو مرتبہ زمین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیوں کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجاویں اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہوں
اسی عرصہ میں پھر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازوں کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادروں کے منتظر معرکہ مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندوں سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچھ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہیں کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال عالم علیخان بہادر سے جاملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مجروحان
اور ترغیب اور تحریص مردم میں مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہکایا انور خان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جاملا یہاں بھی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ ہنوز نظام الملک
فی نفسہ ان قوت نہیں پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انور خان
کی عزت خاک میں ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان میں مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمیں بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کندوہا ریا دسکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوئے اور بعض امراے مشہورہ دکن بھی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فرداپور میں جو صوبہ خاندیس اور بالا گھاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے ٹھہرا فوج مرہٹہ حسب ضابطہ
خود نہبات کی لوٹ مار میں منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر میں روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۸ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی میں تھا عبور
میں توقف ہوا آخر نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے سترہ کوس بائیں جانب سے پایاب پا کر بلا تاخیر بسرعت بیلغار پار ہوگیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کرگیا نظام الملک کا لشکر
گھیر کر شوخیاں کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر میں

قلعہ کی گرانی اور گیلانی ظاہر ہوئی مرہٹہ بہیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹے جو نظام الملک کو رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھ جنگ کنان اُس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھ لگے تاآنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکرگاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلہ پر پہونچا مشہور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کرکے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فرید خان دلیوان اور حبشی خان اور محمدی بیگ کی پشت پناہی بقربانی اور عنایت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ دلاوران نامی اور سرداران گرامی کو میمنہ و میسرہ مین جگہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی روہیلہ و لیکر فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نورسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے بوچھار سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے جو پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی پہ ہے القصہ ربادہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کرکے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادرداد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور فتح اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع حیدر اجاون کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور رنبھا مرہٹہ کو مع بعض زمیندارون کے پیشگاہ مین چھوڑ کر ہرگان مخالف کے یورش دفع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز تو وہیں لگا رہا رات کو گوشہائے تختی مین واقعہ مین و یسار لگا دیا اور دلاوران مستعدین کو مع چہرہ دار توپ اور بان کے کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ پر با پیر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بار مین ہزارون مارے اور کہیں خاک مین ملگئے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کرکے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا زلزلہ آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشینون کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام الملکی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج مقہور روگردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگرچہ عنان ہوشیاری ہاتھ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نہ رہا جلد جلد قدم بڑھاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دودہ

بارود سے تاریکی چھائی گویا موت کی بدلی اوند آئی چہروں کی بوچھار سے موسل دھار خون برسنے لگا بعد رفع تاریکی معلوم ہوا کہ بہادر خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور ہاشمی خان اور محمد نجیب وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادے فرار ہو کر چلیان ہیں عالم علیخان بہادر باوجود چہرہ چنی چند بہادران جانفشاں کی ساتھ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑھتا جاتا تھا اوسوقت میں اختصاص خان خیر اندیش عالم اور میر غیاث خان جنکی ایک آنکھ تیر سے زخمی ہوئی تھی جسارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر سرداران نظام الملک بھی جو اوسسے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرح کی زد و خورد ہوئی آخر کار اختصاص خان نے وہ تلوار کا ہاتھ مارا کہ سر بہت عالم علی خان کا ہاتھ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش متواتر سے بہادر نوجوان کہ مثل شمشیر کے تیز تھے اور فیل فیل جو ہاتھی کی کمر سے واسطے اور پیادہ تھے سر خرو ہو کر شہید ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند سرداروں کے گرفتار ہوا اور محمد خان سرا و برادرزادہ داؤد خان اور اسد خان برادر خان عالم جو ہزاروں نے دو تین لاکھ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ میں خان مرحوم سے لیے تھے بروقت مقابلہ کے جدا ہو کر مع بعض دیگر رفقائے پیشہ کے لشکر نظام الملک میں جا ملے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جو کہ اونکے دلوں سے بچا نظام الملک کے قبضہ اختیار میں آیا اس لڑائی میں کوئی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی میں اسیر ہوا مگر خفیف مجروح ہوئے تھے مرہم لطف و مدارا سے جلد چنگے ہو گئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے باہر ہے خصوصا امیر الامرا کے جگر میں کانٹا سا خلش کرنے لگا اسی ناموس کی فکر سے جو دکن میں تھی نہایت مشوش تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبایل کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے فوج نظام الملک کے قلعہ میں گھیر لیا تھا اور باوجود کمال آزردگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لازمہ غمخواری کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور نیز اسی عرصہ میں خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہیں سات آٹھ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہیں

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت سے دار الخلافہ میں رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت میں جا کر انتظام الملک کی سزا کرے جیسے ہی عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے سید محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زر دہ ہمراہ بہت جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا آنکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور راجہ وغیرہ اور توپخانہ آتش بار اور گولہ انداز وغیرہ وسط ماہ آخر شوال کو دکن کی جانب پیشخیمہ کیا اور خود امیر الامرا نے کوچ کر کے اکبرآباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اجل سر پر کھڑی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح بر خلاف کیے چنانچہ اوایل ذیقعدہ میں

میر آتش کی خدمت سید خانجہان سے لیکر جو حسین علی خان کے اقربا میں تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۲ کو
محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کر کے تین کوس پر جا کر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی
رخصت کی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک جانا چاہتا تھا لیکن بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا
چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودھویں تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ کو ہمراہ لیکر فتحپور سیکری منزل کرتے ہوا
اور تین چار مقام ہوا واسطے سر انجام جشن جلوس کے فرماے قطب الملک نے مع حامد خان عم نظام الملک کے اور [illegible]
اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امرا کے لیے
میرو بال کے وہاں رکھ ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ میں محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور خدمت [illegible]
بادشاہ اور تعہد دستی ظاہر کر کے چالیس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ٹھہرا تھا [illegible]
لیکن اثناے راہ انکا شرکت کا فقط بہانہ تھا

حال جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن میں امراے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت باہرہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر برادر زادہ
خان مذکور اور نور الدین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے خط سے جو نہایت اضطراب میں تحریر کیا تھا
مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چند ایام اختیار نرہا دست تسلط سادات کا ہوا امراے قدیم نظام الملک اور محمد امین خان
اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا اسوقت سادات کی فکر میں رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے [illegible]
اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا ارادہ
نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی ذلت اور مخصوص تو انہوں کی بھی اور یہ یقین تھا کہ بروقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاب ہوگا لہذا اسی فکر میں
روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ میں غافل پا کر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہیں کہ میر محمد امین
المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسان میں تھا اور جسنے عہد فرخ سیر میں عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا اور ان
دنوں بیانہ کی فوجداری پر جو عمدہ محالات اکبر آباد میں سے مقرر ہوا اور وہاں زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید
عبد اللہ خان سے مدد لیکر وہاں کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے جلدی میں اضافہ پانصدی سے مقرر ہوا
اس سفر میں کسی اپنے مدعا کو ہمراہ لشکر محمد شاہ کے تھا محمد امین خان نے مناسب درجہ اوسکو اپنا ہمراز [illegible]
باہم کر میر حیدر خان کاشغری سے جو قوم چغتا اور بسبب ہمشیرہ [illegible] کے میر کا خطاب رکھتا تھا درخواست [illegible]
کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا [illegible]

اس مہم کو انجام دیجیے با آنکہ فرعہ اس امر کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک
کو اپنے ہمراہیوں سے ہمراہ لیکر روز چہار شنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان
ڈیوڑھی پر پہنچا ایک دولتخانہ شاہی کے بہی غزاج والا ظاہر کرکے اپنے تئیں ۔ حیدر قلی کے پیش خیمہ میں پہونچایا اور اوسکو بھی
اس ارادہ سے آگاہ کرکے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ میں اوتار کر داخل محلسرا کرکے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا
ہوا چونکہ پالکی اولی ایک کوس پر ہوا کہ تاجب دروازہ کلال بارگاہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایاں ہوکر کاغذ عرضی
کو نمایاں کیا چیلہ اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوئے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل میں ڈالدیا کہ حکم روبرو آنیکا صادر فرمایا
میر حیدر خان نے دور کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا چونکہ امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا
میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکال کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برآمد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید
ہوگیا لیکن اوسی جلدی میں امیر الامرا نے قاتل کو لات مارکر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر۔ لات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور
لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمزادہ تھا اور پیادہ پالکی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یوں بھی ہے کہ اسکے قتل میں میر مشرف بھی شریک ہوا
اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہوکر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کرکے
امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہوکر
تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے میں شمشیر برہنہ
بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے نیچہ سے مارے گئے کسقدر ہمراہیان محکم سنگھ
دیوان امیر الامرا نے کلاں بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور راجہ دیوان خاص کے پھاٹک پر شمشیر عریاں جا پہونچے
دو تین نفر زخمی اوٹھاکر اور امیر الامرا کو کشتہ پاکر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقنداز ہی
کرکے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ میں اکر جان دینا

جبکہ امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا
اور درستگی سامان لشکر کے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا
اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقائے
امیر الامرا کو جو شور ازدحام کے ہوئے تھے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار بمقتضائے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر
راضی نہ تھی مگر سعادت خان نے بمقتضائے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ
اپنے ہاتھی پر سوار کراکر خود خواصی میں بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امرائے موافق دستور بہادر شکے اپنی اپنی جگہ پر

کو گئے تھے اوسوقت قلیل جمعیت تو مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردمان سعادت خان اپنے کو کا
شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقت سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکھا تھا عین آشوب و رستخیز مین
آیا عزت خان بہادر تھی جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین بسرعت کی
اور عین اضطراب مین درستگی فوج کرکے مستعد مرادلی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کیطرح جان سے ہاتھ دہوکے
نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مدنظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو سمجھے حیدر قلیخان کی کافرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے
معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار ہو سے صداے احسنت احسنت آنی لگی امراے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچتے جاتے تھے اور کم کوئی
عزت خان کی مدد کو ہی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا عزت خان سا تیر اگر اجل
تو دور بھی ایسا پشت سپر مین پیوستہ ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان
کو مدد پر پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیر افگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کہ ورثے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی
خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رکہا تھا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیغام امان جان حضرت بادشاہ کی حضور سے دیکر اپنے پاس بلوایا اور عفو تقصیر کے بعد منصب شش ہزاری
پر سرفراز کردیا اور حسین خان کو اعتماد الدولہ کی طرف سے مکرر پیغام پہونچے کہ اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس
ایک شقہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکہکر شتر سوار کو تعینات روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گہر کو چلا گرو مغل اور
کچہ باشندہ بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی کو اولٹا اور عریان و احوال تباہ محمد امین خان کے
پاس لاکر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا راے [illegible] جو قطب الملک
کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکہکر دربار کی طرف ہوا اور صورت شکست پیدائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت
نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گہر مین بسر کرنے لگا اور جب وقت قابو آیا تو چلا گیا اور عبد الله خان کے پاس جا پہونچا [illegible]
خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ داغ تصحیح اور لڑائی کے دن غیرت خان کا رفیق ہوا تھا
دو تین روز تک تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کر قید کیا گیا اور [illegible] باوجود
وعدہ عطاے اضافہ اور رعایت [illegible] کے جدا کیا اور چند بار [illegible] ایک مدت کو [illegible] بادشاہ ہمراہ اور محمد امین خان

فی رفع تشنیع عوام کیا اسلئے جنازہ امیر الامرا کا عزت خان ولد نواب اولیا کا زبان مین لیکر نماز پڑہی اور نیابر جرن تیر و داد اولہما شجاعت کی مردان مخاطب سے فرمایا پایہ ہرن یہ لوگ شیر مین کہ بعد از ان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو میر عبد اللہ خان کے جوا مین دفن کرین جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر نہوا جسجگہ تابوت پہونچتا وہانکے لوگ احترام کے ساتھ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر پیوند خاک کیا سبحان اللہ زمانے کا یہ رسم ہے رنگ دگر کبھی شام ہے اور کبھی سحر عوض داد و دانش سے رکہ صبح شام نہ کہ بعد فنا تا رہے نیک نام نہ معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونوں صفات امیر الامرا مین تھے اور جو کچھ فرخ سیر اور امیر الامرا کے بعد گزرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بار رحم الاچاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ حفظ آبرو اور جان کو نچاہے دنیا طالب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ بالعیان جدا ہوئی سے بہی حفظ نادر الیسے لوگ ہوتی ہین جنکا یہ مقولہ ہے سر آبرو جگ مین رہے اور جان جاتا ہے تم ہے نہ الغرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب دلیا جو کہ واغیا ہو گیا تھا زیارت بیت اللہ کی حاصل کر کرانے اپنے مقصد کو روانہ ہو گیا اور غلام علیخان کہ طرح بحقوق خدمت جو ہر وقت کا اسلئے بادشاہ کے اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رکہ بروقت فرصت عبد اللہ خان کے پاس چلا گیا نصرت یار خان نوجہ سادات نامے اور عبد اللہ خان سے غبار رکہتا تھا اور بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تھا تین کوس پر خبر امیر الامرا کی سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تہی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ اسکو بلاکر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ پنجہزاری ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور ڈیڑہ کروڑ دام انعام اور خدمت وزارت مع لقب وزیر الملک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہفت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خزانات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری کر منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان نو منصب ہفت ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان پنجہزاری ہوا اور خطاب بہادری اور عطاے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح جیسے ظفر خان وغیرہ بلا زبان قدیم و جدید کی جو صلہ پوری فرمائے گئے

عبد اللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تھا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ خطر ناک چند کہ مشعر سانحہ جانکاہ امیر الامرا کے آپہونچا بدریافت ماجراے گذشتہ عبد اللہ خان کے نظر و نمین جہان تیرہ ہوا اور بجز صبر و شکیبائی چارہ کار نہ دیکہا خاموش دلمین قلق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض مشیرون نے ترغیب دی کہ ہنوز اطراف کی فوجین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین پہونچنا چاہیے قطب الملک نے یہ لڑنا پسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے دل ہوئی ہین اور اس سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور سیواتی اور بہر دلون نے متفق ہو کر ہر وقت قابو پاکر جو اسباب
پہنچی سپاہ و خیمہ کا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بہی اونکی ہوتی جاتی تہی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایکروز ہمراہیان پیش خیمہ
مین سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا
اور ہمرا لیے جاتا تھا جو لشکر سے دو تین کوس پر پیچھے پہونچا تھا تمام مال و اسباب اوسکا غارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زمینداران
مفسد کو بے دخل کر کے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خان کو مع میر تقی خان کے اس غرض سے شاہجہان آباد
بہیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بہائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور
آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل
اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر بہیجی ایک ثلث رات گذری تک اوسکا مکان گہیر لیا
اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تہمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان
یا بطور خود متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عیدگاہ جا کر نماز پڑہی بعد ازان عبد اللہ خان
کی بہیجے ہوے لوگ معز الدین کے لڑکونکو دروازے پر آکر ستری اندر آنے سے ہوے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاہزادونکو سیر سے
بہی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چند روز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان
نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آکر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی
اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا
ہر ایک امراے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہو کر بعطاے منصب
و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسی روپیہ درماہہ پر رسالے بہرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار
روپیہ سے لاکہہ تک کی مدد ہوئی اور چاندخان بخشی نظام الملک کو محال جاگیر اور بعطاے نقد سے تسلی دی بعض امراے فرخ سیری مانند
اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو ذلیل پاتے تھے طلب کر کے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت
کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کر کے مدد خرچ
کو کسیقدر روپیہ بہی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصبداران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جا کر لوٹ آئے اور نئے منصبداران کم
منصب کے ساتھہ مانند جلو خانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین اور اکثر ان قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ کے نوکر تھے ستر روپیہ پاکر
ہی خوشنود ہو گئے لیکن اب اس اسی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بہرتی کیے ہوئے شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی چونکہ انکا بدار شت سپاہ میں تاکید ہوئی نوی ہزار سوار سرکار قطب الملک میں ملازم ہوگیا در تخمینا ایک کرور
روپیہ اس آراستگی سپاہ میں صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

باوائل محرم سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو ہمراہ لیکر جیسا کہ اوسوقت میں میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد میں آیا اول عیدگاہ میں مقام ہوا یہان پر غلام علیخان بخشی لشکر محمد شاہ اور نور علیخان اکبر آبادی آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کے ہو کہ بھیجا اور نشی قطب الملک کا تھا اور جو دو برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ جہت الخلافہ ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ میں خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مقیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبر آباد کی راہ آتا ہے لہذا فرید الدین فرید آباد میں آیا اور سیف الدین علیخان و شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ روسای بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا تھا ہر منزل میں فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے سبھی نوکرون سے جو بادشاہ کے نوکر تھے بکار ہے لیکن بوقت فرصت جلد ہے ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع پاول میں قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اسد خان معروف نواب اولیا مع دیگر برادران و افواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہونگے اور ڈیڑہ سوار ایسے جنہیں سادات بارہہ ساتھ ہمراہی میں آپہونچا انکے بعد چوڑا من جاٹ بدر بدل سنگہ جد برج جیدر رضا رسورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبر آباد و متھرا کا تھا مع محکم سنگہ اور کیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جو افتاب نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چوڑا من نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے پہلے گیا تھا بطریق رہ آورد کی قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام میں دیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل اور مقیم بنایا دونون لشکر کا فاصلہ کم رہا جب محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہیراج جے سنگہ کا کیا مگر بوجہ راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار اور مظفر خان روہیلہ اور یار خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور رسجے سنگہ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہوے

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم کے طرفین کے لشکرون میں حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چوڑا من نے بہت کوشش کی کہ بار و دخانہ بادشاہی میں آگ لگا دے تاکہ توپخانہ کے سرنگا داڑا ایسا ہے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سی کچہ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ اور نصرت یار خان اور ثابت خان مع دیگر فوج کی بائیں طرف مقرر ہوئی اور اعظم خان کے ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کی طرح میں اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھیرایا اور شیر افگن خان اور ترتیب خان وغیرہ حضور خاص میں رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگھ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ و مہاراج کے جرالغار و برالغار کی مدد گاری اور ہواری خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر میں مصروف ہوا امرا اران بارہہ بموجب اپنے خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع تھے لہذا چند بار ترتیب ہوسے اور پھر برہم ہوئے بہر صورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراول پر مقرر رہے تھے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان و نعمت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صاحب الوش اور زمینداران فیل مع انبوہ بیشمار اور شتر فیل سوار ہیں و لیاقت الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پہ پیدا ہوئے اور ابو الحسن خان بخشی سابق اور سید علیخان بخشی رسالہ اور پیر امین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک کے سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع کیا بادشاہ نے فیل سوار ہوکر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹ کر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کریں فوج دریا موج نے پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہویں اوڑانا شروع کیا کہ آوازیں کوسوں تک پہونچیں امن و امان گوشۂ سلامت کو سدھارے ... گوش کر و بیان کر کہ گویا توپوں کی گرج رعد کا کلیجہ پھاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی تھی توپخانہ میں حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم بہ قدم پیشتر کو ڈالتا تھا بکسر ان بیدم کا دم نکلتا تھا خصوصاً نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان انگیخان کے سایہ تلے جاکر ایسی آتش باری کی کہ طاہر خیال اسکے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ بہر تنگ کر دیا بہادران نامی کے چہروں پر ہوائیاں اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤں نے راہ گریزی بے حیائی کا پہلا سبق پایا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ اس حال کے دیکھتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادروں کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ میں بدمعاشی اتفاقی سے آگ لگا دی وہ مورچہ اوسکے ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسائش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقربوں نے صلاح نسمجھکر موقوف کیا جس وقت تھوڑی رات گذری ... [illegible]

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرح کا تحمل اون
لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہو کر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے قرار کر کے
اپنے تئین گوارون کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گھوڑے پر سوار ہو کر
اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوئی تا آنکہ بہ ارتفاع روز جمعہ کے صبح ہونے ہی مین دہ
سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکھ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور آٹھ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دو چار رہے اور
گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ بہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تھا حاضر رہے تھے اور سپاہی آبرو اپنی ہمراہ قطب الملک
وغازی الدین خان وغیرہ سرداران وحامد خان وسیف خان وامیر خان وروح اللہ خان ونعمت اللہ خان وبیرام خان
وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان وشیخ ہیلا کے رہ گئے تھے محمد شاہ بادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و
رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑہایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشباری
توپخانہ شاہی کی کچہ پروا نکر کے بمقتضائے شجاعت آبائی قیامت اوٹھائی رفقائے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان وصمصام الدولہ
نصرت یار خان کہ وہ بہی سرداران بارہہ سے تھا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکہتے تھے آب
شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور وشین ہوا کہ قیامت کی انتظار
جاتی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتہیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان لی تحصیل ننگ کی نام ونشان کو جانثاران شاہی کی
مدد پر قدم اوٹھایا شیر افگن خان مدد پادشاہ سے مقابل کو کمند ہیجان اور نوک سنان سے اولجہایا
درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور میارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ
حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بہی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع
دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان با نام ونشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور
عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان اور صبغۃ اللہ خان
عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلولی کے رہرو عدم ہوئے اور انکے ہمراہی بہی اس معرکہ تنگ آرا مین آقا کے خدمتگذاریون کو ساتھ
ہوئے نجم الدین علیخان بہادر جسکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تہی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ سے نور بصر
سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکہکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے
مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر بادشاہ کے عقب مین ہو کر شورش اوٹہائی اور قریب ایک ہزار اونٹ بہل پر تیل
کی جو جمنا کنارے تہے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج بادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تہی
نمودار ہوا بادشاہ نے بہی تیر جگر دوز اوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قنداران خاص کے
اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقائے نیم جان

کی قوت ظاہری باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین ہر جو اسی جہاں کی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور
محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑدین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان
کے مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بگریبان ہوا تیر کے سناٹے سے عجب طرحکی کشاکش پڑگئی اس اخیر وقت کی
دارو گیر مین سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان
مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اوسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون
مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور پہلوانان مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے نہ اوترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیشگان جناب
تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھئے جبکہ بخت و دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا ہو ون ایسے خیالات کے حواس باختہ
تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر
پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا التقدیر تو بر خلاف ہو گئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان
و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علیخان و عبد اللہ خان ترین و ابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے
کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا اختیار کیا قطب الملک
نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر
زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوسوقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان
بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ٭ من آنم کہ چون حملہ آوردمی
بہ مہ از کف انگشتری بردمی ٭ وسے چون نگہ داشتم یاوری ٭ گرفتند گردم ہوا انگشتری ٭ چہ یاری کند مغفر و جوشنم ٭ چو یاری
نکرد اختر روشنم ٭ کلید ظفر چون نباشد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کراکر
حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرماکر حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجوائے بعض امرائے
مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوئے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے
تکیہ گاہ مین متوقف ہوا اور تکیہ گاہ کو جو ضرور لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امرائے حضور نے اوسکے کورنش کی مبارکباد کی نذرین
گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کے سوال کیا گیا تھا

معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جاٹ اور راجپوتوں سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف
سے سوال فتح و شکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سایل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل ب ع د و ک) جس وقت مرتب کرین

کار غائب عدو کا تھا اور جوان حروف کا قلب کرین بلیغ اور عدک برابر ہو فی الحقیقت خالی عجائبات سے نہیں ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید
ہو کر آیا جب تک شور بے قید رہا آخر روز جمعہ ۱۴ محرم کو یہ خبر دار الخلافہ میں پہونچی کسیکو خوشی کسیکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان
ہوئے کہ بادشاہی دولتخواہوں نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گھروں میں چراغ تک نہ جلا ہر رنج و غم میں جی جلا
نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئیں بعضوں نے تاپہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و
مال میں فی چادر و نہین لپیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئیں بعض کو توال کے قید میں پہنسین اور عورات سیادہ نے تعبیر صبوری کی
چادر اوڑہ کر جیسا عصمت سے باہر قدم نہ رکھا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک میں تھا اور حرم سرا کی محافظت
پر تعینات تھا گسہروالون کے اتفاق سے خیانت پرست ہو گیا حرص و طمع اپنی جی دوڑانے لگا جو کچھ جانا گھروں کے ہمراہ لوٹ
گھسوٹ کر کے چلدیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بھتیجا اور متبنی تھا
تغیر وضع کر کے قصبہ جانسٹہ وطن اصلی کو سدھارے مگر راستے میں مردمان شاہی نے قید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امرائے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہو کر جاہ و جلال میں مصروف ہوا امرائے جان نثار کو شمول عواطف فرمایا ۱۶ ماہ
محرم کو سوار ہو کر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار
خواجہ مذکور کے خادمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا و در روز تقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا امیر الامرا حیدر قلی خان کے منصب
پر اضافہ فرما کر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطائے ماہی مراتب سرفرازی
بخشی اور دیگر امرا بھی مورد لطف و عنایت ہوئے نجابت علی خان مقید حضور میں پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ
عبد اللہ خان کے ساتھ لگا کہا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ سنہ ہجری کو بادشاہ بہایت شان و شوکت سے
روانہ ہوا ہاتھیوں پر زربفت کی جھولیں نقرہ و طلائی پاکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زر لگا جسپر آنکھ نہیں ٹہرتی تھی
دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امرائے ہمراہی کے ہاتھی یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گھوڑے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم
دیکھ دکھلاتے تھے اسی شوکت و شان سے آن و بان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوے داخل دار الخلافہ ہوا
اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جھولی پر ہوئی اور چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے
مبارکباد بلند ہوئے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ بیگمان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور میں پہونچنا اور خدمات لائقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر میں سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان داغر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت سے پہونچ نکے تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطائے خلعت خنجر و سرپیچ مرصع وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ بعہدہ آٹھ ہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگھ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بدرقت نہ پہونچا آخر با ہ صفر میں حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگھ کی تقدیم سے معاف ہو گیا نظام الملک کی عرضی درجواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد مع نیر کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان کی جگہ پہ صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجب حالت ہوئی تھی کہ منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدھارا تین مہینے بائیس[۱۲] روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال و اسباب جو کروروں سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہیں کہ سات سو گہر اوسکی ہمسایہ تھے جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہا تھا ایک حکم میں خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکوں کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہیں تھا چنانچہ اسوقت میں محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ بہی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچہ خزانہ میں باقی تھا وہ لوٹ میں جاتا رہا بچہا بادشاہ کو کچہ نملا تہا حتی کہ دیوان خاص و عام کے کٹہرہ جو طلائی و نقرئی تہے مسلوک ہو گئے تہے انکی بہی تعمیر کی ضرورت تھی اور مخبروں نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طمع کی با وجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار میں داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتی تھی ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی محنت و مشقت سے تمام عمر میں کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکے بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور دربدر مظلوم پہرا وے کہتے ہین کہ اس امر میں محمد اعظم شاہ کو اس رسم سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ کہ اس بدعت کا ذکر حضور میں نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمو د نمود اور اوسکا دکر با مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے نہی والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہر اسید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے استقرار اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتہہ بہت کچہ تہی بامید رفاہ اور افزائش جاہ وطن سے چلا کر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم نتھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی مستقر امیر خان کے لڑکے کی استفادہ

لینا شروع کیا کسی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہوکر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اونسے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنٰی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہوجاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلاکر معاینہ کیا اور اوسکے اداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو برضامندی فیمابین ازدواج کردیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبو خانہ کی دارغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بھی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکھلاکر امیر خان کے لڑکے ہادیعلیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کرلیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہوگیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل و عیال حضور مین آے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر وہین رہا بعد مدت کے
عطر و گلاب پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تاکہ عزوجاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزایش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچا کر فقیر ہوگیا چون کہ طالع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئے راہ نکالی جو کبھی کسینے سنی نتھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
اور نزول کلام کا دعوے کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جاے اول عوام کو بہکاکر کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع
انام ہوجاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بھی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بناکر
اوسکا نام قرزہ مقدس رکھا نثر تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بھی کسیقدر ترجمہ کرکے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر الوالعزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوگ
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعد ازان بیگوگیت محمی علی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور ہمین خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کے روبرو تھا اور جسوقت اہل سنت
کے روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چار کس دیگر یعنی اموسی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجھے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجھپر بھی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے جنہین مذہب اسلام مین محترم سمجھا تھا اچھے پیرو کارون پر جنہین فرقہ کہتا تھا
ملازم کردیا تھا تاکہ اون دونون کی حرمت نگاہ رکھین جیسا کہ ماثر نبوی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تھی
سو وہی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تھا کہ ایک وحی باداین قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح جیسے ایک گروہ نورانی دکھلایا اوسکے حروف

برابر اسکے بیٹھے میں آتے اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک شخص اس قسم کی کہ ارزانی اور وہی فرخرفات سنتا اور اسلام میں جیسے ہم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفقان ہمو ونو وال زیادہ بڑہتا اور جس روز کہ اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے جمع ہوتی عبیر و خوشبو اور سکے امتی اوسپر چھڑکتے تھے اور زرد علم اور خود و کلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر کسیقدر اوس سے طویل سر پر رکھا منع کر فر ہود دن کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت وہی بھٹیاری کی محل کے نام سے مشہور میں جانا تھا اوسکا اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چند روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکھتا اور گونگا ہو جاتا کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز رسولان رکھا تھا اسدن بہی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہیں ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سواے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ دید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق میں ہو اور تعمیل دید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ کے درمیان میں استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی طرف رخ کرکے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جھکا کر دست چپ کی طرف پھر جاتے تا کہ صف شمال مغرب... جیسے ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون سمت کا چاروں صف کر چکے زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت کو تکتے بعد دید تمام ہوتی جمیعت متفرق ہو جاتی ایک دوسرا اوجوہر یہ تھا کہ میں وہی محسن ہوں جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بہی کفر ہوگا مگر فقیر کو معلوم نہیں اسقدر جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ میں شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور پیرون سے سنا گیا تھا القصہ اوس کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمیں سے ایک وہی شاکر در شید تھا جسکا نام وجیہ یار رکہا تھا دوسرا امیر باقر اوسکا سالا اور دو دوسرے اور بہی جنکا نام نمود اللہ اور نمود واحد تھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع سوا قسم کی اپنی کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سواے اوسکے پہلے نام کے اپنی طرف سے بہی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول تماشود دوم فقار سعد ... اور دو لڑکیاں نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بی بی کے نام حق نما اور نما پایا اور نمود یا اور بہا فلاد نمود فر تھی القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد میں مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور میں تہا کم اپنا فریبی کرکے لوگون کو دام تزویر میں اولجہا یا تہا اور بے پیروی کی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بہی لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ اژدحام ہوا اسی ضمن میں بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون میں مخالفت ہوئی اس اثنا میں اس تیرہ دل نے کچہ تیز خیال پہیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت منقول و معقول میں کچہ دخل

مہارت رکہتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود ناداں تھا امیر الامرا حسین علی خان سپاہ اکثر حرب و ضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبہی کبہی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی فکر نکی بادلیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تھا اوسکی پیرو کار تھا ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد دلنگار زیادہ اعتقاد ہوتا ہے اسکی مریدی کا ہر ایک ہزار جان و دل سے رجوع ہوگیا قریب بتیس ہزار مرید ہوگئے

فرخ سیر کا نمودسی ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خواتین مستدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے رسوخ شاہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاح کی اور مہر بادشاہ کے ساتھ نمود دون کی بہی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جہکایا اوسنے فرش چہالا بادشاہ کی بیٹھنے کو بچھوا کر کہا سہ پوست تخت و گدا اے و شاہی نہ ہمہ داریم انچہ میخواہی نہ فرخ سیر بے عقل تو تہا ہی اسکا استغنا دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تھا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا او بہزار سماجت اپنے ہاتھ کی لکہی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تہے لیے اور بادشاہ نے تعظیم کر کے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ انثار کر دیا یہ حرکت زیادہ ترموجب اعتقاد ہوا اور عوام لوگون پر اسکی مکاری نے اثر پہونچایا اب کہتا تھا یہ تدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن جاے سجود مین کہلے بندون ڈہول بجا کر جایا آیا کرتا اور نقارہ کی چوب اپنے کفر مین پہلاتا تھا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبد اللہ خان نے زمانے نے روگردانی کی محمد شاہ کے عدل و عدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایۂ وزارت حاصل کیا محمد خان ذی معدود ہمعنو جنید روز کی جبکہ بیماری شروع ہوئی تھی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کر لاوین یا وہین پر قتل کرین چونکہ دو پہر نزدیک تھی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تھے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت بسمی خفشان نمود بہی اپنے گہر مین کچہہ رہا تھا بمجرد سننے کے بیہوش ہو کر حیران ہوا اور استقلال کر کے چہوٹے لڑکے وہبتاہی کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو و گندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپکی تکلیف کی ہے لہذا کچہہ تناول کیجیے فقیر یہی انا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترس کہایا کسیقدر توقف کیا مرحوم امین خان سے ناگہان خبر نہ کی جالت نزع کی بروی ہوگیا آنکی سنتی بہی اولٹے پیرون فریر کہ دروازہ پر آئے محمد امین خان قولنج مین بہت بیمار رہتا بیہوش ہوگیا تہا اور بحالت بیہوشی

جب افاقہ ہوا لانے کی خبر پوچھی لوگوں نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے جلد پایا کہ کل صبح کو فقیر تعجیل ہوا دہر موت سے گرم بازاری کی صبح ہوتے شام ممات کی سیاہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو روانہ ہو جاوے بلکہ اپنے مریدوں کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر پہنچی دلشاد ہو کر بدلجمعی تمام پہنچ مسجد کے برابر دروازہ مکان اوسکے تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتوں کی تنخواہ سے اپنے دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرایم اور طلب تعویذ میں بھیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ میں نے ایک تیر اسکے جگر میں مارا ہے ہرگز جانبر نہوگا اور میں بھی شہادت کے انتظار میں ہوں چونکہ میرا دادا بھی مسجد میں شہید ہو بیٹھا ہوں ہر چند بسبب اسکے کہ اکثر تیرہ شہید ہو چکا ہوں امید شہادت کی نہیں رہی ہے اسی ضمن میں دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی بار مرید سے کہا کہ لکھہ (وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہوں کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا دیوان نے نذر قبول فرمانے میں بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہیں ہاں فقراے حاضرین اگر چاہیں تو لیویں آخر اون لوگوں نے لے لیا دیوان نے راستہ میں سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہو کر مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد میں مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوئے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم گر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا نبیرہ اللہ کا نانمود گدی پر بیٹھا لالچ تو بڑی بلا ہوتی ہے اس شخص نے تعویذوں حصہ جو نمود نے ہمین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور نانمود وغیرہ کے مقرر کیے تھے جھگڑا کھڑا کیا ہر چند دوجی بار نے سماجت کی کہ مجھہ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہیں نانمود نے کچھ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا ولی عہد مرحوم راز تھا لاچار ہو کر اکبر و جماعہ فقرا کو دون میں کھڑے ہو کہہ فرمایا کہ یاران تم لوگ نمود کا اور ہمارا اختلاط جو تھا سنتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے کہ اونہوں نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونوں نے باہم گر کی صلاح سے مرتب کیے تھے اور باہم صلاح و مشورہ میں کم و بیشی دونوں کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلا دیے اور کہا کہ اس عہد کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت نہوتی لوگوں نے کاغذ کو دیکھکر دوجی کی باتیں سچ جانیں کچھ شعور رکھتا تھا متنبہ ہو کر منحرف ہوئے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضروں کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کسادبازاری ہو گئی اوسوقت ضرور نانمود نے دوجی بار کو اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہی چند روز کے بعد نمود ہادی علی خان کے موضع میں جو اوسنے اپنی جاگیر میں دیا تھا جا بیٹھا اور وہیں پر مر گیا اوسکے بعد شاہ فغار سجادہ نشین ہوا

شاہ فغار کا حال اور پایان کار

شاہ فغار مقربان اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بہی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بہائی شاہ دیدار دوجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم کو ان چار دن کو دیکہا اور اسقدر کلامات دریافت کئی او شاہ فغار محمد شاہ کے وقت مین ابتدا سے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکہتا تہا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بخشاور جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے معروف تھے یہ بہی شریک ہوا اور فغار بہی بیشتر اسی موت پائی اور فغار بہی اوسط احمد شاہی مین سے فغار کی آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مرگئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمتا مریدی مین رہگئی تھی بعد رحلت فغار او شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی جو اوسکے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا بنظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیئے اونمین سے بہی چند لوگ مرگئے مثل اوسکے نامود یار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نرہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان پر عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ رائے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت نہوئی منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور راہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑہتا ہے اوسکو طلب کرکے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور نیز مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اوسمین غیب سے نشان ہوجاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور بکثرت مردان ہوشیار نے اپنی آنکہہ سے دیکہا اور یہ کرامات راقم نے بہی دیکہی تہی وہ بدبخت اس ماجرا کو سنکر بیتاب ہوا زیدو عمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ مین بہی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہوجائیگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جاکر فاتحہ مقتدایان مذکور اور ایمہ خود کے نام پڑہکر دروازہ بند کردیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تاکہ بعد تہوڑی دیر کے دروازہ کہولکر اور نشان دیکہکے اطلاع کرے اتفاقا وہ عورت شیعہ مذہب تھی جو کہ اپنا ملت پوشیدہ رکہتی تہی بعد تہوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کہولا دیکہا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان پر ہر قسم کا کہانا کہا رہا ہے شدت شعف سے خودداری نکرسکی دوڑکر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لاکر ملاحظہ کریں محمد امین خان مع ہمراہیون کے اودہر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گہبراکر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ نکلی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تاکہ اس جستجو مین جہان گذران چہوڑکر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بہی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کو

صوبہ داری پر مامور ہوا امراے شیعی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور
اشتغال مراسم تعزیہ داری کے چندروز نہ پہونچ سکا بعد انقضاے ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ نعمت اللہ خان کی جا کر
بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری
معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونوں صاحبزادے تھے ہمیں کب پہونچتا ہے
کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا تکفیر بن نعمت اللہ خان نے جواب میں کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہیں اور تمہارے صاحبزادہ
نے فتح پائی تم خوشیاں کرو اس گفتگو میں خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان میں آکر اصلاح کردی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسویں ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۳ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ میں
بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہوکر نزدیک نربدا پور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد
بیجاپور اور کرناٹک وافاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ میں گذری
سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو رخصت ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا
معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض میں عطا ہوا اور سعادت خان بہادر برہان جنگ
اکبرآباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش الہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کچھ
زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالا یطاق کی مکرر مصدر ہوکر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ میں از روے اخبار حیدرآباد کے معلوم ہوا کہ
ضلع کرناٹک میں ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت
بارہ کوس تک اکثر موضع او قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ میں ایک پہاڑ پھٹ گرا جسکے صدمہ سے اکثر
جانور ضایع ہوگئے اثر آبادی باقی نرہا ایک روز بادشاہ نے شکارگاہ میں بزبان ترکی اعزخان کی تعریف کی اور دو تین روز کے
بعد بسعی دوسرے کے اضافہ ہزاری بالفعل ہزار سوار او نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب
ملا صوبہ اکبرآباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر میں مع دو ہزار سوار کے واقع
سودہ موودہ متعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جہانگیری میں گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع
سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت او سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور میں آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دربار حضور میں مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونون صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع ایلچی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران مین تھا صوبہ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کے
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بروده کی نیابت ملی اور رابے رگھہ ناتھہ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست بانی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراد آباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جے سنگہ
سوائی سے بھی نفرت رکھتا تھا خلعت سر پیچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیہ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا و خلعت عنایت ہوا اسعد اللہ خان کو جو نظام الملک کی پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگہ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور ہنوز یہ خبر
نتھی کہ ہنوز شجاعت خان نیابت کی سند نہین پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جاے مہر علیخان اوسجگہ
کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بھی اوس سبب
ملول تھے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ ادنی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جاے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر افاغنہ اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑہ گئے اور بعد زد
و خورد کے نایب کو مغلوب کر کے حویلی مین محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجی کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
مابین راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودہپور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد دلجمعی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقاے ساوات مین تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھہ اوٹھا لے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعد رد و بدل سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن مین شجاعت خان مع دستاویز مہر معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ ماسن مفسدان اطراف متھرا اور دار الخلافت کے اثناے راہ مین واقع
تھی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ و مقابلہ عظیم کے جسمین قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہر چند محمد شاہ چندان ایسی امور پر متوجہ نتھا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گھنٹہ کے برج مثمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلاے داد پائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی ترتیب دیکر و فرسے وا

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بسبب عسرت و سلیہ سرانجامی کے ہنوز قصبہ داری سے
کہ جو بیس کوس پر دار الخلافت سے واقع ہے نکلا نتھا کہ خبر پائی کہ راجہ جو دہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے حسن خبر ہو پھر وہ
چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار بیعت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجد مین اجمیر کے ائمہ کین بعد ازان عملہ اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ وسوقت
[illegible] الدولہ کا [illegible] اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برانیکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف
بلایا چاہیے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرایض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے بعینہ
خاوندی ہے درصورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی
[illegible] مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرایض راجہ کی صمصام الدولہ
نے بنظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کر لی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کی
نام صوبہ گجرات بحال رکھنا چاہیے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ حضور حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیے بعد مصلحت بسیار کے کہ کسی امراے حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
آگرہ آباد سے تاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرات کر کے اخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ لڑائی
کا سامان انصرام جلد پہونچنے سے ہو چکے بعد ملازمت چاہا کہ استدعاے اسباب مہم کی درمیان لاے لیکن بعض امرا نے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بھی کسقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت ظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر پہونچی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیے
اور اونکا مال اور مواشی بھی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا ناچار بیچارہ نے ہاتھی گھوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے امبیر مین نابینا راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دھاوا کیا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھانجا جو قصبہ کو [illegible] تھا کیت بے توجہی کر کے ناموس کا رفیق ہوا نارنول کے شہر

نام وننگ کے لیے لڑے اور اپنے ناموس کو جوہر کرکے شہید کردیا مفسدوں نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کر ایک عورت
ومرد کے بدن میں نہ چھوڑا اور ایک جماعت کو قید بھی کرلیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تادیب کے لیے
ونمدلی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا
لیت ولعل میں گذرانتا تھا اور حیدر قلی خاں نے باوجود بدمزاجی سابقہ کے جو خاندوراں سے تھی اس مہم میں یکدل ہوکر رفاقت
کی بارہ میں سخت سخت قسمیں کیں اور سوگند کھائی اور بجان ودل بیعت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر براہ بی اختیاری خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدانخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار میں فرار کرے تو ایسا وہ کہاں ہے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خیمیں او رجان میں رکھکر قدم نہ بڑھایا قسم الاثنیان جب کہ عزم کی بابت اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک ونجم الدین علیخاں کی ابی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نامنظور تھا اس کے عدم قبول
سے اوسنے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت میں ایلچی کی آمد و رفت درمیان میں دیکھکر خاندوران نے خود دربار کی آمدرفت موقوف کردی
بادشاہ نے مدارالمہاموں کی صلح وآشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اوٹھا
ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اسی ضمن میں خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوایل ذیالحجہ کو اورنگ آباد میں داخل ہوگیا تھا اور دہلی اورنگ آباد سے
۲ ماہ مذکور بعزم حضور ہوا اور برہانپور میں پہونچکر دیانت خاں جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت وفیل
عطا فرماکر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور میں چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے تلک ملتوی رہیں پیشاور
وکابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خاں نے خانہ زاد خاں اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تھا واقع منزل عربیان محمد امین خاں ولد خانخاناں مرحوم غارت ہوا تھا افغان سدراہ
ہوکر لڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خاں نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اچھی جانفشانیاں کیں اور شیخ مجاہد جو کہ
ہراول کا جماعہ دار تھا زخمی ہوکر قید ہوا قریب سات آٹھ سو نفر کے کام آئے سربلند خاں کی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خاں
کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطاں ہوئے خانہ زاد خاں کو بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت
نہیں ناچار چند آدمیوں کے ساتھ راہ فرار لی اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانوں نے لوٹ لیا اور عبدالصمد خاں
اس سبب سے کہ زکریا خاں اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد مخدومی خاں کے شور وفساد
اور بابت مذکور کے مغلوب ومحصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدین خان
مجروح ہوکر مقابل نہ آیا بے لڑے بھڑے منفعل اور نادم حاضر ہوکر اظہار الاطاعت کی ہوا وفساد کی تسکین پائی عبدالصمد خاں کی
کل منصبدار اور متعینہ اور روپیہ دار اور وظیفہ خواروں کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں معاتب کرکے اونکی جاگیر

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی میں اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۲۹ محرم الحرام ۱۱۳۲ ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۲ ہجری میں محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل میں آئی اور طالع اسد میں نکاح پڑھایا گیا آرائش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور میں آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن و بعض اصلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کرکے حاضر حضور ہوکر روز پنجشنبہ ربیع الثانی سنہ کو شرف ملازمت ہوا پانچویں جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دوپہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطائے خلعت چارقب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابوالمظفر سے تبدیل ہوکر ابوالفتح ناصرالدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھبیسویں رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعداللہ نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امرائے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی میں برخلاف رائے آصف جاہ کے دخل دیا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاس خاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہاں جاکر ایسا بندوبست کیا کہ کسی کو ملک میں نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطرخواہ رتق و فتق ہوکر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اشتلیع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت میں تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور میں اچھا معلوم نہوتا تھا امرائے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور میں نہیں چاہتے تھے ہمیشہ اسیطرح کھچڑی میں وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا اور خواجہ سراؤں کی تحریک سے حیدر قلیخان نے اپنے حد سے پیر بڑھائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرات تھا صوبہ گجرات میں خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبدالغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑوں سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کی طرح میرا پایہ ہوگا امرائے حضور کے اغوا سے بغرض استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ اور دیگر امرا بھی نظام کے نکالنے میں اس ارادہ سے خوش ہوئے کہ نظام الملک کے ہاتھوں سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سے عزل کردیا اسی عرصہ میں واقعہ شب دوشنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے میں عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمدآباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبرآباد میں اور صوبہ اکبرآباد و راجہ جے سنگہ کو ملنا اور چوڑامن کی مہم فتح ہونا

جب برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبرآباد کے صوبہ اودہ جو راجہ گردھر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھ بندوبست صوبہ جدید لینے کے روانہ ہوا اور نیل کنٹھ اپنے نایب کو اکبرآباد میں چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ فیل سوار راہ میں چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درخت نیم کے بیچ میں سے چھپا ہوا تھا اس پر پہونچتے ہی اوسنے اپنی بندوق ماری کہ تو اور چھاتی سے پار ہو گئی برہان الملک عازم تھا کہ دونوں صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پاکر صوبہ اکبرآباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگہ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگہ بعد عطائے صوبہ داری اکبرآباد کے چوڑامن جاٹ کی سزا پر مامور ہو کر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا بدن سنگہ اپنے بھتیجے کو موافق کر کے ایک مدت تک اوسکی فکر میں مصروف رہا تا آنکہ محکم سنگہ نے اپنے باپ چوڑامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی اگرچہ شفقت پدری سے درپے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھا کر ہلاک ہو گیا محکم سنگہ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کر کے راجہ جے سنگہ کو اسطرح تنگ کر دیا اور بدن سنگہ نے خوب تالیف قلوب کر کے رفقاے محکم سنگہ کو موافق کر لیا محکم سنگہ اس حال سے عاجز ہو کر قلعہ خالی کر کے بھاگا اور صفر سنہ ۱۱۴۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور کو قلعہ تھون فتح ہوا اور بدن سنگہ بجاے محکم سنگہ کے مقرر ہوا اور راجہ گردھر بہادر صوبہ مالوہ پاکر اوجین میں پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شورش کی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بطور تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کرے اور بذریعہ خطوط کے سلسلے اکثر اوسکی افواج کو جو کہ افاغنہ اور بابی اور عربی اور حبشی کے لشکر میں جو کہ اس قوم سے تھے سبھوں کو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان مہر علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان بابی اسد خان عربی و دیگر سرداران حبشی و مغلیہ وغیرہ اوس سے متفرق ہوئے اور نظام الملک نے جھالوہ تک قریب گجرات کے پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان اس حال کی مشاہدہ سے گھبرا گیا مقاومت کی تاب ساختہ آصفجاہ کی نہ دیکھی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے وزیر نہ تھا یہیں بیٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچکر وہاں کے انتظام میں مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کے صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو شاہزادہ جنگلی

کے نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گردھر بہادر کے تغیر سے اسے ملا تھا آیا اور یہاں کا انتظام
کر کے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت میں چھوڑ کر حضور کو سعادت کی حیدر قلی خان مع زر و مال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا آخر پنجم جمادی الاخری سنہ ۱۱۳۵ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز نیکو سیر نے رحلت فرمائی اور کیا ہو
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے صبیحہ جہاں افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد سعادت گجرات کے نظام الملک کی غیبت میں مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور راگی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی او حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال میں سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش سکھ کے جماعہ میں سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت میں آیا اور پنجشنبہ
۴ ذیقعدہ سال مذکور کو چار گھڑی گذرنے پر محمد شاہ کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۳۶ سحر کو میں ستارہ دم دار
برج دلو میں نمودار ہو کر دس بارہ روز تک آشکار رہا اور اسی مہینے میں بادشاہ کی لڑکی نے انتقال فرمایا —

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانساماں
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ خان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرا سے عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجر مل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازاں راجہ بخت مل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازیں حیدر قلی خان اور پس ازاں مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دوسری داور داد خان
اور داروغہ گرز داران مبارز خان اور اسکے بعد اغر خان اور داروغہ خاص چلو اور چلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ مہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قوربیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ وردی خان اور خدمت سپاہ خواجہ
فیض کی مہر ور خان کو اور حبیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا ہون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ تھا و بخان داروغہ باورچی خانہ
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان بہکوری داروغہ حبشی یاسمین خان داروغہ سرخ پوشان فولادان

اللہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قاسم خان دلدار روشن الدولہ داروغہ وقائع کل و ڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح ہر ایک ایک کام پر مقرر تھی لیکن روشن الدولہ خصیل مزاج بادشاہ ہو کر ہر آمد کارمقدمہ خلائق کرتا تھا اور شاہ جان محمد فقیر کے لڑکے کو کی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر جا حسب دستور ان کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلاء دین ایسے ادب سے حیرت زدہ ہو کر یہ نکتہ گاتی تھی رباعی نوبت زکیان بہ ناکیان افتادہ است ۞ بازوی شگرفی بمیان افتادہ است شاید کہ سپہر سفلہ قصد زنشاطہ ۞ شمشیر زدن بدوف زبان افتادہ است ۞ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت مین پڑا رہتا ہاں کوئی ایسا ہی کار سخت و ضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا اور عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امراز ادہ خوشطبع و رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنی رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ خوف و ہراس امرا کیا عوام کے دلون سے دور ہوئے نگاہ شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجائے خود دم استقلال بھرتے تھے و نظام الملک چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی رائے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین منش و اختیار مدار المہامی زبان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کاروبار ملکی مالی سے اٹھ جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر وامرا اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن اور بیمزگی کرتے تھے اور غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا چند سے آمد و رفت دربار کی موقوف کر کے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ مجھ سے راضی ہو کر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا جہات واسطہ و وسایل درمیان لا کر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر ۱۱۳۵ ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساختہ مہربانیو نسے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہانپور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امرائے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پا کر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہائے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے اور عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا جاویگا اور نظام الملک نے امرائے حضور کی فتنہ انگیزی اون سے اطلاع پا کر بمخالفت آب و ہوائے شاہجہان اباد کا اظہار کیا اور ساز گاری عناصر مراد آباد کی بیان کر کے بہ بہانہ سرکار سے اوسکی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱۳۶ ہجری کو تھوڑی دور ادھر جا کر سیدھی دکن کی راہ لی اور یلغار کر کے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول ارادہ اسباب کارزار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آ کر بالفاق ابراہیم خان برادر داؤد خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھی بعزم رزم آصفجاہ برآمد ہوا آصف جاہ برادر زادہ مبارز خان نے نگہی پائی

لڑائی کو اوٹھکر اہوا روز پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ھ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان واموال مسروقہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر دربار پذیر امراے و دن ہمت اور بادشاہ کم جرأت ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے خلعۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کر کے کہا

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی نا چاقی روز بروز بدید ہوئی ہر چند دونون طرف سے دلجوئی ظہور مین آتی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر بیردہ اوٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یکرنگ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ تھمبہ کی روز چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور کو اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑھے مستفیض ملازمت ہوا میر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردھر بہادر کہ بعد اولی نظام الملک کی تغیری پر مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اجین کو گیا اور جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کار فرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امراے حضور کے بیلاجی اور کنٹاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کر کے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیر داران کے گماشتے اور حضور کے فوجدار کو برطرف کر کے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اخبار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور مین پہونچے ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تورانیون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی کا فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہو سکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایان ہو ہر وقت حصول ملازمت پانچ چھ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا کام بفریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کیا کہ جان لی سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی او حامد خان کا فرار مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا اور دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک مرا حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزاے حامد خان باغی کے اجین اور گجرات کی صوبہ داری عنایت ہو خان مذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا پس سینتیس لاکھ روپیہ نقد مساعدہ کے طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب اور تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور پوشیدہ امید وزارت بھی

سندولی کہنا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۱۳۳ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونوں امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقائے قدیم عزیز سادات کی فوج نجم الدین علیخان کے پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان میں نہ تھا جہاں چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سپاہ جو بیکار تھی
میں اس روز کے منتظر تھے تھوڑے عرصہ میں آ حاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی او حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع وہد میں مقیم ہوکر کنتھا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑھا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کی ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم علیخان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب میں مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو اودھر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمعیت کے اور کنتھا
ٹھاکور کے جو بیس ہزار سوار کی قریب تھے احمد آباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونوں لشکر مقابل ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتھا جی کی والدہ سے حامد خان کی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس عرصہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو آگرہ اور اجمیر کے دورہ پر جہاں وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا ملی اوسنے متردد ہوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ اونہوں کا تعینہ عروج پر تھا بعجلت تمام کوچ کرکے لیا
ہوئے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردھر بہادر نظام الملک کی تغیری میں مالوہ کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد رخصت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن اور آزردہ خاطر ہوکر الکاعدہ ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کے نام تہیں دوسروں کے نام مقرر ہوئیں اور برہان الملک نے ہندوستان صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان آٹھویں
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بی اسبابی کے چند روز کو توقف میں پڑا نے رفیقوں کو جمع کرکے سربلند خان کی رفاقت میں
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنتھا اور پیلاجی گائیکوار مرہٹوں کے ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا ہر چند مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتیں تحریر فرمائیں مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنے بخشی امان بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بھیجا اونہوں نے لشکر کو
بھگا دیا اور امان خان میدان جنگ میں مارا گیا اور شیخ اللہ یار بلگرامی بخشی اور سردار ساتھ مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمد آباد کے قلعہ میں داخل ہوا شہر کو قبضہ میں لایا حامد خان نے شکست کہا کر نظام الملک کی پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹوں کو سربلند خان کی لڑائی پر آمادہ کیا او حامد خان کو شریک کرکے گجرات بہیجا اونکی بیخ کنی کے لیے حدود گجرات میں سخت لڑائیاں
ہوئیں مرہٹوں نے بہت لشکر اور بہت کچھ جاگیر سے لیا امراء سے ناشت و تاراج کیا آخر کار جان سربلند خان اور نجم الدین علیخان بیس ساٹھ ہزار سوار
پیادہ کو میدان کار زار میں مقابل ہوکر اون مرہٹوں کو بھگا دیا اور دریا پار کیا اور حدود گجرات صاف کردیا چونکہ مبارز الملک کی پاس بہت سی فوج تھی

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ بر سبیل ہنڈوی کے حضور سے بمعرفت ناظر خان سنگار خان اور لوہا
مرنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ پہونچتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست صوبہ ہذا
قرار واقعی نہووے بداخل صوبہ مذکور کا پھرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی
حضور مین پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
درباہہ سربلند خان کے نام صادر ہوا۔

گذرنا روشن الدولہ کا مرتبۂ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابھی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابھی سنگہ کا اور معاودت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ ہر چند بصفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کے تھی بارہ لاکھ روپیہ
نقد بابت صوبۂ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہو کر نصف باقی
ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور مین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بھی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے
عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور کی دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئے حسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے چار ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کاررو الی صمصام الدولہ
کی سپرد ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر عالی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہو کر مختار بحالی و برطرفی
خالصہ کا اور مرشد تھا فی الحقیقت ایسی ایسی اطوار ناشایستہ بہ غرور عبد الغفور غافل سے ظاہر ہوئے تھے مرتبہ اقتدار
سے خارج ہو کر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکان کی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوائی جنس کے داخل خزانہ ہوئے
اور کوکی بھی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بھی اندوختہ بیت المال
حضور مین آیا صمصام الدولہ کو سبب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کرکے راجہ ابھی سنگہ
راٹھور کو گجرات کی صوبہ داری پر بھیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابھی سنگہ نے
آرام طلبی اور بخوف و قدامت سے نایب اپنے کو گجرات بھیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بھگایا ابھی سنگہ
نے دوسرے بار دوسرا نایب بھیجا وہ بھی بیل مرام ناکام واپس آیا تب ابھی سنگہ نہایت نادم ہوا اوسوقت چالیس
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار سے گجرات آیا مبارز الملک ہر چند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکھتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی
نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک
اسی پر کشتی کو اچھی یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید
اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ بسنکر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا
دروازہ پر ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی
دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہیں بجائے برادر زادہ اپنے کے ہم
جانتے ہیں اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہیں غرض تو کار بادشاہی
کی سرانجام سے تھی بندہ بھی اسی کام کو ادھر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہوں کہ کچھ اسباب
سفر اور زاد راہ عنایت فرمائیے ابھی سنگہ ایسے کلمات سے شادمان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کردیں
مبارز الملک نے پھر از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور پھر تو ابھی سنگہ سے دستار بدل ہو کر اوسکی دستار کو جو بیش
گرانبہا اور پر سر اسکے تھی خلوص سے اوٹھا کر اپنے سر پر رکھی اور اپنی دستار سفید اوسے دی اور باہم گر اخوت کی مبارکباد
دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو رخصت ہوا جب سامان مطلوبہ ابھی سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت
شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابھی سنگہ سے خلاف
مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خاں کی معاتبت کر کے گرزدار تعین
کئے جاویں تاکہ جلد روانہ ہو کر جہاں اوسکو پاویں اوسی جگہہ موقوف کریں جب اوسکا قصور معاف ہوگا اوٹھ کر
چلا جاویگا بعد اوسکے لشکر روانہ سفر ہوئے ایک سمت تو گجرات کی راہ پر اور ایک سمت تو اکبرآباد کی راہ پر ہو چکا منتظر ہوئے
جب وہ اکبرآباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سدراہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبرآباد میں منتظر عفو تقصیر مقام
کیا ان ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہوئے تھی اور اب تنخواہ میں گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو ان دنوں
اکبرآباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جاوے
احسن ہوگا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابھی یہ حال نہیں ہوا کہ دوستوں کا احسان اٹھاؤں
اور جو خزانہ کہ حرم سرا میں پوشیدہ رکھتا تھا اوس سے اشرفیاں نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصف جاہ کا مرہٹوں کو شہر کا تسخیر ہندوستان پر اور درستگی اسکی کوشش کی

جب آصف جاہ نے قدردانی حضور کی دیکھی دلی مرہٹوں کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ کو جو سپہ سالار راجہ ساہو کا
تھا اور بہ راجہ سمجھا اور آگاہ مشہور سردار ان مرہٹوں کے اول وہیں تھا شہر کا ایک صوبہ مالوہ کو راجہ گردھر بہادر

ناگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابہی سنگہ راٹہور سے لوٹ مار کر تاجا تہا باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران لیکر
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابہی سنگہ کے گماشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تہا اگرچہ گزشتہ ہوا اور لوازمات سپاہ ہمراہ تہی حضور شاہی سے استمداد
طلب کی بہانسی کسی نے خبر نلی اور وہ بہادر ایسے نزد وخورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کوئی اشخص راجہ چہبیلہ رام کا
دیا بہت در نام تو دم گردہر سے تہا وہ گردہر بہادر کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتہہ سے جانبری
نکرسکا اور حضور مین لکہا کرتا تہا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
البتہ بعد میرے ضرور انکا اثر ہند مین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچہ فایدہ نہوا آخر الامر وہ بہی مارا گیا سنہ ۱۱۴۴ ہجری
مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ادہر پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست بردی سے اوسکے بہی پاوں اوکہڑ گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگہ سوائی کو ملا الا بپاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تہا اور جے سنگہ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انشاء اللہ اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بہی مرہٹون
کے قبضہ مین آیا اور ملک گجرات بہی ابہی سنگہ کی سستی سے مرہٹون نے لیلیا بہت سی خرابیان درپیش ہوئین
سلطنت کا کام ضعف کو پہونچا یہانتک کہ تدارک اوسکا محال ہوا ایسے کام شجاعون اور دلاورون سے آخر مین رہا وہ بہی کچہ مغل
شیر دلین نہ باقی رہے جنکی نصیحت چلی لیکن ان کا تشویش و آشوب لادی صمصام الدولہ اعتمادی کا ایسا اراده اور انکا بند و بست کرنا چاہا کہ
سے آنکہا اور مرہٹون کو عاجز کرے افسوس کوئی تدبیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا بیخلاف اسکے ہوجاتی امراے دولت کی
سستی سے کمال کو زوال ہونے لگا ایسے مقام پر ذوالفقار خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین سچ ہے یہ قول

کسے جو شغل زبان نیست تیغ من کردن　تو مردی ہو کہ بیخ دشمنی لہون

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچہ تدارک نہوا ایسی مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تہے آہستہ آہستہ تجاوز کر کے
پرتہو الہ آباد اور اکبرآباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین
دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر بوندیلہ کو جہان کا راجہ چہترسال ڈنکہا تہا
گیا اور جماعہ افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بوندیل کہنڈ کے مسخر کیے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجہکر راجہ کی دارالحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا فی الحقیقت
حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے ناگپور کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور ہنگام آباد کی

توابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین ہے سے تھے
مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کر کے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
ذاتی غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوسے
ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنے کو سوار ہوا چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جا بجا امن
کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا
تا یا لی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نرہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال
واطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکے
لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم پچاس
ہم قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچے اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ آلہ آباد مین پہونچایا
درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امراے حضور نے قصور مغلوب ہونے کا بوندیلہ اور مرہٹہ سے
اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری آلہ آباد سے معزول کر دیا اور برہان الملک
کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر
کر کے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان
آگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہار شنبہ ۱۸ جمادی الاولے ۱۱۳۸ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو
عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا بگر اسکے ملک عدم ہوا جو کہ روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر
صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو
مع نصف حصہ عمارت پایین اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی
صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی مشکل کہ روز دوشنبہ تیسوین جمادی الاخری ۱۱۴۱ ہجری کو بادشاہ
حضرت سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابھی سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ
جو گجرات سے حضور مین آیا تھا ہنوز اوس نے شورش اپنی وطن مین سنکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودھپور
میر مشہد اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چوبہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
ہو کر دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کر کے مار ڈالا ہے

استغاثہ کو اوسکی لاش بھی کئی پہر روز تک بے کفن پڑی رہی خدا معلوم کیا سبب ہوا مستحق ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے
اوٹھایا اور بدا وندی ناچار اونہوں نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بھی خفت دی دوسرے جمعہ کو بھی یہی حال
ہوا لہذا قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دل سوختہ نے فریاد
مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقوں کے جماعت میں شامل ہو گیا فریادیوں دل سوختہ نے اوس نفر
ملامت بہت کی اور غیرت اور حمیت دین دکھلائی امراے مذکورہ کو کچھ خیال نہ ہوا ایسا تماشا کہ مستغیثان عاجز نے روشن الدولہ
اور ہمراہیوں اوسکے کو زیر پاپوش کاری و کلوخ اندازی رکھ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اندک پائے استقامت
جمایا اور وہاں سے وسے بہر کرانیسے اونکے تخویف سے ہوا نیوں کی ہمت گھٹی کسیقدر ہوا فرو ہوئی اندک تربیت و تفہیم اور
اندکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ میں اکثروں کی عزت خاک میں ملگئی اس سال
میں شوال کے آخر سے تمام ذیقعدہ تک ہوا متعفن ہو گئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپتے اور کچھ
ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہوگئیں رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تھے کہ کبھی ایسی گرم بازاری اس
بیماری کی نہیں ہوئی تھی کہتے ہیں کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ الہ آباد و اکبر آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سے پانی پت او سرہند اور لاہور میں جا پہونچی الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بالخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل
موعود میں کچھ عرصہ نرہا تھا جانفشان ہوئے سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں واقع ماہ رجب پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ اور اتوار کی رات
کو جاری ہوئی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کے سنہ میں جسجگہ گڑہے وغیرہ تھے پانی بھر آیا اتنا برف کہ گز بھر برف
پیچ بستہ ہوا اور آسمان نے بھی کوٹھوں اور مکانوں پر برف گرائی
بادشاہ کی عزیمت اکبر آباد اور بدروتہہ کی طرف بطریق سیر و شکار اور وہاں تو دریا میں کنارہ پار کی تنبیہ کو
روز سہ شنبہ پانچویں رجب سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد
سے سیر و شکار کے لیے طرف اکبر آباد و بدروتہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینہ کے قریب پنج سو پت اور بدروتہہ کی سمت
اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کو شکار میں مشغول با تعدادان باغ نالکہ رہ میں مقیم ہو کر
چند روز سیر و شکار میں گذاری اور دریا جمن کے پار ہو کر فرح بخش میں بارہ روز قیام فرمایا مرہٹوں کی شورش اکبر آباد کے گرد
و نواح تک گوشمال کو ارادہ سے ایک منزل کوچ کرکے بکنار دریا چنبل قریب سرای ہوڈل میں خیمہ کیا ساتویں رمضان کو
ہوئی جب دس گروہ کی نکلجانی کی خبر ملی حدود مذکور تلہیٹ کے نزدیک فرید آباد آکر شوال کو پہنچے اوسی سال کو داخل دار الخلافہ

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹوں کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۵۱ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑھے تین گھڑی دن نکلے مظفر خان بہادر بہیر اتش برادر صمصام الدولہ خلعت پایا
اور تنبیہ مرہٹہ کو متوجہ ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کے نزدیک جو بنا اس کو باغیچہ بیرون گھر آنے کی اقامت کی بدین سبب کہ مرہٹہ شفق

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل مین نہ آیا تھا اور لوٹ مار کو دست ہوس ولکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑہانا
شروع کیا اور گذرا ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہون نے رفتہ رفتہ سہل مدت مین اکید و محال لیتے ہوے حصار
گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبر آباد مین واقع ہے آپہونچا اور متصرف ہو کر دم استقلال بار رہے تھے آصفجاہ کہ جنہون
کی اغوا پر ساعی ہو کر آتش عناد و فساد خوب بہڑکا وی مرہٹہ تو ولین یہی ارادہ رکہتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے
خاطر خواہ بہانہ ہاتھہ لگا زیادہ تر قدم بڑہاے جاگیرات امیر الامرا اور محالات خالصہ کو لوٹ مار مین بہی جرأت کی جب
گوالیار سے بہی گذر کر اجمیر و اکبر آباد کے متعلقات مین بہی قدم زن ہوے امیر الامرا نے لاعلاج و لاچار ہو کر اپنے بہائی
مظفر خان کو جو کہ مین تنہا شجاعت کا دم بہرتا تہا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای
بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالون کے اوسکے ساتھہ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ
پیکار سکے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ مین کسی جگہہ
اوس سے نہ بہڑے مظفر خان سرونج تک جا پہونچا مرہٹہ نے جنہیں پہنیں تک میدان مین اوسے محصور کیا رسد کی راہ
بند کر دی اور لڑائی پر ہر وقت آمادہ رہے مظفر خان اپنی خود داری مین رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا
تھا جب حکم معاودت کا صادر ہوا شکر الہی کرکے بادشاہ کی ملازمت مین آیا بیسوین محرم ۱۱۴۵ ہجری روز سہ شنبہ کو
مشرف ملازمت ہو کر لشکر جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد و پہونچکر مدقات و نذر حسب معمول و اختیار ہوے اور
بد خواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خرد مند کی زبان پر یہہ مصرعہ جاری ہوا کہ
این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال مین شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ
اپنی مین کہ بالپوری مین واقع تہا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور
اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونون بہادرون نے کوشش مردانہ کرکے مظفر خان کی
مانند معاودت فرمائی اور غنیم لئیم نے روز شنبہ ۱۴ شوال سنہ مذکور قصبہ ساکہیڑ مین جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس
پر ہے [illegible] مال و اسباب مرہٹہ کہ دیگر امیران
جاتی مرہٹہ نے [illegible] کیا [illegible] دیا اور دو
قصبہ کہ قاضی [illegible] الاقبال [illegible] جو گرم پیکار ہوا اور زخمی ہوکر دروازہ لیا
لیکن حق تو یہہ ہے کہ مردی کا حق ادا کیا [illegible] ربیع الثانی ۱۱۴۸ ہجری کو آخر روز چہار شنبہ سے پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تعداد مین
عمارت شہر منہدم ہوگئین رای روشن آرا [illegible]
ارار [illegible] اور جانا [illegible] خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا
اسی حالات مین [illegible] حاکم جان نثار خان کو روکا

عدم کیا اور اوسکا مال واسباب جو لشکر کے عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بھیجا مینا ر
مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان بحیثیت فوجداری اوسکا گوشمال سہل سمجھکر
خود چکلہ مذکور مین قیام کیا بعدہ خواجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دیکر اور اوس مفرور کی سزا کی فرمایش
کر کے خود شاہجہان آباد واپس آیا اراڑو مفرور نے یہ کہ عظیم اللہ خان کی معاودت سے آگاہ ہو چکا اور خواجم بیگ خان وغیرہ کو جان
سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خبر الحال سے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکھی کہ پاس آبروی سلطنت واسلام کر کے جس طور کہ چاہیے کر لے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا
سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین عازم حضور ہو کر شاہجہان آباد آتا تھا اثنای راہ سنہ غرہ دوم جمادی الاخری مین بھگونت اراڑو کے سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو بھی اپنی طرف کر لے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا اسوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقا جامہ زرنگ سبز پہنے تھا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سبز سے خیمہ مین پہونچا ہے ڈاڑہی سفید رکہتا ہے اراڑو اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
[illegible] ہو کر آراستگی فوج کا حکم دیا بعض [illegible] جب طیار ہو گئے [illegible] ہوا کسقدر لشکر
ہمراہی [illegible] اور موقت برہان الملک [illegible] سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکے ہمراہ سوارون مین تھا قضارا اوس روز لباس سبز پہنے اور ریش سفید رکہتا تھا اراڑو نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کر کے اسکی فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال برق پہونچا اور فیل سواری کی پاس آکر
گھوڑے کو کودا کر برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکی [illegible] آمد سے روگردان ہوئے برہان الملک چند نفر سے بہ مقتضای شجاعت اراڑو کے روبرو ٹھہر رہا تیر وکمان کی جنگ
مین اراڑو کو گھیر لیا اور رفقای جان نثار نے تیغ وتیر کی ارغشانی دکھلائی درجن سنگھ جو اراڑو کا رفیق تھا اور پہر برہان الملک سے موافق
ہو گیا تھا برہان الملک کو جتلا دیا کہ وہ اراڑو ہے اوس گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جہونک دکھائی گئی
آخر اراڑو کی جان [illegible] درجن کی ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چہید کر [illegible] واصل ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر
ایزدی ادا کیا اراڑو کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کیا اور اوسکا پوست کہنچوا کر [illegible] آئین کے لیے روانہ فرمایا اور
چند روز کے بعد سرداری لشکر کی مظفر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہارشنبہ [illegible] سنہ مذکور کو شرفیاب
حضور ہوا ایکہزار اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت وسرپیچ مرصع وشمشیر واسپ وفیل سے سرفرازی
پائی روز [illegible] شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کی جو کہ داماد و خواہرزادہ برہان الملک کا تھا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنیکی خبر جیسے اراڑو کا [illegible] اپنی مدد مین لایا تھا لوگ
[illegible] اسی [illegible] مین [illegible] ذیقعدہ کو بادشاہ [illegible] خان [illegible] بزبان [illegible] امیر الامرا صمصام الدولہ کر تقاضا تھا

راجہ جے سنگھ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد صوبہ داری صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب اور تطمیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ہم ا ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی شخص مرفیاض و صفات حمیدہ رکہتا تہا و رشتہ ارادت شاہ بہیک نام فقیر سے بہم پہونچائی تہی چنانچہ رضا جوئی مرشد مین تادم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہے

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۳ ہجری مین یا کچھ پیش ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چھہ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا بعدہ چونکہ یہ شخص محض بیہودہ و احمق تہا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بہی ساتہہ بیہودگی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد اللہ جو ایک مدت تک اوس صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہان کے صوبہ دار اسکو نایب بہی کیا کرتے تہے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکے مطیع تہے ایک سہل سی بات مین کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا اور وہین پر چند گانون زرخرید تہے جا کر آزردہ بیٹہا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتہہ نہ اوٹہایا پیچہے سے خود ہی پار ہو کر شیخ مذکور کو قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈہونڈہا اور بعد طلب برہان الملک کو مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامرد الیس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم برادر امیر الامرا ہیسے ظاہر جو لباس فقرا اور مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تہا حرکات ناشایستہ کیے اسکو آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بہائی صمصام الدولہ سے احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ کر کے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کی نام جو اپنے خسر کی جگہہ بنگالہ کا صوبہ دار تہا بہیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال بہ استقلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نہ رہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی ترکون مین سے ہیں جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تہا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین اوسجگہہ کی نظامت کرتا تہا سرفراز ہوا جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بہی مرتبہ بدرجہ ترقی پہونچا یہانتک کہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ کی دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڑیسہ اور وہان کے انتظام مین مصروف تہا اسکا سبب یہ تہا کہ خسر داماد کی باہم صحبت برابر نہ تہی اکثر جدائی مین راضی تہا شجاع الدولہ نہایت جود آور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی تھی شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاء الدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر رہا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بھی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر میں رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد میں جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق میں اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی ماں بھی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بھائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت میں تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس میں اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل میں اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بھی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت میں گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت میں رکھا اب روز بروز زیادہ ترقی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
ہمدگر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بھائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلا لیا دونوں بھائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت میں مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توفیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے بہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بھائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ میں اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہوں نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت میں بھیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے باندازعجیب و لطائف غریب
تحریر فرمائے اوسمیں یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد فوج سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر میں ہر طرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جا کر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہیں چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیاں مہیا کر کے
بہت سے ملاح بھی ملازم رکھے تاکہ جسوقت جعفر خان کی رحلت کی خبر دریافت ہو فوراً روانہ مرشد آباد
ہو جاویں اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹھائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور ہنیز روزمرہ خط خطوط شاہجہان آباد کے پہونچا کرین جب یقین ہوا کہ دو چار روز جعفر خان اور بھی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ مع علے وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے
گذر کر مرشد آباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سوائے زیب النسا کی تھا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چہہ منزل اور بڑا صوبہ داری کی سند مین بھی داخل ہوئین
جسیکی سر فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تھا اوسکا نام مبارک منزل رکھا اور رات دن یلغار کر کے نہایت شتابی
سے جعفر خان کے دار الامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اجلال
فرمایا بمجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بھیجکر عملہ و وقائع نگار و سوانح نگار وغیرہ کو بلایا بعد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرما کر حکم دیا کہ قوانین انشاد پڑہین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان جو کہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہا اور خاطر جمع رکہتا تھا کہ دوسرے
کی مجال تصرف نہین یہ نتیجہ اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سمائی
چونکہ دار الحکومت سے ایکدو کوس کا فاصلہ تہا بعد وصول خبر متنبہ ہوکر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر امراہیون
نے ایکدل ہوکر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً و کرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف پائی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنے ذمہ لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اوسکا دیوان قدیم تہا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تہا اور نیز
دیگر دولتخواہان مانند جگت سیٹہہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری کئی درجون سے بڑہ گئی تہی اور اپنے زمانہ مین
بے نظیر تہا سرکار دربار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نہ تہا تا بامکان ہر امر کی تفتیش خود ہی کرتا تہا حق و انصاف کو
خوب ہی پہونچتا تہا حق حقدار کو ملتا تہا جعفر خان کے عہد مین جو زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تھے
جو جو اذیت اونپر جاری ہوتی تہی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت بنا لیسے بری طور پر
یاد ہین نہ کہ پس ماندگان اوسپر نفرین کرین * الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کر کے جنکی تقصیر تہی رہائی دی اور دوسرے دن کے
بلاکر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ اداے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش آؤ گے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر دولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے سر اور چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگندین یاد کین
اور ضامنے لئے انتان زرسیٹہہ جگت سنگہ کے دساطت پر چہوڑ کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کر کے
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنت البلاد تہا اوسکے عہد مین اسم با مسمی تہا بندگان خدا اسکے عہد
خداوندی مین دست بدعا رہے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڑیسہ کی صوبہ داری

پرچھوڑا اور جہانگیر نگر ڈھاکہ پر مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگپور کی فوجداری سعید احمد خان اپنے بھتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد کا تھا دی اور زین الدین احمد خان چھوٹے بھتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری فوج کی نوازش محمد خان بھتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی میں محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ فتح چند صاحب بمشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا صوبہ عظیم آباد بھی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ میں عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت و اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز میں دولتخواہوں سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے کسیکو لائق نہ دیکھا چاہا کہ اپنے دونوں لڑکوں میں سے کسیکو وہاں کی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی ماں زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور میر محمد تقی کی مہاجرت بھی جبکہ یگانہ سمجھتے تھے روادار نہوئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے ہوئی کہ اوس ملک زر طلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے ملحق کرکے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بجز محمد علی وردیخان کے دوسرے سے ممکن نہیں اور دولتخواہان بیغرض نے بھی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جھالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور میں التماس کیا کہ بتاریخ عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بھی لکھا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو مع ہمراہیان بلاکر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تھا اس لڑکے کو اپنی ولدیت میں قبول کرکے پرورش کرتا تھا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا نیک قدم سمجھکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونوں داماد ونکو مع دیگر بعض اقربا کے ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت میں اکرام و الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہیں دنوں میں سابقہ منصب پنجہزاری مع پالکی جھالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تھا شروع انتظام کرکے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین میں مشغول ہوا تھوڑے سے زمانے میں عمدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بھی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبدالکریم خان

نامے افغان روہیلہ جسکے پاس ڈیرہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین
دوسرے کی اطاعت سے کچھ غرض نہو ئی خود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح دینا
درحقیقت مایہ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے اسکی سزا کیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو
ایکروز بعض ہمراہیون مانند والدراقم اور چند کس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ ستمرد کل صبح کو آئے تقصیرات
سرکشی و گردنکشی کی سنہ کرکی سر کاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو
دوسو اوسکے ہمراہی کھڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع بیباک تھا ہر شخص کا جیبہ تھا کہ اوسکا سامنا کرے
لہذا دو تین آدمی جو اسکام کے لائق نظر آئے مامور ہوئے صبح ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا چاہیے
نوکرون کے دلمین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی
بھی ظاہر ہوئی سزائے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون
احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین
مصروف تھا اب پھر احوال دار الخلافت کا لکھا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر ذکر کیا
جائیگا

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کو

پیشتر لکھا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت
سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بھی مرہٹہ کو دی گئی تھی جب مرہٹون نے پند و
نصیحت شاہی نہ سنی اور سرکشی سے باز نہ آئے ہفتم ذیقعدہ ۱۱۴۹ہ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گھڑی روز
گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالابند مرحمت ہوا امیر الامرا نے اسکی
گھر کو جانے شاہجہان آباد سے نو کوس پر واقع تلپیٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ و
شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بھی ایک بالابند پاکر تادیب مخالف کو رخصت فرمایا گیا اسنے جا باغ
مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی
ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہائے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ
سامان حرب وپیکار کے لشکر آراستہ کرکے نواح اکبر آباد مین بعض راجہ ہائے ہندوستانی کو ہمراہ
لیتے ہوئے روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران
مغل و ہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیر دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیکران

رفیقون کے ساتھ اجمیر کے راستہ مین انتظام تعلیم کرتا تھا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سے جو اسکا
اور فرخ سیر کا بسایا ہے نکلا حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تھا لیکن ایسے امرا سے مقتدر سے کب یہ
جرات تھی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچھ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار پر نام دلیری
و بہادری قلم تھور سے لکہین صمصام الدولہ بجاے خود تدبیرات خیال کرتا تہا اور اوسکا خلاصہ جی سنگہ
کو لکہتا تہا اور جو کچہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بہی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ
ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تو نشہ افیون مین اور رات اس پیچ و تاب مین بسر کرتا تہا کہ کیا کرنا چاہیے
جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و حیلہ لکہہ بہیجتا ۔ اسیطرح اعتماد الدولہ کبہی غافل از کار
اور کبہی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تہا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومون سے کرتا مگر عقدہ کشائی
نہوتی تہی اور امداد و اعانت نظام الملک سے چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ سے
ہاتہ سے نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تہا اس فساد کی اصلاح مین کچہ ساعی نہوتا تہا بلکہ چاہتا تہا کہ
ارکان دولت کی جس طرح سے ہو سکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بد طینتی کے جو
آصفجاہ سے رکہتا تہا اور نیز امیر الامرا کی مخالفت سے اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سے کچہ ظہور مین
نہ آتی بلکہ امرا سے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تہا کسی کام کی بنیاد
درست نہین ہوتی تہی امرا سے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے
تہے اور بعضون کو تو دراصل کچہ لیاقت بہی نتہی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا
کے کوئی تقریر خلاف اوسکے عرض نہین کر سکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار
و جرار تہا کبہی کبہی کچہ کہتا تہا کبہی بادشاہ بہی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان بادشاہ
کے دلمین جو کچہ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکہتا اور یہ بہی عذر آمیز عرائض ارسال کیا
کرتا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تہے امیر الامرا نے بہی استیصال مرہٹون کا بہی اپنی
طاقت سے باہر سمجہکر واسطے شورہ جنگ و صلح کے چند روز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آیندہ پر
چہوڑ کر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی
سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امراے ہراسان کی دلجمعی ہو گئی

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم سے اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و
وسہم سے و بدسہکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی راے مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبہ اودہ اور خواہش بادشاہی کی زار و غمگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چھوٹے رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو پاسے نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکہکر باوجودیکہ اسکے بہتوں سے کچہ غرض نہتی کیونکہ اسکے صوبہ کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنے داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کر کے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے جمن سے بہی گذرے اور راجہ بہدا ور کی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہی ہرچند کہ مرہٹوں نے راجہ مذکور کو قلعہ بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کو بروفق تمنا اوسکی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز دل تنگ نہو اور ایک حصہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولت پر پہنچتا ہی۔ چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کے گہاٹوں پر محافظ تہے آسانی سے جلدی مین عبور میسر نہوا اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کے ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی راہ دریاے جمن سے اوتر کر غفلت مین برہان الملک کے عقب مین آکر چکلہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ اکبر آباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسر کو لوٹ لیا۔ برہان الملک روز دوشنبہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا اکثروں کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سرداروں کو اسیر کر کے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب کیا راستہ مین کشتوں کے پشتے ہوگئے راو ملہار زخمی ہو کر فرار کر گیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ بہول کے کدہٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نے سیکڑوں کے ہاتہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگادیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئے تہے باجی راو کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ سے اٹہارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہی یہ خبر سنی کہ باجی راو وہان پر ٹہرا ہی اس ارادہ سے کہ جہان ملجاوے مقابل ہوجایا گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسرے روز پہر لشکر مین منادی کی کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کا ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہوں اور خود بہی مشک وغیرہ نان و آب بافراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہجاوے گا گہوڑے کی اوسکے دم کا تکر تشہیر کیا جاوے گا خزائن گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ و اضراب توپ قدر حاجت وقت ہمراہ لیکر دلین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہو کر جاوینگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہنچا ان بدذاتوں کا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہو کر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کو متوقف ہو گیا تین چار روز کے بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تھا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کی دار الخلافت سے تین کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر بیٹھا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کے اسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور جہانون کی ضیافتین ہو چکین اس عرصہ مین چھ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسہی روز اسہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوے تھے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور دوپہر کو قریب قصبہ پالم کو تاراج کیا کالکا کے بھاگے ہوے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر آگاہ کردی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجائب سپاہ امرا اور آراکین خاص کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخت مل اور میر حسن خان کو کلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہ مناسب متصل شہر کو دیکھکر صفین آراستہ کرکے روبرو سے غنیم استادہ ہوے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرأت بے تجربہ اونکی عقل رکھتی تھی قدم بیشتر کو بڑھایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تھا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی بخصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون نے مشورون

سے نہ سُنا چند قدم چلے تھے کہ تھوڑے سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اور ان سب مین اپنی قلت
دکھلا کر دور تر تعاقب مین لے گئے پھر بکثرت چار و نطرف سے گھیر لیا سیف و سنان چلنے لگی کسی شخص نے
ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کے پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا
جاتا ہے — امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تھا اوس وقت مین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہے بارہ امام
سے غرض ہے اگر تیرہوان مارا جاوے کچہ ممانعت ضرور نہین — چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑے کی سواری
مین مہارت نہین رکہتے تھے اکثر مقتول ہوئے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کے مجروح میدان سے پھرکر
سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کے بہاگے ہوئے بے سر و سامان برہنہ پا بکمال دہشت پریشان
سے ہدوش اپنے اپنے گہرونمین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑے رہے رات کو خیمہ مین گئے
شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر پایہ کہ مرہٹون کو
اپنے روبرو نپاکر بخوف تنہائی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی نے شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا —
اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے
تخفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچہے جا پڑا برہان الملک اکبرآباد سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ کو یلغار کرکے
بدہ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز
عید الضحی کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز بنگش بہی
آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تہی اسکی خبر سننے سے
بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹوڈہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے
گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک معذرت
خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر
رضامندی اظہار فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجہائی — بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو بانی
مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی ضرور جانی آخر سنہ ۱۱۴۹ مین شقہ عنایت اور عطاے
خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے
دلداری کرکے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر
کرکے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کرلی باین خیال
کہ اسکا توسل نہو اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضوری رہین
آصفجاہ کی سبہا آوری نہ کرین — مرہٹہ نے بدتمیزی امرا کی دیکہکر طرفین سے اپنا کام سمجہکر کیا بعد

چنانچہ آصفجاہ دار الخلافہ مین آیا دوشنبہ کے دن سولھوین ربیع الاول سنہ ١١٥٠ ہجری کو پہر دن چڑھے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوہ کی بجی سنگھ اور باجی راو کی تغیری پر نظام الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی اور روز جمعہ ١٨ ربیع الثانی کو عبد الصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبد الصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ نے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کر کے اکبرآباد آیا اور عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گھاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور ملکپور ہو کر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کر کے ملک بوندیلہ مین آیا وہان کے راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بھوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تھا آیا باجی راو نے فوج سنگین کے ساتھ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا وارقم ماہ رمضان بھوپال مین مقابلہ ہوا لڑائی بخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا لیس آصفجاہ نے مصالحہ کر کے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امرائے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجھ نہ رکھتے تھے ایسی مہم سخت درپیش کو تو ایک چھوٹا سہل سا کام سمجھتے تھے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تھے کہ غلانے کی خبر کس طرح کھو دینے دیکھئے انہین دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہوا تھا جاگیر اور تعلقہ قدیم سے دہلی مین گذر اوقات کرتا تھا کسی سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا جس قدر ملازمت راز فاش کی نے دیا تھا مع چند ضعیف و ناتوان خانہ زادی کے بسر کرتا تھا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکھتے تھے اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نہ تھے ہمیشہ اسی غریب کو مارنے مین بہانہ جو تھے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ منتسبان امیر الامرائے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اور بدذات فوجدار ہو کر سید کی اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے عاجز و محتاج کرے نوبت باینجا رسید کہ جب بیچارون کی کسیطرح اپنا رفاہ نہ پایا اور مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوئے اور اوس بدبخت سے لڑ بھڑ کر جب کچھ زور نہ چلا عدم کی راہ لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دلیرانہ بھاگ نکلنے داراڑو کو

عار سمجہا اور تدارک اونکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خودسری اور ظلم پروری سے سادات کے ہاتہ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخ زادہ سے لکہنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراداباد کے تہے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہ بدسر ہونچکر صف آرا ہوے ــ سیف الدین علیخان مع چند بہائیوں برادروں کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوسکے چار ناچار بپاس حفظ آبرو و مقابلہ کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور تہوڑی توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو کی نحواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار والسقر ہوجاوے ناگہان دوسری فوج روہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سرکیے آن کی آن مین سیف الدین علیخان اور اوسکے ہمراہیوں کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بدحیائی سے زور دکہلایا قصبہ جانسٹھ جو سیف الدین علیخان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا آگر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کا واویلا تہا اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیوں کے کان کہڑے کرتی تہی اوسی زار نالی کے خیال مین آجتک صبح و شام چرخ پیر خون آنسوؤن سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہے تلافی مافات مین خلق کثیر کا کام ہوتا ہے ــ

کابل کے بندوبست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کر ڈالتا اور اوسکا اثر جلد ظاہر ہوکر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کے جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات سے کہ صوبہ کابل کے مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ کا ورود ہند مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصرخان صوبہ دار کابل مرد صالح غفلت ورز اکثر شکار دوست تہا جب شکار سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ نے اوسکا بھیجنا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور در ہاے گذارہ کی
کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوے
سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا یہ خیاش سزا نہ رہا ہر شخص
اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو چاہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک
تھا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہے کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً
سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف
خاقان صفویہ ہوے ظاہر اور انکار ہے اودہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی سبے سلسلہ ارسال
رسل و رسایل منصرم تھے و نوبت متحرک تھا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی
تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے
تخت موروثی پر بعد تہنیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی
بلکہ پیر ویس افغان سے لطافت اشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کیساتھ بھی ادا خر مین
جبکہ قندہار پر ضابطہ ہوا تھا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بھجوایا گیا — اور شاہ
طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو
ہندوستان بھیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکھا اور یہ بھی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان
بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوے ہین بجز ہندوستان کی کوئی ٹھاون انکا نہین اگر وہان آئین
راہ نہ پائین — اسکا جواب چندروز کی بعد محمد شاہ نے مضمون مفرح سے لکھکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور
جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بھی ایسے
ہی کلمات درج تھے اوسے بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا اسکی معتمد
قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تھا بھیجا اور اوسکے اور پھر محمد شاہ کے نام خطوط
لکھے تھے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے
ہزارون خوشامدسے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی —
محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے بار بار آنی اور حسین افغان کے بادشاہ ہونی اور قلعہ قندہار
کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجالی دیا حضور مین رکہا
تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح و دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم
روزگار چشیدہ بتجربہ کار مرد ہوشیار عہد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباون سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تہا برسم سفیری ہندوستان کو
بہیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دارالخلافت مین آیا خط دکہلایا اوسکو سقیم
کرا کر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند اثنا درخواست رخصت کی کرتا تہا کہ سو دفعتاً آگاہی
اصل جواب کے لکہنے مین اندیشناک ہوتا کبہی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکہیے القاب کیا لکہنا ہوگا متحیر
اور سرگردان تہی مقیم رہے کیونکہ ایلچی سے تدبیر کاری یہ سمجہے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار
کے نادر شاہ پر فتحیاب ہون اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بہی مراجعت
مین دیر ہوئی نادر شاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چہہ نفر سواران سبک تگ کے ہاتہ روانہ کیا
لکہا تہا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکہکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تہا یہ رخصت پاتا تہا اسپر
بہی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادر آباد کی تعمیر
تمام ہوئی نادر شاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹہانون کو بیدست و پا قتل و مجروح
کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان
آئے اکثر افغان سرکارون مین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ
اعظم اللہ خان کی جنگ مین سید سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت
کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت
کے قابض ہو گیا اگرچہ اصل مین گر بچہ جاٹ اور کسی پٹہان کا پسر خواندہ تہا لیکن چونکہ مرد شجاع
صاحب جرات تہا روہیلہ ہا سے کہ گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکے اجتماع سے روہیلہ کے
نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبہل اور مرادآباد اور بداون اور بریلی وغیرہ
پر متصرف ہوا لیکن جو جو لوگ کہ باعث تکلیف ہجوم الغم محمد شاہ کو کرتے تہے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط
سے باہر تہا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بیخبری امرا اور بادشاہ
اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتہی خود
صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تہا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تہا مجال ضبط راہ کی
کسکو مجال تہی اور متردین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تہا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہرگاہ
نادر شاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہو اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا ہو کہ
دوسرے غیرون کا احوال ان بے خبرون کے نزدیک کیا ہوگا — نادر شاہ نے قلعہ قندہار کو
خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہان کے نادر آباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سے کام نہین لیکن جو اسطرف پٹہانون کا مسکن ہی اور کسیقدر مغرور بہی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہیئے کہ سب ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجا لائیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونے کے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کر دیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تہے تیغ نادری جانفشان ہوئے — نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سے نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے شاہجہان آباد آئے کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچھ نہ سمجہا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سے دوسرے مسافر باشور جو اوسطرف سے آتا تہا اور کوئی اخبار اور پیغام نادرشاہ کا سنکر امیر الامرا تک پہونچا تا تہا خاندوران کچھ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تہا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹہی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکہتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو — کابلیون کو بہیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا فریب سمجہا تہا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پسر تہا جانتا تہا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے تہے استہزا ارمین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تہی جسکے اختیار مین کل نظام سلطنت تہی تب اور ون کا خدا حافظ غور سے دیکہو اسی صاحبان بنائی خیر نادر شاہ نے پہر کابل سے کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بہیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعۂ حرامیون نے گہر کو گہیر لیا اول ہتہیار رکہائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نے بہاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رائیگان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سے کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر ناصر د ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہے اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتے تہے اور اسکو سمجہا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادر شاہ جلال آباد سے بیٹہا ور کو چلا جاوے —

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سے اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کے بیچ مین معاملہ

ناصر خان حاکم صوبۂ کابل مع فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹہا اور بہت سے افاغنہ کو فراہم کرکے ... دشوار گذار کہ

مانند درہ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست میں محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربہ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ
نے اوسے پیغام دیا کہ ہم فلانے روز پہنچیں گے بہتر یہ ہے کہ سر راہ چھوڑ دے اوسنے کچھ نہ سنا ہرگز رہو
بند او تہا نادرشاہ روز موعود کو آپہونچا ناصر خان کی فوج سے اکثر لوگ قتل کرتا تھا حتی کہ ناصر خان زندہ
مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہوکر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادر... کیا لکھا ہے حاضر کیا چند روز
کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پشاور میں نزول فرما کر دریاے اٹک سے ... پار اوترا ممالکت
پنجاب خصوص شہر لاہور میں قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہتون کا ہزارون
نے راہون کو گہیرا تہا اور آپسمین سپاہ اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر
سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقون کی
مثل لڑکون کی عجائب و غرائب ہے القصہ نادرشاہ مع فوج کے گہوڑے دریا میں ڈال کر پار اوترا چند سوار
قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑا وسکے لاہوری سپاہ و سوار یہ غلبہ نادری دیکہکر پس و پا
ہوئے آخرکار حاکم مع ہمراہیون و شہرون کو قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریا خان نے
عرضداشت نیازمندی ارسال کرکے امان چاہی اور حضور نادری میں آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ
کسیقدر لوگ قلعہ لاہور میں چہوڑکر شاہجہان آباد کو چلا

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور مجادلہ نادرشاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ رہ نوردیتا دو مہینے میں چار منزل
طے کرکے کرنال میں آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تہی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے
توپخانہ چنا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا نادرشاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی
کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بہیجا مگر یہان سے رخصت نہ دی جاتی تہی خدا
معلوم اوسکے ٹہرا رکھنے سے کیا غرض تہی صمصام الدولہ نے ہرچند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہاے
راجپوتیہ کو جو محل اعتمادی تہے مدد پر بولایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگا رہے تہے اور نادرشاہ اور
امرا کی آنکہیں برہان الملک کی راہ دیکہہ رہی تہین واے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تہا
اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ و مقام کی کچہ خبر نہ تہی تاآنکہ ایک روز چند گہسیارے جو گہاس لانے کو
چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تہے پانچ چہ گہڑی دن چڑہے مجروح و خستہ آکر مظہر ہوئے
کہ قزلباشون نے آگہیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج میں تہلکہ عظیم و خوف و بیم جلوہ

جانب بخیمہ دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی —

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیرالامرا کو معلوم ہوئی روز پنجشنبہ یازدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کروس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیرالامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادرشاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیرالامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجئے کہ شتابی نہ کرے صبح کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑہاو ہوگا محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کرکے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچھ عجب نہین کہ قوم عجم سے بھی آویزش ہوگئی ہو اسپر جان نثار ستفدر مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور کوئی جا کر یا نہ جاے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہردن رہا تھا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹہرا نادرشاہ نے لشکر کو دو حصہ کیئے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کرکے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دو امرا کی جنگ کو روانہ کیئے قزلباش امیرالامرا کے سر پر جا پہونچے دو گھڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بگڑ گیا اور ہمراہیان امیرالامرا مین اکثر نامور مانند اوسکے بہائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونین سے بڑا اثر کا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر گلو پسر میر شریف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تھے اور امیرالامرا مجروح مع چند رفقا کے باقیماندہ کے تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھئے قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تھا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نہتی کہ اسمین امن پنہان استراحت پذیر ہو آخر کہین سے خیمہ لاکر استادہ کیا اور امیرالامرا نے وہین شب بہر کی اعتمادالدولہ و آصفجاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

افسوس سے دعا سے بقا ے عمر مین مصروف ہوے صمصام الدولہ جو کسیقدر ہوش رکہتا تہا
آنکہ کہولکر نہایت ضعف سے جواب دیا کہ مینے اپنا کام تمام کیا اب تم اپنی خبر لو مصرعہ نکیا ہے تم کرو پرہیز
اسقدر البتہ کہتا ہون کہ بادشاہ کو نادر شاہ کی ملاقات کو اور نادر شاہ کو شاہجہان آباد لیجانا باقی
جسطرح سے ہو اسی جگہہ بلا کر دور کرو آصف جاہ اور اعتماد الدولہ بعد گفت و شنید کے اپنے خیمون مین
اٹہہ گئے اور صمصام الدولہ نے روز سہ شنبہ ۱۹ ماہ مذکور کو رحلت فرمائی ۔ اور برہان الملک کو
جو میدان مین کہڑا اور اوسکے ہمراہیون مین بعض مقتول اور باقیماندہ مضطرب باہم مجتمع منتظر تہے
لشکر قزلباش نے چارون طرف سے گہیر لیا ایک ترک نیشاپوری جو برہان الملک کا ہموطن تہا جرأت کرکے
برہان الملک کے ہاتہی کے برابر جا پہونچا برہان الملک نے جو تہین تیر مارا خانہ کو رنے آواز دی کہ او
محمد امین دیوانہ ہوا ہے کسسے لڑتا ہے اور اپنی فوج مین کس سے اعتماد رکہتا ہے یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر گہوڑے کو
باندہ دیا اور ہاتہی کا رسیمان پکڑکر برہان الملک کی عماری پر جا پہونچا برہان الملک چونکہ ضابطہ ایران سے
آگاہ تہا بموجب اوسکے اطاعت بجا لایا اور اسیر تقدیر ہوکر اوسکے ہمراہ حضور نادری مین گیا نادر شاہ
نے عفو تقصیر فرمائی چونکہ شام ہو گئی تہی نادر شاہ خیمہ کو گیا برہان الملک صمصام الدولہ کا فوت ہونا
سنکر امیر الامرائی کا امیدوار ہوا سخنان مصلحت آمیز نادر شاہ سے کہے سنکر دو کروڑ روپیہ دینے پر
مصالحہ کرکے معاودت کی اور یہ قرار کیا کہ آصفجاہ آنکو دو کروڑ روپیہ انعام دے اور نادر شاہ
معاودت کرے پس ایک رقعہ متضمن اس نوید کا بادشاہ اور آصفجاہ کو لکہبہیجا جب یہ رقعہ پہونچا آصف جاہ
اور نادر شاہ جو سر بہ گریبان تردد تہے نہایت شادان ہوے محمد شاہ نے جلد آصفجاہ کو رخصت دی اور
آصفجاہ نے بوساطت برہان الملک مشرف ملازمت ہوکر اوسے زر معہود کیا اور خوشی خوشی منزل
مقصود کو واپس آیا اور بادشاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی کاروائی اور رد ولتخواہی ظاہر کی چونکہ عہد و پیمان
صلح کا کر آیا تہا امیدوار امیر الامرائی کا ہوا بادشاہ نے خوف جان سے اور سلامتی سلطنت سمجہکر استرضا سے
آصفجاہ لازم سمجہی وسوقت آخر روز شنبہ نوزدہم ماہ مذکور کی تہی خلعت امیر الامرائی عنایت فرمایا
اور روز یکشنبہ تاریخ بستم کو نادر شاہ کی حسب الطلب محمد شاہ بموجب صلاح آصفجاہ کی ملاقات کو
روانہ ہوا جب قریب لشکر ایران کے پہونچا شاہزادہ نصر اللہ میرزا نے پیشوائی کی جب نزدیک آیا محمد شاہ
نے تخت روان زمین پر رکہا کر نصر اللہ سے معانقہ بزرگانہ فرمایا اور نصر اللہ نے بہی فرزندانہ القاب
تقدیم کئے بعد ازان وہان سے آگے کو چلے لب فرش تک نادر شاہ نے پیشوائی کی اور ہاتہہ پکڑ مسند پر
بٹہا لیا اور نہایت خوشنودی کی سا نہ رخصت ملی برہان الملک نے جو صمصام الدولہ کے عہدہ امیر الامرائی

پیر آصفجاہ کا بحال ہونا سنا بیقرار ہو گیا نادر شاہ سے عرض کی کہ محمد شاہ کے لشکر مین آصفجاہ کے
سوا کوئی کچھ نہین کر سکتا اوسکے نزدیک دو کروڑ روپیہ کی کچھ حقیقت نہین اسقدر تو غلام فقط
اپنے گھر سے دے سکتا ہی باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور جواہر وغیرہ کا کیا ذکر اگر شاہجہان آباد تک جو
تیس ۳۰ چالیس ۴۰ کوس سے زیادہ دور نہین نہضت کیجاوے حصول مدعا ممکن ہی نادر شاہ نے اس خبر سے
خوشنود ہوکر آصفجاہ کو بلایا اور آصفجاہ باطمینان عہد و پیمان سابق حاضر آیا تب حکم دیا کہ محمد شاہ کو بلانا ضرور
ہی اسنے عرض کیا کہ ایسا عہد و پیمان نہین ہوا نادر شاہ نے جواب دیا کہ نقض عہد اب منظور ہی مگر کچھ ضرورت
ایسی ہی عائد ہے لاجرم آصفجاہ نے بادشاہ کو عرضی کی اور بادشاہ مع عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور بعضی خواص خواجہ سرایان و عملہ شاگرد پیشہ کے تخت روان پر سوار ہوکر چلا دیگر منصبداران
وغیرہ کو جو ہمراہی تھے باز رکھا جب جا پہونچا دوسرے خیمہ مین جو پیشتر سے اوسکے واسطے نصب کیا تھا اوتارا
اور کہلا بھیجا کہ اسباب تجمل سلطنت اپنے اور مستورات حرم سرا اپنی کو مع وابستگان مقربان و ملازمان
خدمت وغیرہ کو بلا تامل بلا لیوین اور [illegible] وغیرہ مع غلہ و فعلہ کے منگا کے اسی لشکر مین آرام فرماوین اور عموم
لشکر محمد شاہی کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہی لشکر مین رہی جسے جانا ہو شاہجہان آباد جاوے موافق حکم کے عمل مین
آیا اور جو کچھ محمد شاہ کو مطلوب تھا حاضر کیا اور رقم نادر شاہی بنام اعتماد الدولہ واسطے طلب اسکے صادر
ہوا اعتماد الدولہ مع قمر الدین خان کے حضور مین پہونچا برہان الملک مع طہماسپ
جلایر کے جو سردار فرقہ جلایر اور نادر شاہ کا مقرب تھا مع شقہ محمد شاہ اور رقم نادری کے
متضمن اسکی کہ کلید قلعہ اور خزاین وغیرہ کارخانجات کی لطف اللہ خان صادق ثابت دار الخلافہ کو دیجاوے
پیشتر سے روانہ ہوا اور متعاقب انکی نادر شاہ نے مع محمد شاہ کے نہضت کی اور عازم شاہجہان آباد ہوا
محمد شاہ کے لشکر مین بمجرد آنے اوسکی آگے نادر شاہ کی اور جانے اعتماد الدولہ کی اسکا اردوی شاہی کو
سخت اضطراب و تردد واقع ہوا کوئی راستہ مین قزلباشیون کے ہاتھ سے مارا گیا انسے بچا تو گنوارون کے
ہاتھ سے جان لی اگر گنہگاری سے جان بچا لے گئے ناموس و ننگ ننگا مادر زاد کرکے چھوڑ دیا القصہ
نادر شاہ مع محمد شاہ کے شہر مین پہونچے اول ذی الحجہ کے عشرہ کو بتاریخ ہشتم روز پنجشنبہ محمد شاہ
اور روز جمعہ نہم کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین رونق افروز ہوے اور محمد شاہ اور امرا وغیرہ بطور سابق
قلعہ مین جا پذیر ہوے کے روز شنبہ عید الضحی کہ اسی روز نوروز بھی تھا نادری خطبہ مسجدون مین پڑھا گیا
جب تاریخ اس شہر مذکور کو وقت عصر آیا ہندوستانیون نے غپ اوڑا دی کہ نادر شاہ مر گیا بعض
کہنے لگے کہ موت سے مرا کتنون نے بھک مارا کہ کسی قلماقنی کے ہاتھ سے مارا گیا غرضکہ ایک گھڑی مین اوسکی

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش وطرب تھے بعض شہر کے مکانون مین بعض فرود خانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجھتے تھے متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سرگردان تھے ان لوگون نے بہو نچکر اونکے سر اوڑانا شروع کیے تا کہ پیلانی شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تھی جب مکرر نادرشاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ ہر شخص اپنی جگہ پر مستقیم رہے ہندیون کے درپے انتقام نہو ہان اگر ہندی آنکے سر پر چڑہین تو اونکا مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو جو استمداد کر کے اپنے حفظ مکانات کو طلب کیے تہے اونکو بھی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین قریب بیس نفر قزلباش کے زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوے تہے اور اس ہنگامہ مین قریبا سات سو آدمی کے قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تہا نادرشاہ نے قلعہ سے نکلکر قتل عام کا حکم دیا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہو کر شہر مین پڑے اور ایسا زد و کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشون کی کثرت سے راہ مین وہ تعفن تہا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین جمع کرا کر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوا دین چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تہا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی سے واسطے لانے دو کروڑ روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کے پاس گیا تہا زر نقد کو حاضر لایا اور داخل خزانہ نادرشاہی ہوا اور نادرشاہ نے خوب ساز تہیہ جمع کر دیا اور خاندان شاہجہانی سے ایک لڑکی اپنی چہوٹی بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے تزک سے ضیافت نادری کی بخدمت پیام اسفر رہو عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ اور نادرشاہ باہم بیٹھے تہے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادرشاہ بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادرشاہ کو دون اپنے آقا کی خدمتمین بے ادبی ہوتی ہے لیس اول اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور آشنا و بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادرشاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور با[illegible]

اور ہمراہیان اوسکو خلعت عطا ہوئے اور بصایح ملا مارسی کرکے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو ۱۱۵۲ ہجری میں
معاودت فرما ہوا—

بعد جانے نادرشاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادرشاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ
اسحق خان بہادر تازہ وارد کے جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت یاب ہوا تھا سرگرم کار سلطنت
ہوا روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کے خطاب اور بخشی گری سوم سے سرفراز ہوا اور
دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان
کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ — ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضیٰ خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان
کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ
کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیوں کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو
مرحمت ہوئی اور داروغگی گرز داروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپخانہ کی تربیت خان کو اور
بخشی گری اعلیٰ شاہیان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز
پنجشنبہ ہفتدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ دہم ماہ مذکور
کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا— محمد شاہ کو ابتدا سے بدظنی تورانیوں کے
ساتھ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی اب نادر ہی تقویت پر آصفجاہ اور
اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تھا— عمدۃ الملک نے
جو کہ مرد صاحب جرأت و فطنت تھا بادشاہ کی ولایت کرکے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر
کردیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ السلطان مجھپر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب سر انجام ہوگا چونکہ بادشاہ
اسکی عقل و دانش پر اعتماد رکھتا تھا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بروقت معاودت
آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے
کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکا تھا محمد شاہ سے رخصت
ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تھا نیابت امیر الامرائی
کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کرکے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی
قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تھا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرکے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزی روی تھی سبے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سنائے ہنوز آصفجاہ بیرون شہر مقیم تھا اوسنے بحبت اس امرکے اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ اور خداوند نعمت سی مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سی عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سی کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی دراندازی سی مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ ملازمی کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہی حضور جسے چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین ــ یہ عرضی بھیجکر خود داخل پشیمانہ ہوکر آصفجاہ سی ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تھا گھبرا کر عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ سی استشارہ کیا عمدۃ الملک نی گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سی استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلاحیف و خواہش عرض کرے ــ موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل اور باہم متعہد تھا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تھا بیچ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگرچہ برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون لیکن بیان ہی جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر ابن امیر صاحب جرأت و صاحب تدبیر ہی مگر عمدہ ہائے ہند کی روبرو خصوص راجہائے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین ہی بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے کہ اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے وزیر اعتماد الملک نی مزاج بادشاہ کا منحرف دیکھا مستعفی ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امرائے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بھی لازم ہی کہ مقتضائے دولتخواہی نفاق سی احتراز کرو ــ عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصفجاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ جو کچھ مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح و ثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد الدولہ کے قیام مین ملال ہی بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت سی رخصت ہوکر بادشاہ سی بھی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر اگرچہ چند روز انفصال مقدمہ کے سوال جواب اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدہارا اور موتمن الدولہ کی جگہہ بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلمین ہوئی ــ ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان مین زیر حمایت نادری بیخوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا جوکہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب مین اپنے علاقہ کے انتظام مین مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جھگڑا اوٹھانا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ سے مؤتمن الدولہ اسحاق خان کے توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی مین جان بحق ہوا اسکے محامد کے بیان مین زبان قاصر ہے کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نتہا جسکے ساتھ مراعات شایستہ نہ کیے ہون مرتے وقت سوار و پیادہ وعمدہ وعمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات چاہا اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوٹہایا برہانپور کی ہمیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ لڑکی کی بہی طرفداری کا روادار نتہا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تہے ہوشیاری اور انتظام اور خبرداری کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی بایستی ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشدآباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہے یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسیکو اوسکا ذکر حضور مین کیا اسنے مجلس مین بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز اپنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور تم لوگون مین اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادہر آنے سے ہماری بہی ملاقات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر بن مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہے کہ جو شخص کسی ارکین وامرا و بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کرے اوسکے عملہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتے ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور چوبداروں کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بجرد اطلاع ایسی خطا کے

بیرطرف اور معتوب ہوجاتے تہے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تہا کہ دوسرے کی احتیاج
کی حاجت نتہی القصہ جب اوس نومرد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی
کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھ لیتا
اور صورت معتدبہ واسطے مصارف اسکے کی حوالہ تہیہ دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت کیجے
اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچہ وسعت بخشے اور جملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستارخوان عنایت
ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبہی کبہی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی
روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکے ورق عاج کے تہے تحریری اپنے
پاس رکہتا تہا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکہتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کے مابین
پر مبلغ کلی جو لایق حال اونکے ہو لکہتا تہا اور ہر ایک کو زمیداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی
وغیرہ متعین کرتا اور اوسسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی
کا موجب ہے زمیدار لوگ اپنی سعادت سمجھکر اوس سے بہی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے
دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر ناراستی نظر سے گرجاتا
اور جب اوسقدر کی رعایت ہوجاتی دوسرون کے نام بہی تحریر ہوتی تا بہ حیات اسیطرح پر کارروائی
کرتا رہا اللہم اغفر لہ و الحقہ بالصالحین — القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسندآرا ہوا مہابت جنگ
جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تہا انقلاب سلطنت دیکھکر سرحد عظیم آباد پر
مقیم تہا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تہا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا —
مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتہا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح
و مدارا رکہتا تہا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل
معینہ ہر ماہ و سال کا ادا کرتا تہا مگر جو عقل و شعور سردارون کو چاہیے نرکہتا تہا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے
نہین پہونچتا تہا بنا بر وجوہات مذکورہ ہر چند متوسلان پدر خصوص رایان عالم چند اور جگت سیٹہہ
اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کے تہے کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ
بالا کے اکثر اوسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علیخان وغیرہ کے جو
حاجی احمد سے پرانی عداوت رکہتے تہے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کرتے تہے کوئی
دقیقہ اوٹہا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ
منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تہے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ میں

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضیٰ کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے
داماد حسن محمد خان کو دے حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنوں کے طرف سے متوہم ہو کر مہابت جنگ
کو ایک کی عوض دس لکھہ بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سرطرفی سپاہ کی اشتعالک
کی اوسنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کے پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوے لیے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد
سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان
کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجی اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب
تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا
اور جو سپاہ کہ مدتون از حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
جب اونھون نے آنے مین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کے جو شجاع الدولہ نے اونہیں
عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچھ اور بھی گڑھ گڑھا کر لکھا اور سعید احمد خان
نے بھی موید ہو کر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک
کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیون اور لڑکون سے تھا بموجب امثال مصرع
کے سہ زہی تصور باطل زہی خیال محال ؛ مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
کرنیمین اپنے مضرت دیکھی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین
نہایت درجہ تھا لکھا اور عیاری سے در پردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کڑور روپیہ
پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین بھیجا وے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم
مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتھ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری
فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بھوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد و سرکش
مشہور تھے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تھا تا آنکہ دس مہینے
نادرشاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذری اور حسب خواہش شقہ بادشاہی
باسم مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے
معتمد کو مع خط جگت سیٹھ فتح چند کی نام بھیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجھا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بہو جیپور کی عزیمت کا شہرہ دیکر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہے خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے
ساری فوج کو جمع کر لیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد میں نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرس وکثینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور کہا
کہ تمہیں اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز چاہا کہ کل روانہ مرشد آباد ہوں سرداران سپاہ ہندو مسلمان کو روبرو بلا کر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتھ اور گنگا جل بیچ تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتھ منگوائی مسلمانوں سے قرآن کی اور ہندوؤں سے گنگا جل مذکور کی خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجھے اپنے مخالفوں سے آویزش کرنا ہے تم لوگوں سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہان ہوں کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سو گند یاد کرو کہ اگر ہم آگ میں کہیں جا
دریا پانی پر اشارہ کریں تو کود پڑو کسی طرح پر تم لوگوں کو دریغ نہو اور جس سے مجھ کو لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکھتی تھے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہندو نے
قرآن و گنگا کی قسم کھائی اور یکدل و یکزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازموں نے بھی دیکھا دیکھی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کر دیا صبح کو بروقت ساعت معہود مع سامان شایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درۂ شاہ آباد میں پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تھی چند کوہ
میں لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تھا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک جعفری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جماعہ دار کے جو کہیں سے اوسکے ہاتھ
لگا تھا پیشتر بھیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو محافظان درۂ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برق
انداز سے نہونگے دکھا کر داخل درۂ مذکور ہو اور علامت دخول کی یہ کہ وہاں پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا تا اوسکے تعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کر جاوے گی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درہ کے پہونچا محافظوں نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکھا دے پروانہ کو دیکھتے ہی
متصدیان متعینہ نے درہ میں جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہاں جاکر نقارہ پیشتر بجا دیا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کروفر سے نمایاں ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفیٰ خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچہ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا سے
پر ہیبت سے پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفیٰ خان کے دروازہ کھولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹھ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوسی روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹھ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذرکر پانچ
چہہ روز مین مرشد آباد پہنچا چاہتا ہے۔ پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جگہہ تک آپہونچا
غیر از بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمایئے بمجرد اس اطلاع کے حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی۔ سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بہی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو بار بار کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضائے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہین اور حاجی احمد کو قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہے اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا نہیں جب کہ مہابت جنگ سے آپنکو آمادہ ہون حاجی احمد تنہا سے کیا سروکار مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچہ کم و بیش نہین ہوتی یہ کہنا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور لوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیاناً برخلاف التماس فدوی کے نمکحرامون کی ورغلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہے کہ بنابر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبیٰ کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ مخصوص
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر مین چند راے لی گئین آخر کو برآمد ہونے کی راے ٹھہری

اور مردان علیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تھا ۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہو کر بعد تین چار کوچ کی منزل کمرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی سفیر قزلباشی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار سے التماس کرتا ہے کہ جو عالی ہمت اوگ کسیکی پرورش کر کر رتبہ عالی کو پہونچاتی ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتے ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہے اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکھتا ہے اوسیقدر بہ نسبت دوسرون کی دعویٰ بندگی
اور فرمان برداری بہی ہے اب دو التماس فدوی کی ہین اول یہ کہ مردان علیخان اور میر مرتضیٰ اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار و کینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائی جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوسرے یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو خود بدولت اون سے جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
اسی قدم کیطرح حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بقسم مستحکم کر کے ایک کلام مجید بھی حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا ـ لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تہے اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکے قرابتیون سے عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعان دانشمند
کے رنگ پر مجادلہ کا ظہور ہوا ـ حاجی احمد نے راج محل کی نزدیک پہونچکر سواری بہائی سے ملاقات کی اور
مہابت جنگ کو ہاتہی پر سوار ہو کر بنا بر ایفائے عہد چند قدم لوٹا کر پھر جدہر کو آرادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع گریا مین جو دریائے بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہے پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کی بارہ مین سوال جواب ہوے لئے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آگئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کی داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوگئے
ہین میرے سپرد کئے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہو کر اونہین میرے مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعا سے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرفراز خان
کی طرف سے باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہاے جگت سیٹھہ کی جنکو اصطلاح ہند مین
سیٹھ کہتے ہین اور جنمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اونکو گرفتار کرین تو ہزار
کو بہت کچہہ روپیہ انعام دیا جایگا اسی مقام پر بوقت شام ہجو صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا کی
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکہلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمائیے ورنہ پس فردا دگرگون
رنگ ہو جائیگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرما کر اوسیوقت گولی بارود تقسیم
کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کو تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنی نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اسی طرف دریا کی رکہہ اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریا سے عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہرے اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی روبرو سے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جب
توپ کا سر ہونی کی آواز تم سنو فوراً سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ افغان ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشوا سے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اونکے متعاقب تہوڑے سے فاصلہ پر
مہابت جنگ بہی چلا اور نندلال نے بہی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ لی صبح صادق کی ہوتے ملاقی ہوے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جا گری اور نندلال محمد غوث خان سے مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سے اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نے بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر لوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقار خانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہا کر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کی لیے آخر ہی رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی ہوکر
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوس پار نندلال سے لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان نے ولی النعمی اپنی کو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکہلائی محمد غوث خان نے دور سے دیکہا کہ آقا کی
نابدار سکے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مین حریف کو مار ڈالا مجھنے ملج ہو چھو کہ باقیماندوان کو بھی راستے عدم کرون۔ مہابت جنگ نی احتیاط فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تھا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج کے جماو سے اسپنے قول کے آدمیون کو متفرق نہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پائی اور سرفراز خان کی تیاری جانی اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان نے زبانی سوار فرستادہ کی آقا کے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت و آبرو کی خیال سے جو منجانب مہابت جنگ کے رکھتا تھا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ درنج وخفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کی قول پر دھاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکی بیٹے فی الحقیقت شیر زبان اور رستم زمان تھے اس کلام کی ساتھ ہی محمد غوث خان مع اسپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کی بکمال استقلال روانہ ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئی مہابت جنگ کے قول تک پہونچے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئی اور نزدیک پہونچتے ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اسکے گھوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر او سکے دوسرے مگر ہاتھی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کی کھاکر دل سیر روانہ میدان آخرت ہوا بعد پدر لڑکون نے پیادہ پا ڈھال تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچھار سے پیالہ روح مین رنگ اوڑائی کہ نقد جان کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکھتا تھا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتھہ مین تھی اوسی طرز و ہیئت سے میدان مین پڑا اور اوسی طریق و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی روش و صورت سے دفن بھی ہوا میر دلیر علی بھی سو نفر بھائی بندون سے بعد وفات سرفراز خان کی پاس آ پہنچ کر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان میں سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور جلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بھی اورون کی طرح جوہر نمایان کرکے مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتھہ مین کمان تھی اور دوسرا دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر کی دوا نکرسکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چھوٹے بھائی کو بنا بر دلجوئی رعایا پیشتر شہر کو بھیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کرا کر فتنہ فرو کیا۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کی بعد با تجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ماہین شہر صفر سنہ ۱۱۵۳ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر میں ہونا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطے اس بدنامی کا داغ مجھے نصیب ہوا
لیکن اسوقت سے تا بزندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمت میں بے ادبی نہوگی امید ہے کہ قصور اس
غلام پیر کے صفحۂ خاطر سے محو یا فراموش فرما سکے جاویں بعد ازان دار الامارۃ میں آ کے واقع جہاں مسند
شجاع الدولہ مرحوم میں آ گر مسند آرا ہوا نذریں مبارکباد کی گذرین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس
حرکت قبیح کے کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق
عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدر شناسی
اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کو لگا رکھنے سے اسقدر اتحاد بڑھایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین
حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقا زادہ تھا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو
ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتھا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات
مین خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشا اللہ کیا جاوےگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کروڑون پر
پہونچ ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے
سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چھوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تھا اوسکو اصالتاً اوسی
صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع
ماہی و مراتب و پالکی جہالردار و نوبت و علم اوسکے لیے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان
کو جکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی مع
منصب ہفت ہزاری اور مراتب مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور
تیسرے بھتیجے منجھلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد میں رنگپور کا
فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب صمصام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری
اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان
کا بہنوئی تھا مرد سخن فہم شاعر تھا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ
مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تھا اور جسے مہابت جنگ سے فرزندی میں قبول
کیا تھا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈھاکہ کی ملی اور اوسکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ بادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی انتظام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چہوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے سے عطاء اللہ خان سے نے جو چہوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان مین فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اسد یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین راے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان راے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب راے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر و ممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کی ہمراہ اس سفر مین
شہامت جنگ کا ہراول تہا اور برادر زادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی مانکا جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشی گری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادر زادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہو کر بعد رخصت عظیم آباد کو سوادہ ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ ترہٹ اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو ۔ اور مبلغ کڑور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور مؤتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال و اسباب اخذ جو مناسب بادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا سو یہ خان بہادر بنا بر اپنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی عصیات مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع بسکر بیگلی متوقف ہو جیے نیاز مند مع مال حاضر ہو کر تفویض
کرتا ہے اور رجب کے مہینے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جا کر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہہ روپیہ نقد اور ستر لاکہہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسپ اور
ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم مع

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسہ اپنے بھتیجے صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کرکے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت کی دریافت کرے اس اثنا میں مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو بسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا سرداری بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کرکے متمرد ہو گیا مہابت جنگ نے اس خبر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ میں کسیطور سے ایذا رسانی آپکی نہیں چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہیں لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجائیے مرشد قلیخان نے جو کہ مردمآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہیں ہوسکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنے شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانی تو شوہر کو ریاست سے خارج کرکے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد میں چھوڑ کر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل ماہ شوال میں کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کرکے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اوٹھکر اوسکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کے کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بلوار میں پہونچا اور ایک مقام دشوار گذار میں جسکے اطراف میں ندیاں اور جنگل گھرے ہوئے تھے اور مخالف کا عبور وہاں پر غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چیوڑی [illegible] توپیں لگادیں ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

میدنی پور اور بالیسر ہوتے ہوئے رودخانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چندروز
تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ
وہ سرزمین مخالف تھی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوے بلکہ
جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بھیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تھے اس سبب سے کبھی
ابتک اس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان نے اس
اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہرچند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ
بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوے
جانب توپخانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تھے فوج مہابت جنگ نے
حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہو گئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق
کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہو گئے کمال پایداری کی
اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تھا بموجب تقاضاے
جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہو کر آقا کی خدمت مین غدر و نفاق کر کے
جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تھا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آور
دلیریان دکھلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چھکے چھوٹے نامردی سے بھاگنے لگے اس شش و
پنج مین نزدیک تھا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہو اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا
کہ فتح اوسکے نام ہو کمین سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون
کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کو دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پا پیادہ
مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کر رہا تھا آخر الامر سادات
کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تھے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام شہادت نوش فرمایا
اور باقر علیخان زخمہاے منکر سے سر و گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد
قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت مین دو تین
ہزار آدمی ہمراہ تھے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تھا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہو کر
ہم لڑنا چاہتے ہین ہر دم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کر کے اپنے پاس سے دور کیا اور خود
لب دریا پہونچکر ہاتھی سے اوترا۔ مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا
ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تھا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہہ بھیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے فانس یعنی پلسولی جو اکثر کنارے پر آئی جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آپکی نجات غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل ببہانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہہ روز کے عرصہ مین مچھلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سیکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا
تقدیر کی کارسازیان دیکہو رتی پور خوردہ راجہ مالک تہخانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہور معابد سے ہے حقوق
محبت مرشد قلیخان کی کہ اتبارہی سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت ستی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور بہراد
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہان کی حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کی مہمانداری
کی ان اسی ضمن مین باقر علیخان آپہونچا اور حفظ ناموس دشمنک کو دیکہکے شکر گذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چند ہی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لینا
غنیمت سمجہو مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ مین اسطرف کے زمیندار وں کا بگڑا ہوا تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجوئی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجہلے صولت جنگ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور رگہو جی خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر متعین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کر لے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اوڑیسہ کی
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرمایا ہوا اور آرام و راحت دیتے جاتے
رعایا مین موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر منتسبان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوئے اور باقماندگان سرفراز خان کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنے گہر میں لایا

اور نسبت فرزندی دیکر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم سکے احوال اور خدمہ اور اسباب وغیرہ محل خاص سے کچہ تعرض نکیا اور ادب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تہے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تہا اوسکے کسی مدخولہ کی لڑکا پیدا ہوا نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکہتا تہا اکثر جواری تہین اور بعض متوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تہین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز خان سکے جہانگیر نگر بہیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کا روادار نتہا ہر ایک سے بمراعات پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علیحدہ ماہ بماہ عطا فرماتا تہا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے راے گوکل چند ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو برادر زادہ صاحبت جنگ کی بی بی کا تہا مقرر ہوئی — معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان سکے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تہا چند روز تک صاحبت جنگ کو باغی سمجہا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کے حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچہ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول سکے اخبار اطاعت جاری کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک سکے کچہ خیر نخواہ

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چہوٹا داماد تہا بعد فتح بنگالہ عظیم آباد سکے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جہالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تہے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بہائی کو یعنی اپنی تئین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بہی چند کلمے جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راے و مشورت مین و اسکو جو مہابت خان کا قدیم دیوان تہا اپنے ... سے لیکر اپنی سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر میدان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی
واقف تہا جب نسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیدار صوبہ عظیم آباد
کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیدار پرگنات گیہ اور زمیداران پرگنہ ترہٹ سہا نجبان قوم
سے اور نومسلم تہے اوسوقت چارون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان و رستم خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیے بعد فتح و ظفر کے جب واپس
آنیکے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے سے خلعت فاخرہ عطا فرما کر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہوگئے درحقیقت مہابت جنگ
کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے
اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سرشتہ رضاع تہا یعنی وجہ کہ جدہ مادری
مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضا سے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سرشتہ مذکور
محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ تک نہینگے اینک ہیبت جنگ بکمال
جاہ و جلال باتفاق والدہ و عم و خال مورخ کے نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگرادنی ادنی اوسکے
بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سرشتہ موزخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے —

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اونکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا لالچ مین آگر
چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے
قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر
اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہوگئے اور رفقا سے دیرینہ
برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشدقلیخان کے شہر کٹک مین نے نوکری صولت جنگ کے مقیم
تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاہ تقی نام درویش جو صولت جنگ کا رسا تہا
دہلی مین باہم پرورش تہے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور
صولت جنگ شروع جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہروالون کو ضرر پہونچانے لگے حسین
و جمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بولا لیے اکثر سپاہ سے مرشدقلیخان کا سچا ہوا روپیہ جو تو پیچ وصول کیا
ایسی اسیطے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و جان بلب ہوگئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوے قدیم رفیقون سے تو کوئی نہ تہا مگر کسیقدر تلنگی اور گوجر خان مع اپنی رفیقون دو تین سو لشکر کو
ہمیشہ ہی بین تہا اور وہان کی جدید آدمی جو نوکر ہوے تہے اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکی ہمشیرونکی اور منتسبونکی
نوکر ہو لئی سے تہا ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کے بڑی عیش و عشرت مین بسر کی ناگاہ
فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنی خسر مرشد قلیخان کو یہ
تحریص کی کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکھکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکھا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض فوجداریوں مین
جو صوبہ کٹک سے ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندارون و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئی ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیخان اور اپنی اوسکی رہے ہین اون لوگون
سے خط و خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکے کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمہی موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزو ہی دلی میسر ہوگی یہ رای اونکو پسند
ہوئی ایکروز بہ مجمع عام بطور بلوا کرکی آہستہ آہستہ بڑہ چلے صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطی بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہر چند خوب پیغام آ سکے مگر شہر والی تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر علیخان
اور محمد مراد جابک سوار کے منحرف ہوگئے تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز عین بازار سے گوجر خان
واسطے تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کردیا اور
بمجرد اس حرکت کے باقر علیخان کے اونچا شہرہ قریب چار پہر بلند کردیا ایک بلوا کے عام کی صورت ہوگئی
اور یہ اشتعال اس آتش فساد کی سارا حال باقر علیخان کو پہنچا مدیکر بلایا وہ تو ایسی ہی وقت کا امیدوار ہی تہا
فورًا آ پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا اپنی شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح
سے بنے صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نے جو صولت جنگ کی نوکر اور باقر علیخان کی دوست تہی
صولت جنگ کی قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہی پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہاری جان مال کی سلامتی ہے ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرے ہر چند صولت جنگ نے
دلجوئی کی مگر کچہ پیدا نہوا کنجیان لیکر مفسدون کی حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئے باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکی مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ بارہ بہاتی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔ صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تھی اور مہابت جنگ نے شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی اور ہرکارون سے بھی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہو سکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تھی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقرعلیخان کو دیا جائے اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقرعلیخان کی پیروی مین موجب سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفیٰ خان نے جو عمدہ سردار اور دو لتخواہ مہابت جنگ تہا رائے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سر انجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقرعلیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقرعلیخان کی شان و شوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفیٰ خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنابر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو تین ہزار کے لیے اور عبد العلی خان کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارہولیان کو ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ حبشی کو پانچ سو سوار کیواسطے حکم دیا اور رفیع راو بخشی اور چندن بہلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی بہلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تفنگ پیادہ دس ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑ کر ساعت سعید کو مع بائیس ہزار سوار کے روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تہا مردم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہہ انعام ہوگا باقرعلیخان کو مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گھبرایا حیرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہاندا کے کنارے سے مورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکو
آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر سے کے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹھیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کی بٹھاکر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کی آدمی نزدیک آوین تم چھریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار وپیادہ
دکھنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑکر ایک ایک نیزہ اس
رتھہ پر مارنا اسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال
ومستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکھنے کا حال سنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدھی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہانده پر پہنچا لشکر باقرعلیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کہ عازم پیکار ہوسے جب ادھر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودھر بہکدر
پڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑھ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کے باقرعلیخان نے بھاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھی بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقرعلی کے لشکر سے آدہ گھڑی مین کچھ نشان نہ ملا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بھائی تھا مع اصالت خان اور دلیر خان دونو لڑکے
عمر خان وغیرہ ہمراہیان کی جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عملہ کارخانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلادیا کہ اوس رتھہ
مین نواب کو قید کے لیے جاتی ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکھکر رتھہ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی اینکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کہ جو صولت جنگ کے
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹھالی قضارا خواستہ جناب باری تھا صولت جنگ دونون کے نیچے ہوگیا اور اونکے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتھہ کے پاس آپہونچے اور پردہ پھاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہچانا ثنا وصفت کی محمد امین خان نے گھوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتھہ سے جست کرکے بنہایت چستی وچالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور اپنے ۲۰

لشکر مین جا ملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان نے اپنے
گھوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑھکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بجرد دیکھا سننے کے اپنے ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹھا واہ ری قدرت یا تو کچھ دیر
مین جان کی خیر دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگی بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہی اور چھین لے ملک جس سے چاہے تو قیر و عزت دے
جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہے اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑھا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ و خیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تھے اونمین سے جنہون نے خدمت کی تھی بامید عنایت وکفایت برقرار رہی اور ایذا رسانون
نے بخطر تشدد بدراہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال مفیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تھے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تھا مانند
ہاتھی گھوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کا اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی ہم جان منتظر مان
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکے
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اندر پانچ چھ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثناے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کی شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکھا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ سکے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو چلا اور مہابت جنگ شکار کیلئے ہوسے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بھوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بھاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بہوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ سکے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بھوجپور فتح کرے اور راجہ بہول سنگہ اور بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمیداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دے راےکیتا من داس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تہا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کے بیچ خدمت ہیبت جنگ سکے علاوہ قرابت بہم پہنچا کر مرجع تمام زمیداران صوبہ و روسا اور کل فوج سکے بخشی تھے اکثر لوگون سنے حسد کیا اور ہیبت جنگ کو دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان ہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا زمیداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتی ہین اور انکی طرف توجہ ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور سنے بھوجپوریون سکے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کی البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے پاس خاطر خواہان عفو اونکے ہونگے اور حضور کو معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کر دیجے ہیبت جنگ سنے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ مگہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمیدارون کی معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہانپر رہو تاکہ ہم بالجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنا اس عہدہ بخشیگری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کردو والد مورخ سنے موجب امر خوشنودی اپنے آقا کا سمجھکر کارمامور پر روانہ ہونا مناسب سمجہا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کی ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تہا شاہ آباد پہونچکر بھوجپوریونکی استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تہی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کرنے سے خلاصہ یہ ہے کہ بعد بڑی جنگ و یورش کے زمینداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو
خس و خاشاک سے شر کو صاف کر دیا اس عرصہ میں روشن خان تیراہی نے فرقہ افاغنہ سے کہ جو عظیم آباد
اور الہ آباد میں مدتوں سے صاحب نام و نشان تھا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تھا اور وہاں کے
زمینداران متمرد سے کسیقدر اتحاد رکھتا تھا اسوقت میں کہ ہیبت جنگ نے وہاں کے زمینداران سرکش
کو خراب و برباد ہی سو خارج کر دیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکرر حضور مجالس
میں عرض کیا کہ اونہیں ملک مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تھی اور وہ خود پسند اسقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات نا ملائم کچھ ہیبت جنگ کے روبرو زبان پر لایا ایکروز جیسی و چالاکی کر کے کہنے
لگا کہ ابھی آپ صاحبزادے ہیں دنیا کے رنگ و ڈھنگ سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجیے ورنہ
اسکا انجام کار اچھا نہیں ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور
میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ جماعہ داروں سے صاحب جرات تھا اور حسن بیگ ان جماعدار
مونگیر کو اس باہم سے کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ میں عصر کے وقت ہیبت جنگ کو سلام کو آکر بیٹھا اور دو نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تھا کچھ ہاتھ پیر نہ ہلا سکا بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا اس حرب و سفر میں مورخ کے چچا
مہدی نثار خاں نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تھے
ایسی اچھی خدمت اور جرات ظاہر کیں کہ سبکے ثمرہ میں ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئے اور ہیبت جنگ نے
بعد استرضائے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کے چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقوں پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و التیام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری میں منتخب
تھا اللہم اغفرلہ وارحمہ بالجملہ مورخ کے چچا حسب الامر سرکار مامور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگھ
[illegible]
اور راجہ جگجیت سنگھ [illegible] ملانیان اور نیز دیگر زمینداران سرکش کشتہ اور جگانوان وغیرہ کے
اتفاق سے تسخیر پر مامور ہوا اور وہاں کی زمینداروں کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمینداران کوہستان سے تھا
اور بہت کام [illegible] فرمایا [illegible] ایا تھا [illegible] کرتے اور تا قلعہ چترا چو کہ درہ کوہ اور رامگڈہ کی
راہ میں واقع ہے محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگے کو چلا خبرداران معتبر نے آگہی دی کہ گھوجی بھوسلہ

پنڈت نے اپنے ہمرد ہان سی بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہی عنقریب
فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جائیگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ
عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجہا اور کچہ باور
نکیا اور جواب مین لکہا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ
چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچہ فوج ہمراہ نتہی کہ مرہٹہ
کا سد راہ ہو سکتی صلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا سے مناسب دیکہکر مقیم ہوے
اور چند روز کے بعد مرہٹہ جلو ریز پچیتہہ اور سور بہنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر
ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہو چکا ہی پانچ چہہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک
میدنی پور کے جب آ پہنچے کسی عامل معتمد نے ورود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول
تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل یا پرسون
جمع ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجہا اب حضور کو
اختیار ہے جیسا چاہین بند و بست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلاتامل
جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تھی
مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرح کی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتہی
مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگہوجی بہوسلہ بنی عم راجہ سا ہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون
مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہی بنا بر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا
عازم ہوا اور نہ چوتہہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو
پچیس ۲۵ ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا
کے کچہ دڑہ ہاے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کے پہاڑون سے راہ
بنائی جب درہ پچیتہہ سے جو آٹہہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جنگڈہ مین
مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیتہہ سے قریب بسر حد بردوان
کے ملی اس سبب سے کہ کچہ توبرطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال انہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد کے تھے زیادہ نتین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برق انداز
سے ہمراہ تھا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکھتا ہے اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہان شہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھ دوسرے روز کوچ کرکے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد ہونچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور
بعض محفوظ رہا اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تھے اسی ضمن مین صابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور و جلادت دیکھکر بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھ
ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے صابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کہینچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکھ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابھی واپس ہوتے ہین کہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ و جدال رہتا تھا
سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بھیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے صابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتھہ اور ارابہ اور بار برداری اور باروت
وغیرہ لشکر مین چھوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتازی کرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مردم
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین ساری تہا بے اختیار داخل فوج ہوگئی
جب کسیقدر راہ طی ہوئی اور خیمہ گاہ دور چہوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گھیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ بڑا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام و نشان و
آبرو سے خاندان تھا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکھائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تا آنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحیم خان سے جو پشت پناہ صابت جنگ کے تھے جیسا کہ چاہیے کچھ جانفشانی نہ کرسکے جب تو صابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی جیسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکھتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تھا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور تھا دیکھا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تھے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہو رہی تھی بجز اقامت کی چارہ
ندیکھا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر سفر کو ہوا صابت جنگ کیواسطے اور کچھ نہ رہا تھا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
کے پانچ چھہ کوس پر نصب کیا اور دوسرے روز تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے
رہگئی تھی اونمین سے بھی اکثر مجروح و مقتول ہوے اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور صابت جنگ
کی ہمراہی فوج بہت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جبتا

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تھا مصطفی خان اور شمشیر خان اور
سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجوہ سے دل آزردہ تھے اسی وجہ سے لڑائی میں سچے ہوکر نہ لڑے ساری
وجوہات سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب لڑائی میں مہابت جنگ فوج نوکر رکھتا تھا بعد انفصال نوملازم
کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تھا اسی لڑائی میں جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے
روانہ نہیں ہوئے مصطفی خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہے اور پھر برطرف فرمائی جاتی ہے
اس مرتبہ امیدوار ہوں کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور
مصطفی خان کی خاطرداری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد رہائی صولت جنگ اور ظفریابی باقر علیخان
کے بدستور برطرفی کر دی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت
مذموم خصوص سردار اور حاکموں کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا۔ دوسری وجہ یہ کہ
اس زمانہ میں ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چھوٹا بھائی اور داماد تھا جنگ بہوجپوریہ
روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپوریوں پر حاکم تھا ذرا سی تقصیر پر مروا ڈالا
یہ امر بھی باعث آزردگی فرقہ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد ہوا اونسے
تیسری وجہ یہ کہ راجہ مور بہنج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا
اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تھا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بھی گوشمالی کی راجہ نے اور
نے مصطفی خان کے توسل سے پیرا دو چار ذمہ کرکے عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی سفارش اونسنی
برابر کی چونکہ چاہتا تھا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تھا کہ جب راجہ دردولت
پر آوے قبل ازاں کہ افشائے راز ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت
احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر شکار سے ہمراہیوں کے مسلح ہو آپہنچا اور یکبارگی
سے جعفر خان کے آدمیوں نے اوسکا کام تمام کیا اور اوسکے ہمراہیوں کو بھی جسے جہاں پایا مارنے
لگا۔ انہیں عہد توڑنوں اور رنجشوں سے اسی وقت میں فوج نے سرخلافی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف
خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقوں میں تھا اسی پر ہوا کہ اوسی سال میں ... آئی تھی ہر
سے اوس میدان میں مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیوں کے محصور کر دیا تھا اور اطراف میں اپنے سرداران
لشکر کو متعین کر دیا تھا کہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہنچنے میں انسداد کریں مہابت جنگ نے
دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب چاہا کہ پیشتر کی میر حبیب اللہ کو جو کشتی راجہ بردوان کا
تھا اور دکن کا رہنے والا بسم رسالت پہنچنے سے بہاسکر کی پاس بھیجا ... کو لکھتا ہے حال ... کی

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحہ کی
کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
ہے ایک کڑور روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تنا اور صاحب اختیار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تھا بمشاہدہ حقیقت
دیروزہ اور پہلوتہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانے مین ہزار سوار کی رکاب مین جنمین بھی اکثر خوف و ہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکھتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہے اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہے اس حال سے دریافت ہے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہے کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتھیون کی بنگالہ مین کچھ قدر نہین اس سے عمدہ فیل خانہ مین
موجود ہین اور چالیس لاکھ روپیہ خزانہ مین ہے باقی ساٹھہ لاکھ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کرکے
پہونچاتا ہے مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تازندگی اسطرح کی
اہانت سے راضی نہین ہون انشا اللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشا اللہ بعد فتح و ظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکھ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
تھی سپاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کرکے مرہٹون مین جاملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کے کوئی نرہا جب میر حبیب اللہ مذکور سے
مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بھی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بھی مع بعض روسا مرہٹہ کے جو کچھ
مہابت جنگ سے ناراض تھا مگر ارادہ گریز رکھتا تھا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کرکے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بھی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہوکر جان سے بیزار آمادہ ہوا ایک راتکو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کے خیمہ مین آیا اور کہا مجھے تمسے کچھ
کہنا ہے مصطفی خان اس وضع مین دیکھکر نہایت حیران ہوکر اوٹھ کھڑا ہوا اور لیجاکر دوسرے خیمہ مین بٹھلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجھے اب
اسوقت جنگ مین جان بھی پیاری نہین ہے اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت سے ملنے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جدا کیجے اور اگر کچھ میری

حقوق کا پاس ہو تو نے سر سے ہو غول بیابانی مین جان فشانی کیجیے تاکہ بدبختی تمام مرہٹون کی تدارک مین مصروف ہون مصطفی خان نے جواب دیا کہ مین اسکا جواب تن تنہا نہین دے سکتا ہون اور بھی میرے فرقہ کے لوگ آوین تو جواب دون آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کیا مضایقہ ہے مصطفی خان نے کسی کو بھیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کے حاضر ہوئے مصطفی خان نے مہابت جنگ کے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر خاموش رہے مصطفی خان نے کہا بہائیو جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفی خان نے کہا یارو! سوقت تک جو کچھ ارادہ تھا مگر اب قدیم ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان مین جان ہے مہابت جنگ اور اسکے آل و اولاد کی عزت و آبرو پر نثار ہون مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ ہونگے پھر یہ کیا نامردی اور بزدلی ہے بعون الٰہی دشمنون سے لڑائی کرینگے انشاء اللہ تعالے غالب آئینگے اور تم سے جسے مناسب جانو کرو اس کلام کو سنتے ہی ہر ایک نے مصطفی خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سے خوش ہوکر خیمہ گاہ کو واپس آیا بالکیان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق مین دیوان خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تھا اوسکے مکان پر بھیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کے گھر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان مین شمشیر خان کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہتے تھے آج آپہونچے ہین اس بارہ مین آپکی کیا مرضی ہے مصطفی خان نے گفتگوے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پیمانکی نسبت سے ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹھا اور سب کم و کاست مہابت جنگ سے بیان کی مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشد آباد مین اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹون نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ مین لیگئے تھے کسی درخت پر نصب کرکے گولہ برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تھا قریب صبح اپنے گھر کو فرار ہوگیا اس درمیان مین مرہٹہ نے چارون طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتھی پر سوار ہوکر متوجہ انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چیرہ آگئے تھے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپڑے میر حبیب نے عمداً سواری مین دیر کی دو تین زخم کہاکر مرہٹہ کے ہاتھ مین قید ہوا اوس روز حیدر علیخان داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکھلائی مرہٹون کو خاک مین ملایا اور مصطفی خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحیم خان و عمر خان وغیرہ بھی نہایت جی کھولکر شمشیر زنی کی
جمعیت مرہٹہ کی پریشان کردی روسا مرہٹہ نے تنہاؤن کی دست ضرب اور بیشتر اپنی متفرقہ
فوج کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کرکے ساتھ کیطرف رجوع ہوئی اور
مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی اور جو کچھ اسباب بچ رہا تہا وہ بھی
مرہٹون کے ہاتھ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور ضروریات کچھ بھی نہ رہا دو تین ہزار آدمی آگے
اور پیچھے اور چند فیل سوار اور پانچ چھ ہزار بہلیہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طی کرتے تھے مرہٹہ کی فوج
چارون طرف سے کوشش کنان تھی اور مہابت جنگ سے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سے بھی
شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکھلاتے تھے نہایت استقلال سے چلے جاتے تھے جب شام ہوتی
کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹوہ کی راہ مین جو جگہ ناتہہ کی راہ ہے اور وہین پر
ہنود کا پڑاو ہوا کرتا ہے یہ لوگ بھی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش عنبر اسکے سوا کچھ میسر نہ تہا
مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے
اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نہ رکھتے تھے اس سبب سے مہابت جنگ کی لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا
امید زندگی اور فتح کی نہ رہی تھی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دن رات مین
ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تھی اور سب آدمی
درخت ماروکی جڑ سے پیٹ بھرتے تھے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر
ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تھی ایکروز مین پاؤ بھر کھچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی
شریک تھے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوئے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت
گاو ملا سبکے کھانے مین چند آدمی شریک تھے اور اس سفر مین جیسا کہ بردوان سے مرشدآباد آتے تھے مرہٹہ
کی فوج نے بسبب نہ پہنچنے توپ و رہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ کہ گولی نہین پہونچتی تھی
احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا - ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کی اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ
و غضب سے ہمراہیون کو ڈانٹا کہ بہائی ہو چکی سو ای ترک من ناز کر ترکے تمام شد ! افسوس کہ بھوکھہ و
پیاس کی صدمہ مین جان دے رہے ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سے ہاتھ اوٹھا کر ان کافرونکو
دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تھے اس کلام سے متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر
مین آپ اقدام کرین ہم بھی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کو عازم جازم دیکھکر سپر اور شمشیر اوٹھالی
اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روشن کرنے لگا - مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نرکہتی تہے طبخ طعام مین نئے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہی
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کی نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سی
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑ کر رو سیاہ فرار ہوی جبرا بیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم سے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نی بہی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے باری دو تین روز کے کہانی پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نی
مصطفی خان کی دست ضرب دیکہکر دور رہنا اور ترنا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتمین ہمیشہ کوچ کرتا تہا تا آنکہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا اوسے وہین پر گہیر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لا علاج ہوا یہ بات
نتہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرسے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون وہ حافظ حقیقی کی حمایت
دیکہو کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین بندہی
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہی اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہوسے نسی مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خاص کر جو سر و پا بہاگ
اور انکے سربراہ ہوئے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑ کر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوی ستے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہہ سے اونکی پاؤن اوکہیڑ دیے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا ایسی جمعیت فوج ہو گئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سی قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مددگار تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشدآباد سی جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہی مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نی یہ بہی خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آئیگی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نی قبل انکی ورود کی پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کر دیا اور غلہ کی انبار مین جسکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگا دی باوجود
اسکے حیوان و انسان نی جو کہ فاقہ رسیدہ تہی جلا غلہ کو غنیمت سمجہے کہ مہابت جنگ نی کٹوہ مین ٹہر کر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کی حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر منصوری پاکر سجدہ گذار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شائستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اوسکے پاس جا پہونچنے سے نہایت خوش ہوئے ازسرنو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ کے ملنے سے اور نیز اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی بابت وامان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ میں مقیم ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا خاک بنگالہ میں ٹہرنا دشوار سمجہا اور بیربہوم کی راہ سے اپنی ملک کو عازم ہوا میر حبیب نے شدت عداوت سے جو مہابت جنگ کی ساتہہ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار میرے ہمراہ کردو تاکہ مرشدآباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ میں لہذا جگت سیٹہہ کی کوٹہی وغیرہ لوٹ مارکر مال فراوان حاضر کروں بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش اسپ ہمراہ کردیئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ سے حفاظت نہو سکیگی جلد یلغار کرکے مرشدآباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اوسکے پہونچنے کے ایکروز میں پہونچکر جگت سیٹہہ کے کوٹہی سے تین لاکہہ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیکیا محلون میں بہی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر نکالا چونکہ دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطا اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت میں تہے وہان ہاتہہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آنے مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور تیسرے روز کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشدآباد ہوا یہ ساری سرگذشت سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں واقع ماہ صفر جاریہ ہوئی۔

بہاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ میں مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد میں تسلط ہاتہہ پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشدآباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیربہوم کے طرف روانہ ہو گیا تہا میر حبیب بہی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت میں لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ میں آیا اور بہاسکر کو کٹوہ میں مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا تاآنکہ میر ابوالحسن اور میر ابوالقاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جوکہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب ایکروز وقت شب مع چندرہ آدمیون کے دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ

ضروری عرض کرنا ہی محمد یار خان قریب بابین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مکاروں
نے سیبس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سی جو بہا سکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب
بٹہالا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیبس راو مذکور کو بولا کر مسند دولت پر جانشین کر دیا بعض دیگر تجار
مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہہ اوسکے ملگی اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ
بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہا سکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیبس راو
ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا مہابت جنگ نی دیکہا کہ فوج
قلیل رہگئی اور کبہی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر ہو چکی بہر حال اوس سال مرہٹہ کا اخراج
ناممکن سمجہا مرشد آباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی کہی اور تار پور مین شکار گاہ کی مرہٹہ کی فوج نے
دو ایکمرتبہ پلاسی داودہ پور تک آکر دیہات اطراف کو جلا کر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینہ کے بعد دریای
بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریاے مذکورہ کی ہی مرہٹون کی تاخت تاراج سی اودہر
کے دیہات محفوظ ہوئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام جنگلہ بردوان اور مید نی پور کو
بالیسر تک زیر قبضہ لائے مید نی پور کا فوجدار میر قلندر نی جسبطرح ہو سکا اس مہلکہ سی رہا ہوکر گوشہ
اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نی بہی غنیم کے ہجوم سی تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع ہوگلی
اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبر نگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشد آباد اور گنگا کی اوسطرف
کے ممالک مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہون نی مدت سی ایسا معاملہ دیکہا نہ تہا
بلکہ کانون سی سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار
مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رام پور بولیا وغیرہ مین جا کر مقیم ہوئے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی
گنگا پار عیال کو دہ کا رہی اپنی جو ایکر وزہ راہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب
کے وہان پر جا کر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نی خاص خاص آدمیونکی
ساتہہ مرشد آباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نی تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہ روپیہ
جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سی آنا اور نیز بادشاہ سی استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشد آباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹی داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا خط لکھا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کی خالو کے نام بھیجا کہ جسقدر فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننی سی متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سی استیصال بہوجپوریون کا میسر ہوا تھا اور اب نفع اوٹھانی کا وقت نزدیک آیا تھا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زیر تجویز ہے بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چندے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان بہادر سے اپنے دولتخواہ سی مشورہ کیا کہ کسطرح ادا سے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سی کیونکر دلجمعی ہاتھہ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سی ارشاد فرمایا مجھی اوس بزرگ کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت سے ہر طرح دلجمعی ہو کر کمک کی جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نی جواب دیا کہ بندہ دولتخواہ ہی جو کچھ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نی فرمایا کہ مجھے اسوقتین دو امر سے زیادہ کوئی تشفی نہین اول ادای تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجئے بخاطر جمع مہابت جنگ کی اعانت کو روانہ ہوون والد مورخ نی جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ مکتفی ہو ظاہر ہی کہ فدوی کو میسر نہین ہان اسقدر ہو سکتا ہی کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچھ قرض و وام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہی مخالف کا گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سی خوشنود ہو کر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہی کہ جسطرح ممکن ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ اسکی تعمیل کا متعہد ہو کر گھر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور رسالدار تھا اس مقدمہ کی گفتگو جو ہیبت جنگ سی درمیان مین آئی تہی بیان کی انہون باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلا کر باتین مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سی روپیہ لیکر سپاہ کو تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکھ دئے اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے ایک ایک سند مہر دار کے واسطے لی تاکہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کر لے جب ہیبت جنگ کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور خود تاریخ

مسعود کو جعفر خان سکے باغ سے مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر سکے مع پانچ ہزار سوار اور چھ سات ہزار پیادہ سکے مرشدآباد کو نہضت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بھی اپنے مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کے سپاہ مجتمع کرکر مرشدآباد کو عازم ہوا قبل حرکت عبد العلیخان سکے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرع لکہاتہا سے مازیاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکہا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشدآباد دہوپنچے اور مہابت جنگ نے عندالملاقات عبد العلیخان بہادر سکے معانقہ سکے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا سے خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تہے آٹھ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ جنگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوسئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ سکے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوسئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہین سارا سامان جو ایسے دنون مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ سکے لیجانے کو حضور سے آیا تہا اور مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکہتا تہا عظیم آباد مین ٹہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگامہ مرہٹہ سکے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکہی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ اسے قوم مرہٹہ کہ فدوی سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد مین ٹہرایا ہے تاکہ تا انفصال مرہٹہ آرام کرسے اور فدوی امیدوار ہے کہ اسلیے وقتین حضور والا سے کوئی سردار مددپر تعین فرمایا جاوسے اگر خدا نخواستہ فدوی جانثار ہوا سلطنت کی شان و شوکت مین خلل آجائے گا اور اگر سمارن حضور جو موقوف خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا جز گیری فدوی کی معذور غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی عرضی بادشاہ سکے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہوکر امراسے حضور سے مشورہ لیا اور نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخلصان عاقل مین تہا لکہا عمدۃ الملک اور جمیع دولتخواہون نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع فدوی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تھا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تھا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتھ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگھوجی بھوسلہ نے مصدر فساد ہو کر بھاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بھیجا ہے اور انہون نے فساد اوٹھایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بھوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشدآباد سے آنا بھاسکر کے رزم کو اور بھگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے چلکا ر تک اور آنا رگھوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجہاے جرار آراستہ کرکے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلیخان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بھاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ ہوا تھا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کے شہر مین چھوڑا اور خود دریاے بھاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بھاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹھہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بھاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گھیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور پہلو پر چپاین لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کے ٹھہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اونکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہہ صلاح ٹھہری کہ شب تاریک مین دریاے بھاگیرتی سے پار ہو کر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوتر جاوے چونکہ دریاے اجی سے دو نو طرف کنگارے دریاے بھاگیرتی کے مرہٹہ کی ہاتہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہی لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجہی تمام مع فوج دریاے بھاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج نے کہینچکر کنارہ بھاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہو کر پوچہا بہی تو اہل کشتی نے جواب بنا بنا دیکہ لشکر غافل ہو رہی تہا نتک آخر ہو نے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بادشا

سے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جوانمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفی خان اور شمشیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار پاپیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کر کے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اژدحام
رکہتا ہی چاہیے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے چہپا کر مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کر کے ملحق ہو یکہ تازون اور رزم جویون غرضکہ بسرعت عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اژدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تہا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہوگئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تہے اور اوس غار سے بےخبر تہے اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریاے عدم مین جا سماے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہی کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بند و بست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
فدویت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اوسکی اور پل کی تجدید کر دی اور پہر
آشنایان بحر و غازی پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کے قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکہا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کر لی تو اندہیر برپا
کر دینگے کچہہ بنائے نہ بنیگا لاجرم تائید غیبی پر تکیہ کر کے شمشیر برہنہ بہیئت مجموعی اوس بیشمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑ گیا کہ صابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبرون کو شمشیر
خون فشان کے گہاٹ اوتارا صابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریا کے اچی پر چہوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تہوڑی سے توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کے پار پہونچکر صف آرا ہوے اور صابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کو پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تہے سب تہ تیغ ہوئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تہی جلدی مین جو لیتے بنا تہوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چہوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پہر دلجمعی سے دیکہا کہ چندان کثرت نہین عود کر کے قریب نصف یا ثلث
میل کے پہونچے اور صابت جنگ کی فوج آراستہ اور بہاری بہاری توپین گردون شکوہ پیرا
دیکہتے ہی جو اوسان کہو دیے دم دبا کے اپنی راہ لی صابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہو جانے سے ملال تہا اس فتح کے ہونے سے کمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس روپیر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہے اونکے ورثا نی لاشین نکلوالین اور
اور ہتہیار اور لباس علیحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مُردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کا کبود تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بر تو پہنے ہوے تہے اور مرنا بہی حالت عرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اون سب
طعمہ عرق اجال ہوے یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹہرنے کی تاب نلاکر
پچہم کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ پہونچا جہان
انبوہی درختان سے وہم و خیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین نجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل لشن پور کو چلا اور وہان سے چندرکونہ لیجا کر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکے شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کے اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کشوہ ہوتے ہی مضطرب الحال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی سے استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئے بہاسکر کے پیر اوکہڑ گئے
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کو لائق تعاقب کنان ہوا بہاسکر پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نہ تہی اسیطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چیکا تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا سواد وستا کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہے چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کے مارے جانیکا آزردہ اور رفاقت سے جان نثاری
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان الموسوم بہ مصطفی خان کو جو کہ حسب الطلب اپنے بہتیجے کے آنسے سے آیا تہا

صفات صوبہ لاہور سے مع رفقائے چند کے آکر ملازم مہابت جنگ ہوا مہابت جنگ نے صوبہ داری کٹک پر مامور
فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس
مصطفیٰ خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہ رام پسر
راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان میں خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی
مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معاودت
ہوا اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبدالنبی خان کو بطور مدد کو نصیحتیں کہ موافق وقت ہوں گوش گذار کین
اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع سرا دروازہ دون اور باقیماندہ فوج اور رفیقوں
کے معاودہ ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنے دار الملک کے
طرف سنی اور سوچتا میں بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر میں تھا ایکروز مصطفیٰ خان
سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہو اور ہم مرہٹہ کی مدافعت میں مصروف پس اگر
اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفیٰ خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہیں
ایک کو حضور تنبیہ کریں دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے
تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت میں مہابت جنگ نے سنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو کمک
کو آیا ہے مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار
محمد شاہی میں پہونچا قدر دانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب
حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص
کے صادر فرمایا اور اسیوقت میں بموجب استدعا کے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو
خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمصام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور
عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفیٰ خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی
با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے ۱۱۵۵ہجری میں آخر شوال یا اول ذی قعدہ
صفدر جنگ عظیم آباد میں معاودت کرکے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوئے سنہ مذکور کو
بھاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کے آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد
ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بھوسلہ اور بھاسکر پنڈت ۱۱۵۶ہجری میں وارد قرب جوار
مرشد آباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب
ملاقات صفدر جنگ کے مرید خان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

کے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی اپنے محل زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد میں اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کی اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ فدوی بموجب حکم حضور صاحبت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہیں اور میرا صوبہ زمیداران متفنی اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سی ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارہ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سی دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکہی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاے گنگا سی اوترا اور قلعہ چنہارہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سی کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر احیاناً عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سی ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سی والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بروقت قرب استقبال کیا جاوے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ و قشون مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت برپا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی ۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکہتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابقہ

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سے تھی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو وسیلہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے مہابت جنگ کے عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تھا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تھا اور والد مورخ بھی اسی زمرہ مین تھا اس سبب سے باہم گر بڑا الفت و اتحاد
تھا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تھا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکھتا تھا پس ایسے
وقتمین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ بیشتر سے اور پھر صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکھا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تھا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کر کے مورد الطاف و عنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور بیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کی محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹھ گئے تھے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے راتکیوقت خواص و جواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کو پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعد ازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بھی علاحدہ مکان مین
متصل اپنے گھر کے لا رکھا صفدر جنگ بکمال جاہ و اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کے جو عظیم آباد
مین دفن تھی اور وہ مکان سعادت خان کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پورہ مین
جہان لشکر تھا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمینداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور و نخوت بہت تھی اکثر مردم عالی شان سے نہایت کمینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بیدل و ناراض
ہوئے بعض عمدہ منتخب ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چھوڑ گیا
تھا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دو اور اونکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بھی امیر اور
حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہیے تصرف
مین لائیے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لایق اوسکے
شان کے نتھی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت بُری معلوم ہوئی صفدر جنگ کو

خط مخالفت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آیئے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ
کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون سے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی
جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپسی صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے
اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری
کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاود ہو — اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور
عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر
وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہوگیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کی ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو
بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کی اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کی جو کہ باجی راو
والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تہا اور چند سے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک
کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تہے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکہتا تہا صفدر جنگ
نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گہاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر
گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو
کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد
مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

دراندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تہا ساتہ صفدر جنگ کی
وساطت مرید خان سے جسطرح پر ذکر ہوچکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ ہیچ خیال والد مورخ کی نہ تہا
ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ
کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال
رکہتا تہا جہول خوردون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن مصلحتاً
چند روز ظاہر نہ فرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور خود سرخی
کی مدد سے مستغنی ہوا راز دلی ظاہر کر کے راے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور
وہ چند روز کی بعد سہل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نہ رہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا آتنا سے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب دکہنیون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بھی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان قریشی جو کہ
دو پرگنہ اچہا اور کوہ صوبہ عظیم آباد مین اقتدار رکہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤد نگر کے وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نجاض
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکے خندق شاک
سے غوث گڈہ کے خندق نمودار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کی دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہو کر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کی اوڑنے سے عظیم آباد
کے لوگ بیجان و ہراسان ہو گئے اور والد مورخ سے رجوع ہو کر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کے سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائی والد مورخ نے اپنے لڑکے بالے دریا پار
روانہ کر دیئے اور بعض صاحبان دولت کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجا چاہیی باقی بندہ بہرحال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہی
حسب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کی شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہی ہر چند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جا بیٹہے مگر فرط غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کو زور تہی واقف حال استقبال تہی اونہون نے شہزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہو کر برخلاف عادت کے شہر کے گرد پہر کر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشاء اللہ تعالے جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا۔ شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اونکے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول ہوتی ہی مثنوی بشارہ
الامامہ مین جو کہ مورخ نے تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکے کے درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بہمین افضال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کے اقربا مین ایک شخص گوبندجی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کے حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضاے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانات گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

سلہ جگہ ہی اوسکو نیچا پاکہون جنت کے ۱۲ سلہ جو کہ چاہیے دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرنا طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کے ۱۲ سلہ بدلہ نیکی کا نیکی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہیے کہ بار احسان سے مجھ سبکدوشی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملو سے شفقت و کرم مع بعض تحف تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطر سی آرام کیجیے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد میں کسیطرحکا تعرض نہوگا بفضل الٰہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا حمداً ثم حمداً کہ الحمد اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہے وہان کی خلق اللہ کو راقم نے مشکور و ممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نے خدمات مناسب کین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہے نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنے کی بہت اخیار یا وہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی ۔ القصہ بالاجی راو داؤدنگر سے بالا بالا انگار ہے اور گیا اہنورا اور بہار ہوتے ہوے مونگیر اور بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبون مین اوسکے پہونچنے سے آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تھی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور و مرور دریا نکرسکی ناچار اپنے مکان کا دروازہ بند کرکے مع چند قرابتیون اور متوسلون کو جو اس تہیدستی اور پریشانی میں رفیق تھے بیٹھی اور حفظ عصمت کو مستعد مدافعہ ہے جب اوس خانہ در بستہ سے آتش جنگ و جدال اور صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینے گئے بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی بپاس حفظ آبرو مع چند رفیقون کو مستعد جنگ ہے اب تک کسیکو جرأت نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکھے بالاجی راو اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سے خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سے عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بھیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نکر جاے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ مکان مین ساعی ہون کچھ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود پیشتر سے کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سے گذری سواران متعینہ بھی ضعیفہ شجاع سے رخصت ہوکر داخل لشکر ہو سلیے بالاجی راو نواح بیرہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشد آباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سے رگھوجی بہوسلہ بھی بہا سکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشد آباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سے ملاقات ہونا اور رگھوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر شکر گنج کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ بھی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تھا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بحال

سبب ... خدا کے واسطے ... [illegible]

شان و شوکت اپنے خیمہ میں لیگیا دونو ایک مسند پر بیٹھے گویا کہ اقتران مریخ و زحل نمود تھا کہ مناسب
خون ریزی کا نتیجہ بجا لایا بعد تکلفات اور رسمیات عطر و پان کو ساتھ دوستی کی دوسرے روز بالاجی راو بہ رسم
بازدید سوار ہوا مہابت جنگ بھی لب فرش تک آکر بکمال خاطر داری مسند پر لیگیا اور اکثر
انتظام سلطنت اور اخراج رگھو مخالف کے مقدمہ میں گفتگو رہی بعد تواضع عطر پان کے موافق
ضابطہ فیل و جواہرات کی خوانچے اور ملبوسات عمدہ بالاجی راو کو دیکر رخصت کیا صبح کو مداخلہ غنیم کی استدعا
بالاجی راو نے جواب دیا کہ کئی برس کی چوتھ نہ ملنے کی وجہ اول بتلانا چاہیے مصطفی خان اور مہابت جنگ
نے اس سوال و جواب میں حرف ریزیاں کیں آخر روپیہ کا حساب ہوکر مہابت جنگ نے اوسکے ادا
کرنے کا ذمہ کیا اور استدعا سے سواری کرکے تنبیہ رگھوجی بھوسلہ کو خود عازم ہوا مگر بالاجی راو
نے مخالفت کی مہابت جنگ بھی بمقتضاے وقت خاموش ہوا اور ناچار زر معہودہ بالاجی کو
بہ التماس تنبیہ و اخراج رگھوجی کا کیا ـــ رگھوجی بھوسلہ جو کہ بابین کٹوہ اور بردوان کے مقیم تھا
اس اتفاق ہو جانے سے خبردار ہوکر اور اونکے مقابلہ کی تاب نہ لاکر غربی بنگالہ کے جنگلوں سے روانہ ہوا
دوسرے روز موافق وعدہ کے افواج ظفر امواج رگھو کی تعاقب میں موج زن ہوئی رود خانہ
بھاگیرتی سے بنگالہ کو عزیمت ہوئی بعد ایک دو کوچ کے بالاجی راو نے مہابت جنگ کو کہلا بھیجا کہ آپ کی
فوج جیسا کہ چاہیے سریع القدمی نہیں کرسکتی لہذا بندہ مرخص ہوتا ہے عنقریب مدافعہ رگھو بھوسلہ کی
خبر معلوم ہوگی بعد اس پیغام کے بالاجی راو سے ہوا کہ گھوڑے سر کاٹھی باندھے نہایت شتابی سے
رگھوجی کے سر پر پہونچا رگھوجی نے بعد محاربہ شکست کھائی پہاڑوں کے درہ سے اپنے ملک کی راہ لی
اور بھاسکر جو میدنی پور گیا تھا اس خبر شکست کے سنتے ہی سراسیمہ ہوکر دریا سے کٹک سے نکل بھاگا
اور بالاجی راو بھی فائز المرام دکن کو لوٹا جس وقت کہ بالاجی راو رخصت ہوکر دکن کو چلا اوسکا وکیل
کہ بعض مقدمہ کے سوال جواب کو مصطفی خان کے پاس آیا تھا اور گفتگو نا وقت بخیال تسلط اور اقتدار
اپنے موکل کے کچھ کلمہ نامناسب زبان پر لایا مصطفی خان کو نہایت ناگوار ہوا خوب سا پٹوایا وہ آزردہ
ہوکر چاہتا تھا کہ بالاجی راو کے پاس جاکر فساد اوٹھاوے مگر مہابت جنگ نے معاً خلعت و اسپ وغیرہ بوجوہ
کرم سے خوشنود کرکے رخصت فرمایا اور راستے نہایت خوش ہوکر مہابت جنگ کی تعریف بالاجی سے
کی کہ مہابت جنگ کا مقصد دلی حاصل ہوا کہ رگھوجی اسی ملک کو عازم ہوکر ہرگز اسے متصدی ہوا اور
مہابت جنگ نے مصطفی خان سے کہا کہ یہ بہت بری حرکت ہوئی تھی اوسنے عرض کیا کہ اگر یہ حرکت کرنا حضور
رگھوجی کو سمجھتے اور بندہ بالاجی راو کو عدم کی بستی دکھلاتا سید ساتھ آخر محرم الحرام یا اول صفر سنہ ۱۱۵۶ ہجری میں

واقع ہوا — القصہ بالاجی راو کے بعد جانے کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ گھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تہا مہابت جنگ عازم مرشد آباد ہوکر اپنے مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشد آباد سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک عظیم آباد کو چلا انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا ٹہراگوار تہا اوسکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر لگے حسین قلیخان معزول و معتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری میر قلندر نے پائی حسین قلیخان وارد مرشد آباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا روپیہ دیکر گہسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تہی اپنے طرف متوجہ کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کے کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پہر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت و پارچہ وغیرہ کے دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان اپنے مربی شہامت جنگ کے مسند پر بکمال استقلال و استبداد روانہ منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تہا عطاء اللہ خان کو اپنی طرف سے بہاگلپور کا فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی بیخ و بنیاد کہود کر بلبہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنی نیابت پر حسین الدین خان اپنے بہتیجے کو مقرر کرکے رکہا اور خود مرشد آباد چلا آیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تا آنکہ نصیب نے پلٹے کہائے اور سراج الدولہ نے ناحق مار ڈالا اور اوسکا خون نے مانند خون سیاوش کے کہ اوسوقت مین واقع ہوا تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سررشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حد و عظیم آباد مین آکر بنابر انتظام پرگنات سنوٹ اور بتیاری کی اقامت کی [illegible] وجہ کہ چونکہ والد مورخ سے سرگران تہا اور پرگنات مذکورہ بالا [illegible] کیا کے کوہستان تک انکے زیر علاقہ تہے اور سرس اور کنت اور جگانوان اور شیرگہاٹی اور کوئی [illegible] کے [illegible] مین [illegible] ہاں کے زمیندارون کو آپ کے ساتھ توسل تہا مخصوص راجہ سندر سنگہ نہایت اخلاص رکہتا تہا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ ان لوگون کو اپنی طرف متوجہ کرلے

اور والد سے منحرف اور نیز متنبہ اکثر رعایا کو کی کہ صوبہ کا بندوبست اپنے وساطت سے کرو اور بھو راجہ کیرت چند پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اُسنے ہمراہ لایا تھا اور اپنا مدار المہام و دیوان خاص بنایا چاہتا تھا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلے سے کیا کرے بہر حال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جوابمین لکھا کہ ہم خود عنقریب شہر مین آتے ہین وہین پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان شہر کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح مین غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب وطاقت باقی تھی وہان کا ٹھہرنا مناسب نجانا تا شب قطع راہ کر کے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکر متصل تالاب میٹھی پور کے ہیبت جنگ سے جاملا ہیبت جنگ جو گھوڑے پر سوار تالاب کے لگر کی آڑ مین ٹھہرا تھا اور والد مورخ کو دیکھا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گھوڑون سے اوترے اور راجہ نے بکمال معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر گھوڑے کو آگے بڑھایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑ کر ٹھہر گیا اور والد نے ٹہر کر نذر دکھلائی ہیبت جنگ نے سوار قدم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے تھوڑی دیر ٹہر کر اپنے بھائی مہدی نثار خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادہ کلمات سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صاحب جنگ تمہاری طرف سے بدگمان ہین اور مجھو انکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا ملال دور ہوگا بدستور بحلہ مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنا بر غیرت وحدت کے کہ خصلت جبلی رکہتا تھا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کو مورخ حرم سرا مین آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر کیا اور ساعت مختار کو کہ چبیسوین رجب المرجب سنہ ۱۱۶۰ ہجری تھی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت عین شہر مین نقارہ کوچ بجا کر سوار ہوا اور ترک رفاقت و نیمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ دہلی جانے کا کرکے باغ راجی بالکشن وکیل ناظم مین نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجود یکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اپنے دولتخواہون جانتا تہا مگر اپنے بڑے بہائی کی مفارقت
سے شکستہ دل ہوکر بخشیگری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت
دی اور معتمدون سے بہی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاوے
حیدر نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشہ سمجہے کہ ایسا نہو بہوجپور سے زمیندار
کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا اغوا سے والد کے ساتہ کچہ مکر و فساد کرین
حیدر نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات
مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ اودہ مین کہ دارالملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی
روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل
ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ
کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ
باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین
درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ وبہار
مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا اونکو گذرنا پایا تہا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہے مین سلسلہ وار بانتظام
بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا
مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و اودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکن کا حال
جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے انشاءاللہ بہی پہنچیگی اور اسی پر اعتماد
سب کا ہے

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکو بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک
گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے
بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکی مٹی سے دیوار کا پشتہ بنا دین
حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بہی
آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کے مکان منہدم ہوے جن لوگون کے مکان
تہے باوجود ضروری کہودنے کے غریبا دکر شروع کی چونکہ غرض تو حفاظت عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر
ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بنکر تیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

کہ مکرر کردہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات کے اوس حصار مین آکر صدمہ
حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ نے مرہٹہ کا ہاتھ
نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تو بہت شکر گذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر
بنای قلعہ سے نہایت محفوظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتا لگا
اکثر اوقات بندہ مورخ کے مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تھا اور تمام سرکار ترہٹ کی حضور سے لیکر
ارادہ آبادی پرگنات مذکور کا نہایت رکھتا تھا لہذا ترہٹ جانے کا بیچ گنگا پار ہی عازم ہوا چونکہ مورخ
کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکھتا تھا اور اوسکی مفارقت گوارا نتھی اوسکو
مکان پر آیا اور ساتھ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا بھواڑہ مین جو کہ مقام سکونت
راجہا سے گذشتہ کا تھا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز
دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تھا بعد ازان جب اوس قصبہ
مین بڑا عرصہ گذرا اپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو
اپنے پاس بلا لیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزو سے ملاقات بہت ہی اگرچہ ہرج نہو مع
فرزندان دلبند کے اسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اون دنون ہمراہ
والد شاہجہان آباد مین تھا اور مصطفی خان بنا بر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے
پاس تھا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینون دوسرا نظر نہ آیا -

مصطفی خان بہادر ہیبت جنگ کا عروج اور راجہ کرم چند کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جیسے سابق کی لڑائیون مین بہ نسبت دیگر رفیقون کے کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت
دکھلائی تھی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہو کر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور
اسکے بعد پھر مکرر بارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور ساتھ ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچ ہزار سوار
اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تھے اور بعد وفات عبد النبی خان کے اوسکا لڑکا عبد الرسول
خان بمنصب پدر سرفراز ہو کر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری
اور پالکی جھالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ
اسباب امارت اسکے بھی مہیا تھا ساتھ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور دخل امور ملکی
اور مالی مین دخیل اور فرقہ سپاہ کا تو اسقدر ہیبت تھا کہ مہابت جنگ کے عزیز و اقربا وغیرہ سکا

توسل ڈہونڈہتے تہے خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا نہانک تہا جی
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہے مگر مصطفی خان کی اقتدار سے عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سی رخصت ہوکر وطن دیرینہ اپنے سے کہ محمد شجاع الدولہ مرحوم سے وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا ہجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی چاہتا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ بنگالہ
کنک کو بعد تہوڑی سی بہی فائدہ کی خدمت نکرتا تہا مہابت جنگ نے اسکا پاس خاطر کیا اور حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دنیا خدمت ہوگلی کا مضمون جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کی آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضاے برشگال کی ششماہہ
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن میں تہا اپنی رفاقت میں رکہکر
چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور میں حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
میں بیس ہزار سوار سے اوڈیسہ اور بنگالہ میں داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر مصالحہ ہوجاے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ چونکہ متواتر سفر اور حرب وقتل سے ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ یہی
چاہی کہ بے جنگ کی بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سے مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کی بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام مہابت جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر وتزویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوے مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع میں آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نے اسکی دام میں آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کی جو اوسکا معتمد علیہ تہا
ساز دلاسے واقفیت فرما کر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کی لانا چاہئے
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے مشار الیہ بہاسکر کی پاس جو کہ حوالی کٹوہ میں وارد تہا حاضر ہوکر
اور اودہر مہابت جنگ بارادہ اسے باقی النضیر کے خود مرشد آباد سے نہضت کرکے محال منکرا میں
کہ کنارے دریاے بہاگیرتی کی ہی آکر خیمہ کیا تہا اور دہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مقدمہ کی
گتنے افسانہ وافسون پڑہے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کہ
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہوکر واپس ہو جاے تو بہاسکر بہی

ملاقات کو آوسے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکہا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراول
کو ہمراہ لیکر معاودہ ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان باہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بے نظیر تہا وہ وعنت
قار بلاکہ وہ ہزار جان سے فریفتہ ہانون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوال جواب
رہی مہابت جنگ ہمیشہ تحفہ جات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور یراق وغیرہ اشیاء ولفریب
بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی
ہم نہوتے تو خود بخود بے طلب مہابت جنگ کا اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت
مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان ان مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا
اخر الامر بنا سے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوگئا اور میدان منکرا ہو کہ
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچہ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج
مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا۔ آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز
کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سراپردہ
لگاکر درمیان مین میدان وسیع وطویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر
مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سوا سے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے
اس سرکہ مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بہی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہتے تہے
اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب وسوال کے صاحب عہد وپیمان تہے بہاسکر کے لینے کو
گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار وتیار تہے اور
معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے
اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات
بہاسکر کے اسکے سوا کہڑا کیا گیا ہی وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکی
حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
تحسین وآفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ راسے اسکو بہی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ
بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہرکارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کے روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کھڑے ہوے تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کی
اندر پشت کے طرف استادہ تھا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی عمدہ داران
ہمراہی کے بہانے سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس ۲۲ سردار اور باقی اونکے تھے تابین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر پا دیان سے اوترا اوسکی ایک طرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتھ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قراول بردار دیگر اشخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر در دست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کی میدان کا سطے ہوا تھا
کہ مہابت جنگ نے پوچھا کہ بہاسکر کون ہی لوگون نے جو پہچانتے تھے مانند حکیم بیگ وغیرہ کے انہون نے
کہا کہ وہ یہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس مغرور کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تھے کچھ نہ سمجھی حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑے
اور مصطفی خان نے پانچ چھ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تھی کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقاے مصطفی خان نے اس حال کو دیکھتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نے سبقت کرکے ایک ایسا ہاتھ بہاسکر
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہوگیا — بہاسکر کے بھی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑے
شہر والے جو تماشا کو آئے تھے نہایت اضطراب مین ہوے لیکن نامردون نے فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرادیے مصطفی خان اپنی فوج کی طرف دیکھکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بھی کہلا بھیجا کہ حضور بھی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تھا سپر اور شمشیر لیے استادہ تھا چند نفر اوسکے محافظ تھی فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تھے اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تھا کسی نے عرض کیا کہ یہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تھوڑی دیر مین کہوگے کہ مہابت جنگ ایسا گھبرایا کہ
جوتی کی بھی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتھی پر سوار ہوا مرہٹہ کی سردار کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچھی لوگون نے کہا کہ تعاقب مرہٹہ مین روانہ ہوگیا
اور کہہ گیا ہی کہ حضور سوار ہون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام بہاسکر کا سر دیکھکر

حکم ستادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تنقیح ہو جانے گذشتہ ہونی بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفی خان نے بہاسکر و غیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سے مطمئن کر کے چاہتا تہا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی چغلی باتوں مین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہو گائی کوار نے ہر چند مصطفی خان و علی قراول نے
اسکو بہی فقیر سے دیکہ کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے جمع کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثناے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہرحال افغان
و خیز ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کی صبح و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کار و بار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکہ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتح مذکور
کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ہبر جنگی اور نوبت واسطے مصطفی خان اور نیز دیگر
رفقاے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان سے تلوار کا زخم کہایا تہا اور رفقیر الله بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطاے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
و شمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفی خان کو خطاب ہبر جنگی اور نوبت اور منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا —

مہابت جنگ اور مصطفی خان کی ناچاقی اور مصطفی خان کا مرشد آباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین
احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفی خان پر

جبکہ مصطفی خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سررشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اژدحام رکہتے تہے کہ کسیکو ایک افغان
سے بہی مجال نفس زدن کی نتہی ہر چند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکے کی تہا مگر بسبب
استیلاے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہے بنا بر علی ذالک لہذا ذراسی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذراسے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہوجاتے ہین اور ادنی سی طمع پر سالہاے دیرینہ کا حقوق

بہولجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جاتے تو اسکے انتقام مین نہایت سخت ہوتی ہین ہرچند
مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی
تہا مگر لالچی تہا دولتہا سے بنگالکو دیکہکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان بہی
اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آئے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور
مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا
مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا
تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن
بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب جو
اسکے کہ مستحق کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بد اخلاقی
پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ
ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان
نے اور دل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار مین
خود بہی آنیکا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر تہا
ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ
دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سراے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی
بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہہ قریب پہونچے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ محلسرا مین
چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولتسرا سے کوئی حرکت
ستوحش احساس ہوئی تو سمجہ ہوا کہ شاید کچہہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ
خیال کرکے اپنی اپنے گہرونکو چلدیے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان
مذکور جو مدت سے متمرد اور مہابت جنگ سے غیر مطمین تہا فوراً اس صدا کی سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ
کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ ہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے
شہامت جنگ فوراً اسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا
کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے
رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کی توسل سے جو کہ سپاہ کا نزدیک معتبر تھا ہرچند چاہا
اوسکی وحشت دور ہو مگر کچھ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام میں شروع کر دی
مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہو کر نہایت پریشان خاطر
ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تھے سالہا سال ملاحظہ کیے تھے لڑائی کے اسباب و کارخانے
ہونے لگے شہر مرشدآباد میں مہابت جنگ کی ملازمان دو لک تنخواہ جمع ہوئی دارالامارۃ سے چھاونی تک
سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان
اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرای
متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و حیدرن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ
مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان آمد و رفت
دربار کی کیا کرتے ظاہر میں مہابت جنگ اور باطن میں مصطفی خان سے ملکر دونو کو خوشنود رکھتے تھے مہابت جنگ
بھی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہو کر ظاہر میں تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا تھا
اور مہابت جنگ عجب دغدغہ میں تھا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تھا اور بنابر ملاحظہ خدمتگذاری
اور اوسکی جانبازیوں کے مفارقت بھی گوارا نتھی اور لڑنا بھی امر دشوار تھا کیونکہ مخاصمان شجاع اوسکے
رفیق تھے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کے تنہا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب
کرکے سوار ہونا چاہتا تھا کہ اوسکے بھتیجوں نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ
مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہو کر کہا
کہ اب وہ باتیں باقی رہیں اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال میں اپنا اقبال
چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری کا ہے اول ہم لوگوں کو ذبح کر ڈالئے بعدہ اوسکی گھر کی طرف قدم بڑھائیے مہابت جنگ
نے ان سبھوں کا التماس پر خیال کرکے فسخ عزیمت کی اس عرصہ میں رحیم خان نام مصطفی خان کا ہراول
بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چھوڑ کر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بھی اپنا عروج
مصطفی خان کے اخراج میں چاہتے تھے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوئے مصطفی خان نے مرشدآباد
کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجھی یا بحسب تقدیر پرواہی گواہی نہ کی بہرحال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد
کا حاصل کرنا سہل سمجھکر اوس طرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان
نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کی تنخواہ بدون دینے قصیحہ اور
موجودات کے بھیجکر درخواست عطا سے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

سترہ لاکھ روپیہ بھیجا اور مصطفی خان نے اپنے آدمی بھیجکر جو دہری سو گاڑی وغیرہ باربرداری منگوا کر اسباب
لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مہابت جنگ
نے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بھی مشمول عاطفت فرما کر خوشنود
و مطمئن کر دیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کے مصطفی خان کے رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہے جب مصطفی خان نے راج محل پہونچکر بعضی توپین اور ہاتھی جو وہان تھے مع ساز و سرانجام
منتخب کر کے لے لیے اور صاف باغی ہو گیا۔ مخفی نہ ہو کہ جب مصطفی خان نے ایفا سے عہد مین مہابت جنگ
کا حیلہ دیکہا تہا اپنے بہائی چچازاد عبد الرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا
لہذا عبد الرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کر کے مع اپنے رسالہ کے مصطفی خان
سے آملا۔ اسکا باپ عبد النبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تہا میر عبد العزیز جو کہ سادات سمانہ مضافات صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دارون مین
منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سے نقل کرتا تہا کہ عبد النبی خان ہمارا ہمسایہ وطن ہمراہ تھا
جسوقت کہ مصطفی خان نے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سے کہا کہ سید صاحب کو خبر ہو گی
مصطفی خان کو داعیہ نمک حرامی ہوا ہے بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہے اگر مصطفی خان سے شریک ہو بخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمک حرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہو آشنا و بیگانہ کے طعنہ سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت و آرام پاکر بیٹھہ رہا جسکی بدولت
اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتھ نہ دیا۔ کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کے حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکہ دونو ندامتون سے رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہے
جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفی خان کے ایک عارضہ مین مبتلا ہو کر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا۔ اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہے۔ القصہ جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبد الرسول خان جو زور
بازو ہی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ نے کٹک کو اپنے نائب سے خالی پاکر راجہ دولبہ رام پسر راجہ
جانکی رام کو جو پیشتر عبد النبی خان کے عہد سے اوس صوبہ کا پیشکار رہتا اور اسکے بعد عبد الرسول خان
کی بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالردار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی صابت جنگ نے اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو جسکو بہت پیار کرتا تھا لہذا اوسکو لکہا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم ہے کہ بہت جلد دریاے گنگا کو شمال کی طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ مصطفی خان کا کرینگے اور جو تم تنہا لڑوگے مفت لقمہ اجل کے ہوگے اور کچھ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد میں و رمیدان باغ جعفر خان میں مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان بہر جنگ اور صابت جنگ کے درمیان میں واقع تہین برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم تردد شہر سنی اور نیز صابت جنگ کی تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ بہی ہوئی کہ بموجب تحریر صابت جنگ کے تعمیل ہو کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کے ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور غیر ملازم اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑون حرب و ضرب مین دست زور دکھلا چکا تہا اور مصطفی خان بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر و شمشیر مین وہ دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکھتے اور بر وقت مناسب سوار خواہ پیادہ ہوکر سر کرتے تھے علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتھی وغیرہ تہا خلاصہ یہ ہی کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کے پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ تفنگچی سے زیادہ نتھے اونمین بھی بعض بیرونجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تھے اور بعض رفقاے احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تھے مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر امر مین مشیت ایزدی ضرور ہے بیش و کم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکے حصہ مین فتح و شکست ہے بموجب آیہ کریمہ کے کما قال اللہ تعالی عز و جل کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بیدل کا ولولہ کیون رہے اسے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکہین کسکو دکھ سکے ہنسی ہوتی ہی تقدیر کسکو سرنوشت کو روتی ہی ہیبت جنگ چونکہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا اور برابر آتے تھے جعفر خان کے باغ مین آٹھرا عبد العلیخان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدت مند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سرانجام اسباب اور فراہمی سپاہ مین ساعی ہوا
فائز علی خان بخشی تہا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہور اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر احمد اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسین خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقاے خیر اندیش کو مامور کیا کہ اتنے جوانان جنگجو براق
و خوش اسپہ کی بہرتی کیجاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہوں مقرر کرین اور
زمینداروں کو بہی طلب کیا از انجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور زبردست خان سارے نبیرہ
کے کہ وہ بہی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کا تہا اور بشن سنگہ زمیندار سرس کٹنبہ اور پہلوان سنگہ اور
توہد سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جین پور کے اور سرب سنگہ زمیندار ارول وغیرہ کے حاضر آئے
تہوڑے عرصہ مین چہ دہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئی اب
دولتخواہوں کی صلاح کے بموجب یہ راے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی ہو گی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کی باغ کی برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہاں پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہاں تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجوں پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیوں کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دیے اول عبد العلی خان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسین خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے پیچہے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچہے برپا ہے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام سنہ ۱۱۵۸ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم سنہ ۱۱۵۹ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ۱۴ ماہ صفر کو صاحب جنگ کے لشکر مین
آکر شریک عبد العلی خان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین گیا

ہیبت جنگ مین وارد ہوا او سکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے نتہے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خال اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا۔
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض برج پر لوگ تعنات کر دیے تا کہ کوئی شخص
اسکے لشکر کا مضرور ہو کر شہر مین نجاسکے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری تہے جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہی
اور عمدۃ الملک کے طرف سے ہیبت خان کے مدرسہ کی جو لب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے فضا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالبا ملک محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تہا بہرطور یہ لوگ مصطفی خان کی پاس جاکر پیغام رسان ہوے کہ اگر آپ کا
مرشدآباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تمہارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور باربرداری کی حاجت ہو گی دو تین روز مین سرانجام
کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہو کر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکھلا دیجیے کہ بدون
حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم و مصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی سے لیتے ہین تمہارے چچا کے پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست۔
اس جواب دینے کے بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سر پر پیش ہوں اور مجہے دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر ہاتہ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہر چند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت بخیر و ممانعت مناہی ممکن کا
مستحسن ہے یہ ہی مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی اخلاص کیش ہو رہے اور رخصت ہوے وہان سے آنکر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہڑکاو ہو گیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنے سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کر دیے تہی تا کہ بعد

فتح خیالی کی جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنے عیال و اطفال کے ساکن تھا۔ سو سخن نے نہایت مشوش ہو کر دیوان لسان الغیب
حافظ شیرازی میں فال دیکھی یہ شعر بر آمد ہوا مصراع اولہ ۔ تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار ❊ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ کے کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے کہ ساتھ حراست کے قیام
رکہتے تھے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اونکی نظر میں کچہ حقیقت نرکہتا تہا تنگی پاون ساتہ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ میں یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکھیے جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹھیس لگی بادہ روح اوسکا نکلا اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کے مکافات کا تدارک لیکے قلعہ پر آسمان سے تہا
ہر چند بالا ہر پہ مصطفی خان نے سر ایک استقلال کو ہلایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت میں نوبت نہ بجائی
جو تہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اوسکے نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن سنکر کی حفاظت میں مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد سنکر
کے گشت کر کے تالیف قلوب لشکر میں مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ١٧ ۔ یا کہ ١٨ ۔ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہو کر
بیٹھے تھے کہ دو گہڑی دن نکلے پر مصطفی خان سنکر کے قرب آگیا اور باغہای اینہ کے درمیان میں سکونت کی اور فوج کے دو حصے
کیے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کے سرداری میں اور دوسرا اپنے ہمراہی میں لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو چند سستی میں بہیجا تا کہ اوسکیطرف کے مخالف کے لشکر اور سنکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر پہونچے
یہ تدبیر کر کے خود بھی اخیر سنکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نحاس ہو کے جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بیچارہ قید ہوئے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہو کر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان موانی زخمی ہو کر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر میں جا پہونچا اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکھکر لوٹ مار میں راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کر کے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کو میدان
ہلاک میں مار ڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی میں فوج مصطفی کو ازدحام میں جو چہ سات ہزار سے کم نتہے
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہہ اوس سے خبر نہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول سنکر کے ذوالفقار خان موانی کے
تیر باران سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پاؤن میں زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوٹھ گئے اور
لشکر میں عجب پر انقلابی کی بہگدڑ پڑ گئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہوکر چند آدمیون سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑھ سو پیادہ خاص
سردار تھے مقابل ہوا جملہ سوارون سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان و رستم خان مئین مع اپنے ہمراہی
ایک سو سوار کے اور انہی سوار متفرق رسالہ میر بدر الدجی مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار جیسے
رکاب بنصرت انتساب کے تھے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چہ اور آدمیون کے مورچہ
مین شیخ حمید الدین حاجی لکہنو والے ہیبت جنگ کے بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اُسکی مین تہا کہ اس معرکہ نے رونق نئی
کی ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکہنو والے کو سواری کیواسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اونہین پانچ چہ آدمیون سے ہیبت جنگ کے بائین طرف کہڑا ہوگیا مصطفی خان نے پیچھے سے لوگون کو اشارہ کیا کہ
دونو ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ ہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پاپیادہ ہوکر مقابل ہوے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا جا پہونچنا جانتا تہا
متحیر ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہوون اور اپنی جگہہ سے متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا جو حسب مضمون پس ازان کہ من ناظم سچہ کا رخواہی آمدنا اس خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہوکر سوار ہوا اور صاحب کتاب ہذا بھی چند نفر کے ساتھ ہمراہ تہا دیکھا کہ مصطفی خان شکست کھا کر
لشکر کے باہر گریزان ہوگیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہے ہین عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقتین مجھسے کوئی خدمت نہ ہو لی جا ہا کہ اونہین چند ہمراہیون کے ساتھ مصطفی خان کی فوج پر
جو دور ہوکر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تہی جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر ضبط جوانان نے ناگہانی
بیساختہ قدم اوٹہایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑہنے مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہوگا پس ٹہر کر شروع شکر گذاری
کیمہی لاجرم آگے نہ بڑہا اور پہر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہ اسکے ہمراہی مین اکٹہی ہوے کثرون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدون کے مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لب دریا
پر جو تہا کے چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر درختان انبہ مین توپین لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان
کی لشکر پر شکست کہانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفی خان کا لشکر مین پہونچنا
دیکھا زندگی سے مایوس ہوکر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تہا اور بہی
تفنگچیان خاصہ اور راجپوت مئین نے بندوق و شمشیر سے مصطفی خان کی سر راہ بند کردی اس عرصہ مین
حکیم شاہ کہ جوانان با نام پٹہان سے تہا اور جملہ معتمدان مصطفی خان مین فوق رکہتا تہا روبرو مہدی نثار خان
اور اچل شاہ اور اسکے بہائی اور بعض مشہوران دیگر کے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تہا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سی بر روے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہو اوسکا ہاتہی گریزان ہو جہٹ سواری سی اوترکر پیادہ پا ہوا
تا کہ اسکی ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنی کا سبب لوگون نی یہ سمجہا کہ شاید فیلبان سی
ہم آغوشی ہوئی فوج بہاگ نکلی و ریہہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دوڑی مع ہمراہیونکی لشکر کی باہر آئی جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئی اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطی سواری کی حاضر لائی اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دور تر جا کر نشادیانہ بجانی کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہو چکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا اودہر ہیبت جنگ نی مع تمام سرداروں
و افواج باقیماندون کی تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کی بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ تا بمقدور مع
اپنی ہمراہیون کی سرگرم جانفشانی رہا آخرکار مصطفی خان کی دست بردی سی آکر اپنی رفقا کو مقتول و مجروح دیکہکر
راہی ہو گیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنی راہ لگا اور بلند خان نی لشکر کی بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اوسکی ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کٹہنہ اور ترار وغیرہ کی بہی چلے گئی اور جنہون نی مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی
اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور انہون کی باغ مین جا چہپی نصف لشکر کی قریب مکانون
سی خالی ہو گیا بازار اور خیمون کی نشان تک نتہی جہانتک نگاہ کام کرتی کفدست میدان نظر آتا تہا لاچار ہی سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کی مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کی خیمہ سی تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مو سخ اور اسکی رفیق وغیرہ او ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کی نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتی تہی ایک رات
پٹہانون نی قریب لشکر پہونچکر بان ماری اور چاپہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سی کچہ پیش نہ گئی انہون نی جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑے آدمی ہمیشہ
ہم لوگون سی دور سے مجروح اور ضایع ہوتی اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتی وہ محفوظ تہی پانچ دن تک
کامل یہی دار و مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چہارشنبہ کی شب تہی ہرکارون نی خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نی لوگون سی مصلحت کی یہ رای قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کی کچہ مطلب
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادۂ پیکار ہونا چاہیی جو مقدور مین ہے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ ہمیشہ کمر

سابق مین مغلوب ہوے او سے سنگر مین کرد یجے اور جو محفوظ رہے ہین اونکو ساتہ لیکر جنگ کیجیے عبدالعلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجہ سپاہیان کو مع اوسکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور چہدری نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتہ مقرر ہوے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذوالفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوے تہے سنگر مین تعین ہو گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری ایزد بے منت الہی پر کرکے سواری کی و نامہیای عجز آستان خداوند
کریم سے کرکے فتح و ظفر اوسپر دشمن کے کچہ نہ تہی عبدالعلی خان کے ہمراہ ڈیرہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتہ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچہ تہوڑے سے بان اور دو تین ضرب ریکلہ جلوئی موجود ہوے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار بارہ ہزار تہا اسنے سے جو سنگر سکے دکن کے طرف واقع تہی مع توپون کے ضرب رو برو روان ہوے چہدری نثار خان نے
عبدالعلی خان سے کہا کہ پیشتر جا کر سد آسب جلد پکڑا چاہیے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو میدان نہ پاکر فتنہ برپا کرے عبدالعلی نے منظور کیا اور مہابت جنگ کے روبرو سے جنوب طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ شارع عام سے عبدالعلی کے عقب دست راست کو جہکے ہوے روان ہوے باوجود یکہ ایک گولہ کا فاصلہ تہا
عبدالعلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تہا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان مین
عقب کے طرف داخل ہوا اور اوس جگہہ پر قابض ہو گیا توپون کو ہمارے رخ لگا کر گولہ افگنی شروع کی اور ہمارے
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کے آڑ مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سر سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سرراہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تہا تہوڑی
دیر مین بہت سے ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے اور اکثر سواروں کے گہوڑے دہی سوار پیدل ہو گئے عبدالعلیخان
کے کسی رفیق کا گہوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتہی پر جگہہ دی جب ہاتہی اوٹہنے لگا
اوسکے کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکے کمربند مین ٹہنڈی ہو گئی اور نیز مورخ کے بازو کی
جیب مین گولی آ لگی چہرا اچہل گیا مگر ہڈی محفوظ رہی عبدالعلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہو گیا
عبدالعلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجاے فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتہی کے
ہودج مین لٹوا دیا ایک عبداللہ خان کے رفقا مین فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم شان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہو گیا تہا مگر عبدالعلیخان کے باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئے عبدالعلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سرداروں کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی کل

جمعیت چلی گئی اوسوقتین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد پیشقدمی
نہین ہوسکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بھی برہم ہو جائیگا ہیبت جنگ چاہتا تا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اوسکو مانع ہوا اور لوگ
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتہی عقب
سد سے برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکہیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اللہ نے تفنگچیون کو ہوشیار کرکے باڑہ
مارا ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز سر مع نشان اوچہل کر جا گرا اوسوقت سوسخ ہذا کی زبان
سے نکلا کہ وہ مارا ۔ چار بزن سرداروں نے دلیر ہوکر ہاتہیون کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج
سے کہ سامنے تہی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون نتیجہ مرضی والد کے اقدام کرگیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتی کو پیشقدمی پر لایا بہکل
وغیرہ بھی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بھی بہرمار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تہے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کے تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہوگئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سے چشم پوشی کرگیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی ششو خدید کی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلے
مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش و حواس گم ہوگئے مصطفی خان نے چونکہ بےادبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ
دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بھی تہا سپاہی لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہوجاتے جب وہ دور
آگے کو نکل جاتین یہ بھی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نکیجاوے حتی کہ دو پہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد ازان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور
تالاب ایلچی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت
و اقبال کی ناسا عدت پر چین کیا ہیبت جنگ کے خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکباد کی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بہی سوار ہوا تا لاب امیٹہی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگہو بہوسلہ کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سُنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدا نخواستہ مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہو گئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت بہتر یہ ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودہ ہوکر کسی تدبیر سے مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نی اس خبر کو سُنکر لشکر کی سرداری عبدالعلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبدالعلیخان کی پالکی مین سوار ہوکر اور بہت سے کہار ہمراہ لیکر شبا شب راہ طی کرکے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل سکے آنی کا وعدہ لیکر بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایکروز کے بعد پہونچا اور مصطفی خان کی تعاقب مین قصبہ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفی خان نی قصبہ جنارہ مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودہ ہوی وہان سے مہابت جنگ بارادہ انسداد مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہوکر تالیف رعایا اور فراہمی سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام و شکست مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کی واسطی دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحیم خان جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نی ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نی اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کڑور روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نی بمقتضاے وقت ہان ہون مین چند روز ٹالی سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال نہوئی ڈہائی مہینے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد ہوئی شکر الہی بجالایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحہ آیندہ مین

کمال فصاحت سے لکھتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی اوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ جناڑہ مین فراہم کرکے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو بہی آپہونچا اسپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین بابو اودیت سنگہ اوجین مالک جگدیس پور کی حدود مین جو کہ ہیبت جنگ کا بڑا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر ہار گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہو جاویگا پس وہان سے زمیدار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کی طرح کے طور پر دیا جاویگا بعد انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سر بلند خانی کا بہتیجا اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کوہ پور کے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیس پور کے قریب ہے کسی جنگل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقانے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہوسکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکے لڑائی شروع کردے اخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کے زیر حکومت رہا ادہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سر بلند خان کے فیل سواری پر جاگرا مجروح ہوا فوج مین سراسیمگی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈبٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہینکے

مصطفی خان جم غفیر سے تیر باران وداؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تھا اُسکے سر پر آ پہونچا جو کہ توپخانہ جلنسی کے
ہمراہ سب سے پیشتر بڑھگیا تھا داؤد خان مع سترہ نفر اپنے بھائیوں کے میدان کارزار مین مستقل ہو کر مردی کا
کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اپنے واسطے چھوڑ گیا داود خان کا حال دیکھتے ہی لوگ بیساختہ بھاگ نکلے مصطفی خان
نے اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹھ نفر کے میدان مین
کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکھا کہ ابتر ہوئی جاتی ہے مع ہمراہ والون کے آگے بڑھا راستہ مین توپخانہ
کے بیل سلسل پڑے تھے عبور مشکل تھا لاجرم اونکے ناتھہ اور رسیان کاٹ دین اور نکل گئے اسوقت مہدی نثار
خان مع پانچ چھہ نفر کے اور نقی علی خان تنہا یمین و یسار سے پہونچکر ہمارے شریک ہوئے اور مورخ ہذا
عبد العلیخان کے ہمراہ تھے اور شیخ جبانبار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر مین اور میمنہ سے عقب
تھے دس بارہ سوار سے آ پہونچے اور رحیم خان پندرہ سولہ آدمیون سے نیزہ بکف ہمارے یسار سے آموجود
ہوئے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کے مقابل ہونے کے خدا معلوم کدہر سے بندوق کی گولی
مصطفی خان کی چھاتی پر جا لگی اور قلب سے متصل ہوتی ہوئی پہلو سے نکل گئی جان نے رفاقت کی مگر اس
جان دہی کے باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سے گرم جنگ تھے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ سدہارے حتی کہ
مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سراپا شان وشوکت کے میدان جنگ سے نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو
فوج ہراول کی گریز سے مایوس ہو گیا تھا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح ونصرت کی التجا درگاہ
خدا سے کرکے ہاتھی کو بڑھایا اور اخیر زمانہ دار وگیر مین ہمارے پاس آ پہونچا عبد العلیخان کو فتح مند میدان
مین دیکھکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کے ہاتھی پر چڑھکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم
تعمیل ہو گئی سر نیزہ پر چڑہا کر لاش کو عظیم آباد بھیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور محلہ شہر کو دکھا کرین تا اونکو انکی عبرت
ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بھی نہ لائے دفن کر دین — میر محمد باقر مفتی شوستری تھے جو کہ سادات
شوستر اور زاہدان عصر سے کمال ورع اور تقوی مین تھا اس لڑائی مین کہا تھا اور اور اونسے حسب
التماس منہیان غیب سے عالم رؤیا مین دیکھا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان
پر کلین کو شمشیر سے قتل فرماتے ہین اور پہر تھوڑی دیر مین نعرہ اللہ اکبر کہہ کے اوسکی کمر دو پارہ کی جب یہ
خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتھی کے پیر مین باندہ کر گسیٹوائی گئی اونہین میر باقر موصوف نے تعجب کرکے فرمایا کہ مین نے
تو اسیطرح دیکہا ہے دو پارہ ہونا چاہیئے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا
کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب مشرق اور دوسرا مغرب
مین لٹکا دین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دو نو حصہ کہ بوسیدہ ہو گئے تھے

اوٹھاکر دفن کیے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان اور الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کی ـــ تن زندہ و خندہ ہمکنان + بہ از مردۂ گریۂ دوستان + عمل کر کے چلا گیا اور لکری گھو مین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تھا کو دالی سے جہان پوشیدہ ہوا تھا گرفتار ہو آیا چندروز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا اور دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چھوٹا بہائی وہ تین گولیان کہاکر بیہوش میدان مین پڑا تھا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدر شناس تھا اسنے پالکی پر اوٹھا لایا اور جراحون کو معالج کیا مگر اجل نے چھوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کے وقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارخانہ وغیرہ عبد العلی خان کے ہاتھ لگا تھا نواختن نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بہیجی اور سے یہ بھی لکھا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اسم اعظم کی جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتھی عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجا لاکر بہ حشمت و جاہ اپنے گھرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان کیواسطے مرحمت ہوا

آنا رگھوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہاتی مین اور میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگھوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ بھی پہونچکر مصطفی خان کے تعاقب مین شریک ہوا تھا تماشاے جہان کے لکہنے سے رگھو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب ناچاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام جو وہانکا پیشکار تھا مقرر ہوا دولبہ رام نے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہمصحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ دارون سے نہایت کراہیت رکھتا تھا اکثر اوقات برہمن اور سناسیونکی مصاحبت

اکثر اون سناسیون مین رگھو کی جاسوس تھے کہ اسکی سستی اور بیخبری رگھو سے بیان کرکے اوسکی تھوری کی اشتعال
کرتے تھے جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگھو کے نام پہونچا نامبردہ جب سے بہاسکر مارا گیا تھا مار دم بریدہ
کی مانند پیچ و خم کھا کے پیچ و تاب کہا یا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تھا اسکا خط جو پہونچا سری دست
لطیفہ غیبی سمجھکر چودہ پندرہ ہزار سوار سے روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سے اوس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبھہ سناسیون کے فریب مین ایسا غافل تھا کہ رگھو لب دریاے گنگ سے پار اوتر آیا اسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن سہارنپور جسکا ذکر کسی تقریب سے ہوچکا ہے اوسنے آ ذت مطلع ہوکر مع دس بیس
آدمی کے جو اوسوقت حاضر تھے سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر رہنا قسب حاضر ہو
جب دولبھہ کے دروازے پر آیا استفسار کیا لوگون نے عرض کیا کہ مہاراج ابہی خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
یہان کچہہ خبر نہین تہی کچہہ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بھگدڑ پڑ گئی اوسوقت دولبھہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاٹی مین پہونچا چاہا اور سپاہ اور پیادون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پاؤن کی پاپوش اور رفتار کہین سنبہال کر ہمراہی سے بہاگا میر عبد العزیز نے چند رفقا کے اوسکے تعاقب مین
دوان تہی کسی کام منہ پہیر کر ایک گہری کے گذرنے کسی رفیق سے کچہہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جا کر کیا دیکہتا ہے کہ راجہ نے
چند مرہٹون کو دیکھکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خرابہ کی راہ لی ہے میر مذکور نے اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑے پر سوار
ہو عبث گہبراتے نہین ہو جب کہتے اوسکے گہوڑے پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر
پہونچا دیا بعد ازان دولبھہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہوگیا اور دولبھہ آپ مع لشکر محصور ہوگیا رگھو نے
گہیر لیا دولبھہ رام نے جب سنا کہ صاحبت جنگ مصطفی خان کے تعاقب مین روز نکلگیا نا حق گہبرایا اونہین سناسیون
جو جاسوسی کرتے تھے واسطہ صلح بنایا رگھو کی ملاقات کا سایل ہوا سرداران ہمراہی سے مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند دیگر آبرو دارون نے اسبات سے بہر خلافی کی آخر الامر بعد بیشہ ازدہ روز کے راجہ دولبھہ رام مع جمیع سرداران
کے رگھو کے دیکھنے کو چلا اور عبد العزیز خان مع چار سو رفیق اور چند متوطنان شہر کے قلعہ مین رہا رگھو نے بعد ملاقات
براہ فریب و مکر با وہ وزارے ہر ایک سردار کو اپنے ایک ایک سردار کے سپرد کیا تاکہ بتواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبھہ رام کو خیمہ علیحدہ مین واسطے مقام کے جگہہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ لے
جب ہر ایک نے کہ گہولی استراحت کا سرانجام کیا قید ہوگئے ہر ایک نے دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگھو کو اسکی یہ جرأت معلوم ہوئی میر مذکور کے بہائی کو مع رسولان
دولبھہ رام اور اپنے ملازمین کے زیر قلعہ تہدید و توعید کیواسطے بہیجا میر عبد العزیز نے جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہے نہ آقا کا ستمند صاحبت جنگ سے غرض ہے بعض نا مرد تمہی ملگئے بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کے ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینے چند روز تک سید مذکور نے حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہوئی کہ قلعہ مین قدم رکھی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سنتے اس خبر کے کہ رگھو دریای اٹک سے عبور کر گیا تعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چھوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید ہو جانے درلبہ رام اور لڑکے میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرضون کے جو رگھو کی انسداد کی تئین انکی کمک اور اعانت کو مخفی رکھا اور برعکس گمان مردم کے منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور دلیر تھا برسم رسالت رگھو کے پاس بھیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگھو نے جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین کروڑ روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہے مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسے اقرار و انکار آمیز سوال و جواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کرکے رگھو کو جواب صاف دیا کہ اب ارادۂ جنگ ہے ہنوز آب در رنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہے اور تشنگان دغا شناوری دریاے خون اعدا مین چاہتے ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہو گی رگھو نے جواب دیا کہ اینجانب چودہ پندرہ ہزار سوار سے طے مسافت کرکے یہانتک آیا ہے آپ سو کوس سے استقبال نہین کرتے مہابت جنگ نے یہ جواب بھیجا کہ چونکہ تم نے راہ دور و دراز تکلیف عظیم اوٹھائی ہے اور ایام برسات قریب آگئے ہین مناسب ہوا اپنے گھر جاکر آسودہ ہولیجے بعد انقضای برسات انشاء اللہ استقبال کرکے آپ کے در دولت تک مشایعت کیجاوے گی اس خبر پر رگھو نے اطراف بیربھوم مین چھاونی کرکے تمام صوبہ کٹک و میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف لایا میر عبد العزیز اس مدت مین جو سوال و جواب مین منقضی ہوی اپنے کمک سے مایوس ہوا اور قلعہ کو بھی آذوقہ سے خالی دیکھا ناچار اسی وقت کی اسلام پر رگھو سے صلح کی کہ قلعہ بارہ باتی لیوے اور مجکو مع ہمراہیان ساتھ مال و اسباب اور آبرو کے جانے دیوے القصہ یہ عہد نامہ رگھو اور دیگر روسای لشکر کی مہر سے لیکے میر مذکور قلعہ سے برآمد ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگھو سے مرخص ہوا مہابت جنگ کے پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینے کے راجہ جانکی رام نے تین لاکھ روپیہ واسطے رہائی اپنے لڑکے راجہ درلبہ رام کی بمعرفت جہانخان رگھو کو دیکر درلبہ رام کے رہائی کر دی اور مہابت جنگ نے پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کے وہ روپیہ اپنے خزانہ سے دلایا۔

رگھو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گھو سے اور مہابت جنگ کا اوسکے مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سے

جن دنون مین کہ رگھو بھوسلہ نواح بیربھوم مین ٹھہرا ہوا تھا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ افغان نے جو کہ میدان جنگ سے بھاگ کر مکری کہو مین مقیم ہوے تھے اور وہان کے زمیندار نے لٹیا

جگہ دی تہی اور پہلوان سنگہ اور سوتہر سنگہ زمیداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ کو ایسا سخت قید کیا تہا کہ درہ پہاڑ سے دوڑتے نہ دوسری کسیطرف بہاگ سکیں بیچارہ نیمجان ایسی زیست سے موت کے طلبگار تہے رگہوجی بہوسلہ کو عرضی لکہی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی غلامی مین تا زیست حلقہ بگوش ہون رگہوجی نے دیکہا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات کو بیر بہوم اور کہڑکپور کے جنگل ہوتے ہوے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ ودہا نگاری وغیرہ کے مرتضی خان وغیرہ کی رہائی کو دریاے سوہن سے پایاب گذر کر افاغنہ کو خلاص کیا اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کے میدان اروَل اور حدود ڈنکاری مین جماو کیا کہ عقب سے مہابت جنگ بارہ ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ وجدال کے عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے چچا کا استقبال کرکے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کے پورب طرف باقی پور مین خیمہ زن ہوکر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے مشرف ہوتا رہا۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطہ سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کے خالو کے درمیان غبار اوٹہا اور ناچاقی ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کے نام لکہا اوسمین ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کہایا جانفشانی کا گل کہلایا آپ نے کیا رنگ دکہلایا کہ اپنے حقوق کے گلدستہ بنایا کرتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے مضمون خار خار سے دربار کی آمد و رفت ترک کردی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت ترک کرکے مہابت جنگ کی ہمرکاب مرشد آباد جاوے ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت کی مجلس مین بیٹہے اور حاجی احمد و مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا عبد العلیخان نے تقریب سخن کرکے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمت مین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تصفیہ فرمایا کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بہائی بہائی سے صحبت برار نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہے سبب اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سے گذشت سے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے بدگمانی غیر مناسب ہوئی تہی پس جسوقت باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے باہم چچا اور بہتیجے ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال و شکر رنجی کا بہی کچہ دور نہین عبد العلیخان

نے جواب دیا قبلہ گاہا بہائی اور لڑکی اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور
وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ مقدمہ مجہسی کچہہ زیبائی نہین رکہتا اگر لایق خدمت متصور ہونگا بہ داشت
کیجاویسے ورنہ بادون رنجش اور گفتگوے نا ملایم کی مرخص فرماوین اسیر رقعہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی
کیرت چند کی کیا اصل ہہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سے آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتما کر بولا کہ ہم
اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون
نے سید ہی کیین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونمین مین تہے عبد العلیخان
نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نے کیرت چند کی والد کی جوتیا ن نہین اوٹہائین کہ مین بھی اوسکی
خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نے تسلی کرکے عبد العلیخان سے فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی
ہین نواب ہیبت جنگ کا کہنا یہ بجہہ ہی اس سخن سے مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہو کر خاموش ہوا
بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر باہمدگر معانقہ کرا دیا رفع کدورت فیما بین فرمایا —

پہر رگہو بہوسلہ کا بیان ہی محب علی پور کی شرقی طرف میدان مین مہابت جنگ سے میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نے باقی پور سے مع ہیبت جنگ و صولت جنگ و ثابت جنگ و
سراج الدولہ اور شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحیم خان و عمر خان
و شیخ جہان یار خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچہہ بہی مرہٹہ کا نشان
نتہا بعد ورود کی قافلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچہہ نتہا صبح کو مہابت جنگ نے اوز ک
اور احتشام سے جنگ بہ بدل مین آراستہ ہو کر سوار ہوا اوس روز چہہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی
صاحب علم ہی ہمراہ تہا اوس فوج مین تہی مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سید ہی
طرف نعل اللہ احمد خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور چنداول مین
صولت جنگ اور شیخ جہان یار خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحیم خان اور قول خاص
مین فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سے ظہر تک چلے گئے مرہٹہ رو برو
نہ آسکے اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سے دور دور راہ
پیما تہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور ورود
مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بہیٹی

مین اوسکا سر پیچہ پکڑ رگہو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر مصروف ہوگیا
افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطی چار وطرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ درپیش
ہوا کہتی ہین کہ شمشیر خان کی سہل انگاری سے رگہو رہا ہوکر بیخبر آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کے سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسے بہی کہ
عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح و مقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون
سے ہزار آدمی کے مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین صمدی نثار خان ہمراہ فیل و نشان لئے ہوے اسی زد
وخورد مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون
کے اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ ہیبت جنگ
و ثابت جنگ وغیرہ کے سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی
یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر
اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کی خیمہ مین شب باش
ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ
مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت بیمانفا مین محفوظ ملا مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر بخاطر
مواقف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن و اندیشہ
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کے حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر
متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنے ملازمین کا رنگ نیرنگ
سازی مین دیکہتا ہون — بیگم مذکورہ نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی قلیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور
کو جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کے رگہو کے پاس بہیجا نامبردہ باہم
میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگہو تک پہونچے رگہو تو مہابت جنگ کے غلبہ لشکر اور دست زوری سے بیدست و پا
ہو رہا تہا اس مصالحہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ حد و نہایت دشمن تہا اور
رگہو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی ہمین سبب کہ شہامت جنگ
تہا وہان بہیجو ہین رگہو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کے رستخیز مین بڑا انقلاب
ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہوگئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام سیر کے پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد
نوش کی ہوئی جو دریاے سوچہنا نایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور رجو گندم حضرت آدم

کی مخالفی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہو سے قطع راہ کرتا تہا شہمہ
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دو نو جماعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو تین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترک وتاز سی راہ مسدود تہی بپاس عیزت اور بنیر اراد
رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سی رہ سپر ہوی راستے مین مرہٹون
نی چاہا کہ لوٹ لین انہون نی ہاتہ سپر نکالی مرہٹہ کی کثرت آنکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نی گہیر کر بضرب تیغ
و تیر نہایا دو نو کو نہایت زخمی کرکی گرا دیا بیہی ناگر مذکور زخم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہوگیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچی اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نی بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی بہاگلپور
کی منزل مین واقع ہو چنپا نگر مہابت جنگ اپنے کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکہنے جائے فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی نمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نی استقلال کو کام فرمایا او نہین پانچ چہ سو سپاہیون سی غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بیک کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا ہی بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نی بہی
درحقیقت اپنی بات بناہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمۃ الجیش کی طرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے
سارے جہاد کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسرے کو پکڑ لایا دوسرے سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر آگری اور خنجر و تیر سی غنیم دلپذیر کو مغلوب کیا جب رگہو سختہ جہل خام
عقل کو تاب نہ رہی چار ناچار خانہ استقامت سے بچی کہا کر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بہگدر
مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی بارادہ زود رسی مقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نی بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ
مقررہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نی اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہارہ بہی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج
کرکے جلا دی بمجرد پہونچنی خبر ورود مہابت جنگ کی ہی ہار گیا بدر دلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی پہای دسی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلا امانی گنج پہونچا بلکہ
اور رگہو کی اوس طرف تالاب رانی پر دریا سے مصاف نی جوش کہایا رگہو نی اس مرتبہ بڑی ہمت سی

سحر وغا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سے لنگر جما کر ڈوبتا او چیلتار ہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے
گہاٹ سے اوترکر طعمہ مور و ماہی ہوے بد نصیبی کی ناخدائی سے بیڑا پار ہونے کی نصیب نہی نہایت یاس سے
ڈانواں ڈول ہوا مہابت جنگ نے پیچہا کرنے سے پیر نہ ہٹایا چونکہ رگہو وغیرہ سرداروں نے مہابت جنگ کی تیغ زنی
کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہاڑ کی زور شور آنکہوں سے گذری تہی اور نیز اپنے ملک سے
طور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور چہہ سات ہزار پیہان
ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کے دیکر خود مایوس اپنے ملک کا عازم ہوا جب اوسکے فرار اور حدود بنگالہ
سے نکلجانے کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کو لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیوں سے بہت شکست و بیرالم
ہوگئے تہے اور نیز اپنے نواسوں کی شادی کرنا منظور تہی بس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دوسرا محمد خان
یکہ روز بروز مورد الطاف ہوکر شروع عروج پانے لگا اور میر محمد کاظم خان ہے جو کہ پیشتر اقربا کی زمرہ مین
دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بسبب ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ
سابق سے اکثر بہادریان ظاہر کین تہین دوست محمد خان نے بسبب شجاعت اور بہادری کی اوسے محمد کاظم خان
سے دوستی پیدا کی لڑائیوں مین اکثر باہم رفیق رہے اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکہلاتے رہے یوناً فیوماً ترقی
پاتی پاتے جملہ روساے لشکر مین ہوگئے حقیقت تو یہ ہے کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کی بے بہا دُر
تہے اور اکثر ایسی ایسی بہادریان کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نے تحسین و آفرین کی۔

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سے برطرف ہوکر خارج کرنا مرشد آباد سے

قبل اسکے ذکر ہوا ہے کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگہو سے لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور
سردار خان سے آثار منافقت پدیدار ہوے تہے موجب ناراضی مہابت جنگ کے تہے بعد ازاں مہابت جنگ کی نظر مین
انکا اعتبار نہ رہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب رگہو
نواح مرشد آباد مین آکر بہیر بہوم کی گرد و نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہوگئی دریاے بہاگیرتی کا پانی پایاب
ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سے بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشد آباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے
جو شہر سے چہہ سات کوس پر واقع ہے متعین ہوا چونکہ مرہٹہ راستہ مین راہزن تہے لہذا گولہ مذکور کی حفاظت
اور نیز پہونچانے کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوے لہذا مہابت جنگ نے جو کہ امانی گنج مین
مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطے حفظ طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذاے مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہے تہے

رخصت فرمایا اور راونہین کی تعنیاتی مین ملکر گاوان ارندہ غلہ کی لوٹ و تاراجی ہولی مہابت جنگ کو
فہمایش جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اوسمو قعون پہ عمل درآمد رگہو کیا جاتا
ہے اب بطور مہابت جنگ کی دل نشین ہوگیا کہ افغان مذکور دا عیہ بغاوت رکہتی ہین ملازمین متعہد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور چو پیدہ
نہتی تہی کہ رگہو مخالفون نی شرط اتفاق دینی کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکہہ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مارڈالنی زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہوجانی عظیم آباد مین دو لاکہہ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہی – بعض کہتی ہین کہ
ان لوگون نی خود نظر با قتدار اپنی ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہرحال مہابت جنگ
نے یا کہ متمردین نی استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کردیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ منتسبان کو حاضر دربار کرکی واسطی شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کی چہوٹا حاجی احمد چند سبب سی عذر کرکی نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کی حاضر ہوی فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سی چاہا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سی کی بدین سبب کہ عطا اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کی ساتہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہوگئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی ہنوز
زندہ تہی مہابت جنگ نی واسطی دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا احمد خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سی ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض ان سی بہی زیادہ قیمت دار تہی اور بعض لوگون کو
فراخور حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینی سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر و اون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سی معروف ہی پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوسے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی پر غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
بہارستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نی اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب کی تھی اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکے نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار صاحب اقتدار تھا نکاح ہر دو نوشادیوں سے ہمسری کی قرار پائی بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت دختر مذکور چوتھی کے روز یعنی شب نکاح کے تیسرے دن فوت ہو گئی اس مقدمہ میں بہت سی باتیں ہوئیں مگر مضبوط خیال ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بسبب کثرت جہیز زہر پلا دیا بہرحال فخر الدین حسین خان نادان نے باوجودیکہ جانتا تھا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہ دیگا مگر بدگمانی سے یہ سمجھا کہ مجھے بھی ضرور زہر دیگا یہ نکاح فقط میرے خون بہانے کے بہانہ میں کیا تھا پس اس رنگ کی جھوٹی بیدرنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک میں ملائی۔ پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان کار طلب خان کے اقربا میں ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کے چچا کی اولاد میں تھا جب مہابت جنگ صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تھا اکبر نگر راج محل کا حاکم تھا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہاں کی حکومت پر مامور فرمایا اور منصب شش ہزاری او شش ہزار سوار او عطائے نوبت او پالکی جھالردار اور خطاب اعتزال الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تھی محمد ایرج خان کی لڑکی سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تھا اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی او تینوں بھائی خصوص اکبر قلیخان اور شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکھتے تھے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد میں گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تھی کہ لڑائی میں مارا گیا اور اکبر قلیخان نے بعد اعظم شاہ کے بھاگلپور وغیرہ کی خدمتیں حاصل کیں اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد میں بڑی عزت سے بسر کرتا تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کے زمانے میں عزت خان امیر الامرا حسین علیخان سے بھانجے کے ساتھ رابطہ اتحاد بڑھا کے فارغ البال گذر اوقات کرتا تھا اور بعد مارے جانے سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت میں گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتھ رہا بعد ازاں ترک رفاقت کرکے بنگالہ میں آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کے ساتھ آبا و اجداد اسکے تعارف رکھتا تھا بزمرہ مخصوصان اسکے منظم کیا اور جہاں علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کی مہابت جنگ کی لڑائی میں اوسکا لشکر مارا گیا اور خود بھی مجروح ہوکر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی نداری لوگوں نے تالیف کرکے مہابت جنگ کے نوکروں میں منسلک کرادیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

سے ہمراہ رہا کرتا تہا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تہا سراج الدولہ کے
وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتہ بہیجا سبب اسکا یہ تہا قبول ہوگیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور
ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتہ اوسکی تفویض کین
نکاح کی رات کو فوجین ہتیار اس امر کی محافظ تہین کہ اگر پٹہان لوگ کچہ فریب کرنا چاہین انسداد کرین
بعد فراغ شادی سراج الدولہ کے ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مع دیگر متوسلون کے مہابت جنگ سے
رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف انکی تہی مع الخیر اپنے
دولتخانہ نکو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی کے شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہ سات
ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوئے
اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کے ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے
گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اسد خان کے عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اسد خان کے درمیان مین نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات

میر علی اصغر سادات سیکری مضافات میوات کے سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل
کے نوکرون مین تہا اسکے باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تہا
ابتدا اسنے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہے بعدہ نام
ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور
احمقونکو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب
معنوی پر ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام
جانتا تہا بعض ہوشیار دنکو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا اکثر پوچہا کیا جواب دیا کہ مجہے مرغوب نہین کچہ
شئے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا اتفاقیہ
لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کی تہ مین ہوا پر استادہ ہے اس خبر کے مشتہر ہونے سے اسکے وقت
پانچ چہہ سو آدمی مرید ہوئے اوائل مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف
ونحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کے یاد کرلیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کے بارہ
مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ ان کتب عالی کو بچپن مین اپنے مرشدزادون کے ہمراہ تحصیل کیا تہا اور سیرہ یہ اشارہ
کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسین علیہ السلام کے ساتہ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی تحصیل مین

چند الفاظ کو بطور اجمال زبان پر لانا سننے والے خیال کرینگے کہ ہمارے ضمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ مرد عیار جاہ طلب تہا اور چند ہمراہیون کی ساتھ عمدۃ الملک کی گہر مین ملازم تہا جب عمدۃ الملک مارا گیا در بیرہان نامی افغان نے جو اُسکا معتقد ویقین تہا اُسکی تقریب سے عطا اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر مرد ذی حلم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اسکے آپ بہی مرید ہوجائیں اور ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہانتک پٹی پڑہائی کہ عطا اللہ خان اسکا دل وجان سے مشتاق ہو گیا آخر خانمذکور نے صابت جنگ سے صلاح کرکے کسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بہیجکر اوسکو طلب فرمایا میرمذکور نے اسباب تجمل مانند پالکی جہالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لوازمہ امارت مرتب کرکے اور چہ سو سوار اپنے خویش و تبار سے آراستہ کرکے سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کے ناکے پر دو تین مقام کرکے مرشدآباد کو عازم ہوا بروقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبدالعلی خان بہادر اوسکے دیکہنے کو گئے اور وہ بہی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبدالعلی خان کے گہر آیا مورخ نے ایکبار اوسی روز اپنے خالو کے مکانمین اوسے دیکہا اور اسکی حال وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد کا ناظم اور صابت جنگ کا داماد تہا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال صابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بہی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین وچنان کسی امر مین مصطفیٰ خان سے کم نہین ہین۔

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تہوڑی زمانہ مین تنزل ہونا

صابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر تہا اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف مین بعد عزل عبدالرسول خان سے پناہ پذیر تہا چاہا کہ بسبب قید ہونے راجہ دوبہ رام کے اور نہونے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ کرین آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ صابت الدولہ سعید احمد خان بہادر کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہوا لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تہی اور نیز عطا ہوئی سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بہی اپنے پاس سے خلعت مع جواہر کے چند دیگر عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت میرزا اسمٰعیل نامی شخص کو حضور مین مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنے طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کے بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کے راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کے جوار میں پہونچا اور وہاں پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تھے اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو بجائے فرار ہوئے اور خاندکور نے وارد میدنی پور ہوکر
رودخانہ کسنائی کے اسطرف چھاونی کا حکم دیا اور یہ خیال اپنے دوسرے فوج غنیم کے کٹک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگھوجی کے آنے کی خبر کٹک کے اطراف میں مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کے مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کے میدنی پور سے کوچ کر کے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی بے جرأتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خاندکور باوجودیکہ سوا پانچ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکھتا تھا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور نیز گزرنے کے بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطا اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کے مدد پر بھیجا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
نکلجانے عطا اللہ خان کے مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خاندکور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تھا اور بعجلت جاکر لشکر سے ملحق ہوگیا عطا اللہ خان پیشتر سے بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہوچکا تھا لہذا اسکے پہونچتے اور اسکے مکر و فریب کے مشاہدے سے زیادہ تر معتقد ہوگیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سے میر محمد جعفر خان بھی لوٹکر اوسی قصبہ میں وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکھکر سخت لڑائی کی عطا اللہ خان نے
بھی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نے جو اوس روز فوج عطا اللہ خان کا ہراول تھا اور
فوج رو پوش اپنے ہمراہ رکھتا تھا جست کرکے مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کے ورغلانے سے اپنے تئیں بھی حساب کرنے لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلے اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکے اوسے بھی ہلاک کرے چنانچہ میر نقی علی خان کے وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تھا پیغام دیا خاندکور بھی بمقتضائے رذالت کے شریک ہوگیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملے میر عبدالعزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس ماجرا سے
آگاہ ہوئے اور خاندکور کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکھا کہ آخر الامر نا سپردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونوں کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ میں
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور
کی معاودت کر نیمیں فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کے لئے گران ہوا

دربار کو حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح
اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بھی اگرچہ مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ بھی عطاء اللہ
کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر وکشیدہ دل ہوکر بلا
اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کے
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیونسے
چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بھرتی نہین کرسکتا — میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرض کی کہ درصورت
روانگی میر صاحب مذکور کے فدوی بھی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے
عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تھا عطاء اللہ خان
کو اوسپر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی —
مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ انہین
دنونمین کوئی شخص میر مذکور کے خاندان مین فوت ہوا تھا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گھر گیا خان مذکور نے
بطاہر اپنی جاہ وحشم اور براہ خودسری چھ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کی استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا
مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور ہجلی کی محاسبہ کے واسطے
سبحان سنگہ کو جو اوسکا نائب تھا اور ہنگام غدر مین خان مذکور کے ساتھ بڑی بڑی جانفشانیان کی تھین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بھیجا کہ اوسکا بھیجنا
میرے سر کے ساتھ ہے مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب لاطائل ناصواب سے جہنجھلایا اور محمد
یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سبحان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکھتا تھا میر جعفر خان کے حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سنا کر سبحان سنگہ کو
پکڑ لایا — مہابت جنگ نے براہ مصلحت ہجلی کی فوجداری سبحان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان
برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری
کرے مجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین درہمی برہمی
پڑگئی کوئی ہمراہ نرہا دماغ مین جو خودسری سمائی تھی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگالہ مین جاکر
شہامت جنگ سے متفق ہوا اور سی عرصہ مین مورخ ہذا بھی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تھا اور شہامت جنگ

سے کے دربار مین آمد و رفت رکھتا تھا صابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قریب آپہونچا
مع فوج ظفر موج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور رافاعنہ کو روانہ ہوا اور تھوڑی دور جا کر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ
واقع ہوا دلاوران ہمراہ صابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجھائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم کی دکھائی
جانوجی اس سانحہ جانگاہ کو دیکھکر مرشد آباد کی تاخت تاراج کو دوڑا صابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکا تعاقب ایسا
ایسا چست و چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے جو مسلمانونکا دست زور دیکھ رکھا تھا حوالی
مرشد آباد مین حرکت مذبوحی کر کے نہایت پریشان ہو کر مدنیپور کی راہ لی اور صابت جنگ نے بھی ایسا پیچھا پکڑا کہ کہین سر استقامت
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چرا کے ہوئے مقابلہ سے یہی بانذہ بھاگا چلا جاتا تھا صابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشد آباد
کو معاودت ہوا راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کی روانہ فرماے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحت بعمل لاتا تھا جب صابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحم خان
زبردستی سے نکال کر اپنی چھاونی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ صابت جنگ کی ملاحظہ کو بھیجا تھا مضطرب ہو کر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کر کے رخصت کردیا
اور اوس عزیز کی تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکھکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہو گی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور ہمراہ مکر و تذویر بعد رخصت قطع منازل کر کے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے اوسکا داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشد آباد کو گیا تھا ویسا ہی اب بھی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کھلا ہوا تھا میر مذکور شعلہ شطرنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگھ حسب الایماے ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبرے نے مضطرب ہو کر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کے خدمتمین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگھ
سر راہ چھوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بھیجے

تاکہ عہدہ عظیم آباد سے باسن و عافیت نکل جاوین بعد انقضا سے دو تین مہینے کے جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بھائیونکی دولت اور صابت جنگ کے رفقا کو دیکھکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تھا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بھرتی کرکے مانند مصطفی خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے چچا اور خسر کے مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
صابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ میدنی پور مین مقیم تھا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج مین خیمہ زن ہوا اسجا
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین بر یان الملک کی خانسامانی پر مقرر تھا اور اب ہیبت جنگ
کے رو برو کمال عزت و اعزاز مین بسر کرتا تھا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے صابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تھا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربھنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعذر سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکتاز کے نوکر رکھ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاگیر
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو صابت جنگ
نے ہر چند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکھے تھے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہوکر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کرکے پیغام نوکری دیا آقا عظیمائے مرحوم اور نقی قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہوکر ہر طرف سے مطمین خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بھی امر عظیم کے خواہان تھے قبول کرکے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہوکر آخر ذی الحجہ کو دربھنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بھانجا اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہوکر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۶۱ مین گنگا کے اوس طرف آکر ٹھہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تھی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم لوگون کو اسکی آمد و رفت
کے باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتھ سلوک ہوا تھا اور ہیبت جنگ انکی رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تھا
تاآنکہ ایکروز واسطے اظہار اپنی دلجمعی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علیخان سو رحہ نا کہ مخلص بہائی کے جسکو امداد دیتا تھا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہوکر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کرکے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہوکر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑھی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلا یا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد ساٹھہ کو مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹتا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر نہوا قضائے تو آنکہون پر پردہ چھوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتہی گہوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری
اور اطمینان خاطر کر کے حکم عبور دریا علہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کو اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہوکر کٹرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین سے ظاہر کیا
اور قسم کہائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کی اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون والا اگر خبر ہوتی رفاقت چھوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکرے گا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بہی نہین ہو سکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اسواسطے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہو شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سنا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین یہی تہا ہی نہین ابتک ظہور نہوا سید دونو بدبخت قاصد تہے کہ بعد قتل ہیبت جنگ
کے دوسرے شریک کو بہی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالی اعلم
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنونمین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ او سکا تہا سرسن کلنہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار تکاری کی ہمراہ کر دئے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گہر گہر ہر ایک کو پہونچایا اور جسکو

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تاڑا فی الحقیقت موت تو گہات مین آن لگی تہی ہر آن قضا سامان مین
مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سو جہتی تہی جو کرتا برعکس ہوتا اور نہ یہہ شخص نہایت عقیل اور بقلعہ ہیبت جنگ
کا تہا اور مورخ اس سانحہ کی ما قبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہ یہان کی خدمت
غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سے رکہتا تہا — اوسی دن عصر کیوقت مورخ نی
بلادیکہنی متکلم کے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسرے روز
منزل اپنی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سے آکر جو وہانکی عامل کی ملازم تہی ملحق ہوی
کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتہ سی غارت ہوا —

بیان قتل ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سے

ہیبت جنگ کی مارے جانی کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملازمت کی شمشیر خان اور سردار خان
نی مع رفقا کی حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی
لیکر اپنی خیمہ کو گئی دوسرے روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا
اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال افاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدین اور
مرلیدہر ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی
جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کی حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی
اپنی جگہہ پر استادہ تہی اور میر عبد الاحد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مراد آباد مین تہا اور شاہ بندگی پیرزادہ
جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کے دو تین منتخب پیشہ بہم مجرا حاضر
اکثر مصاحبت مین تہی اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کی جو اوسکا رفیق پروردہ تہا ہیبت جنگ کی
پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگون مین کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند مین نہ تہی مگر
رمضانی نو بندگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہ مین لئی ہوی موافق ضابطہ کی کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور
بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمیناً پچاس گز چہل ستون سے دور پورب
سمت بیٹہی تہی اور عنایت یاب خان بہی جو کہ بہتیر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور
اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بعلیہ تخمیناً سے ہزار آدمی قدر سی کم و بیش ساتہ بندوق فتیلہ
روشن نمایان ہوکر دو تین ریسم سلام بجا لائی اور چیندر وزشناسیون کی ہمراہ مستقیم ملازمت ہوکر
نذرین گذرانین اور اونکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت جہوٹی
متوقف ہوتی بعد ازان مراد شیر خان نامی اور پانسو پٹہان مسلح ہتیار بند سے ہوی تہا اور دور سی آداب

بندگی بجا لاکر ہیئت مجموعی رو برو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا پہر ایک نذر ملازمت
گذرانتا تہا اور مراد شیر خان رو برو کہڑا ہوا پہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نے استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہرکارون نے التماس کیا کہ راہ مین ہی عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہی
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کی نزدیک جو قلعہ پختہ پادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سے دو تیر کے
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آپہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کی ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کی گرد آہستہ
آہستہ چلے آتی تہی دروازہ چہل ستون سی جو کہ رستہ بازار تک اُن بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور
تک شمشیر خان کی پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نے ہمراہیون سی کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ
شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کرے افغانون نے ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینے لگے تا آنکہ عبد الرشید خان
کے آنے کی نوبت پہونچی چونکہ باہمدگر اقرار تہا کہ یہ شخص سبقت کرے اسکے بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنے
لگے جب ہیبت جنگ نے پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزہ سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سے گر گیا ہیبت جنگ
نے ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچے ہی تہی کہ رشید
نارشید نے کمر سے کٹار ہی نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہ ہوئی
محمد عسکر خان یہ حال دیکہنے سے فریادرس ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کو رنگی ہی اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نے
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑے مراد شیر خان نے جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر پر دست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کی شانہ سے گذر کر تہیگا تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نے اوسکا سر اور سینہ پیر کا ٹکر اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کو اس بازو پر بیہوشی طاری ہوگی
کچہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نے بکمال زندگی دوڑکر اوسکو سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کر کے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی راست پا جیب کی شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہ بیٹہ گیا اور لاش کی ساتہ وہ تہا
پادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کی عہد نظامت مین صاحب
عزت تہا اور ان دنون ہیبت جنگ سی تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب عالیت تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی دار وغہ سلاح خانہ اور ستارام مشرف توپخانہ وستی نے بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کر کے سرخ روئی دنیا حاصل کر کے عقبی کی راہ لی مہرلیعہ اور میر بدر الدین ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئی
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاخت تاراج ہو کر باہر بھاگے

میر عبد اللہ بھی صحیح و سالم شال اور کمربند اور کٹاری کے دینے سے بر آمد ہو کر اپنی راہ لگا تھا بندگی
سے آخرت کی راہ لیا باقیماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہو کر لوگوں کو اسیر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گھروں کو سدہارے سید علی خان جو کہ مکتب
میں حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تھا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی کا رکہتے تو
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا میں کر کے خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی ماں ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹھوں سے جو شہامت جنگ کے کوٹھوں سے ملحق تھے نکالدیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تدبیر ہو سکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گھر چلا جا اوسوقت میں عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانوں میں جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ الہ یار بلگرامی سربلند خانی کا بھانجہ تھا مہابت جنگ سے مرخص ہو کر اپنے
وطن کو جاتا تھا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تھا سید علیخان مورخ کا بھائی کہ اسوقت نو برس کا تھا نہایت مضطر
الاحوال گھبراتا تھا سبب کم سنی کے اتنی جرات نہ رکھتا تھا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الہی سے اوسکو بچایا
اور رحم کر کے ایک چیرا نیا پھٹا ہوا اور تن زیب کرا کے تغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوئے عبد العلیخان
کے مکان پر پہونچا دیا شمشیر خان کچھ دیر اوس مکان میں ٹھہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے واسطے باہر بھیجکر حکم دیا کہ قید کر لاؤ حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہو کر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کے
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے سمجھوڑا کہ قدم ہٹا وے ورنہ ممکن تھا اگر گھوڑے پر سوار ہو کر بھی
نکلتا ضرور راجہ سندر سنگہ کے پاس جا پہونچتا غرض اسی طمع میں کہیں نہ گیا تھا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوسوقت
دیوار کھود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گھر میں پوشیدہ ہوا آخر راز فاش ہوا گرفتار ہو کر قید ہو گیا
شمشیر خان نے گھر بار کو چاروں طرف سے محافظت میں رکھا اوسکے دفینہ اور زر و جواہر جسقدر مدفون تھا
کھود کر تصرف کیا باقیماندہ جو ہاتھ آیا نقدی دریافت کر کے سرکاری خزانہ اور اثاثہ کے ساتھ کہتے ہیں کہ قریب تیس لاکھ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اونکے گھر میں ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچھ مشہور ہے تین لاکھ ہے اور بعض آدمی نہایت کم کہتے ہیں کہ چند ہزار کے ناقل ہیں واللہ عالم بالسر و الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان کا قتل ہوا لب دریا موضع سنبل پور کے متصل باغ جعفر خان میں جو چند قدم
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونوں کے مکان پر چوکی پہرہ بٹھلا کر جعفر خان کے باغ میں اقامت کی اور شہر میں
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کے خیال سے جو شمشیر خان کمر باندھی ہر طرف

صادر فرماکر اسپنے الوس کو جمع کیا بسبب تقدیر اون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تہی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکرکش ہوا
اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارن پور
بوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چہ مرتبہ
عظیم آبادیون کے کان مین نقارہ کی آواز پہونچی بروقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹہان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تہا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکے ہاتہہ سے باعزت بچا ہو
عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کے گہر مین رہکر رات کو اپنے گہر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تہین سردار ملاخان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہو جیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہمکنار سلامت ہو جاوین اور شبا شب تین کوس
مسافت طے ہو جاوے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہو کر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کے خواص نے دربارہ باہر ٹہرنے رفقا کے ہمراہی کے رفق و مدارا سے
عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میرے ساتہ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کے اسطور سے کیون طلب کرتا اور بے صلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بدعہد نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کے
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑکر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذر خواہی
بیشمار کر کے اپنی پالکی مین بٹہایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی عہابت جنگ کے ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوئے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفے خان کے لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجا کر مستعد ہوئے آور ہی شاد ہوا عبد العلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تہو کہ حکم مخالفت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی لڑائی درپیش ہو عبد العلی خان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہو گا سہمدی نثار خان سنے جو برسوں کلنبہ کو زمیدار سے کاوش کر کے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیدار برعکس ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹھا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی سے کے رہتاس پہونچا علی قلیخان قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعہ دار بہلیہ نے جو اون دنون مین بخشی بہلیہ کے ہمراہ تہا درحرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کے والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچھہ قرض دار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا روپیہ معاف کر دیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکھنوی اور کالے خان بلیمین جو ہر ایک زیر احسان تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید ہدایت علیخان کی حویلی سے مجہے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی او سپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کر دیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کر دیا تہا لہذا بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتے جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کر کے مستعد مقابلہ ہوتا اسطرح پر وہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کا خسر اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹھا لایا اور کسیقدر اوسکی نکروہی نعش صاحب افسر کی جو بابائے مرحوم آیندہ و روندہ سے محفوظ رہی تہی وہ بہی اوٹھا لایا اور وہ کشمن گھر بلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جو کہ فی الحال ہیبت جنگ کے مقبرہ کے نام سے محلہ بیگم پورہ منحملات شہر عظیم آباد مین مشہور ہے جب مہابت جنگ کی عرضی کی خبر ملی بیحیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کے رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کرا کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنی لشکرگاہ کو لیگیا مورد لعن و طعن ہوا چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنے سر پر لیا کہ اوسکی لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کے دوسرے کو نہین قریب چالیس ہزار سوار اور اتنی کچھہ کم زیادہ جمع ہوکر اور مرہٹہ بہی شریک ہوئے عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہوکر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا ۔

احتشام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کی مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم مقام فرمانا او عظیم آباد مین اگر شمشیر خان او میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا
جسوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور رگہوجی وغیرہ مرہٹہ پر

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تھا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند دلبند اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس وننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہر استقلال مزاج رکھکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد وسخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل وعیال
دام مخالف مین بستہ ہوی کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہی مارنے اور مرجانے پر عہد وقرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت ملوحی جاوقتلی سے ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہارے ہم سر اپنے فدا پاؤن پہ ہربار
تمہارے ہی نام سے صبح اب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہے جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان ومال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دوبارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہم لوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی سکے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول وقسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کھائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہے جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ کبھی
زر ومال کے عطا کرنے سے مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھہ وغیرہ
مہاجنون سے قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نواحی شہر مین پہونچکر شورش
اوٹھائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تھی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بھڑتے ہین اس وجہ سے عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخرکار امانی گنج سے تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
وسامان کے اوسی جگہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بھگوان گولہ بھیجا کہ وہان سے شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستہ بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجھے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد ونواح مین ہنگامہ آرا ہی اسکا تدارک بالفعل مجھسے
ناممکن ہے جو شخص جہان چاہے چلا جاسے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تھے توکل بخدا اپنے گہرونمین بیٹھ رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لایقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹھہ ہزار برق انداز کے عزوجلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۲۴ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر ہو منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بیسا ور ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان کے متعین مرشدآباد کیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب استدعا سے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاسخاطر نوراللہ بیگ خان کے تغیر سے بخشیگری کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور چونکہ یہ خیال تھا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکریونکی ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہرحال انتظام دلخواہ کرکے موضع چیپائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنون کمرہمت سست باندہی مرہٹہ اسکی عزم کرنیکو بعد راہ معروف پہونچکر اور مرشدآباد سے ہاتہ اوٹھاکر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے —

معین الدولہ سیف خان کا بہیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ سے نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے گنڈمہ کو لے سے گنگا اوترکر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہوکر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کرکے شیخ مذکور کو مع اسکے ہمراہیونکو گہیر لیا تمام روز باہم جنگ وجدال رہی اسنے کسی مستعجلی کے ہاتہ مہابت جنگ کو اطلاع دی مہابت جنگ نے اگرچہ بہیجنا فوج کا دوراز صلاح اپنی سے نہین دیکہا لیکن چار ناچار عمر خان کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بہیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پاکر وقت شب کوچ کر دیا صبح ہوتے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اظہار حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تھی اوسکی اوس آدہی دیر مین ڈہوئین اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تھا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی خیر کسیقدر باروت عنایت فرمائی تعجب ہے کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطاے باروت مین کسقدر تامل کیا — فاعتبروا یا اولی الابصار — اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکار ہی جماعہ داروں مین تھا کسی کو گرفتار کرکے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خط بنام شمشیر خان

اور سردار خان کے نام مستقل استدعاے موافقت اور ترغیب اخلاص کی اُنکے ساتھ بابین جب مہابت جنگ بھاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کے جنگل سے نکلکر نالہ چنپانگر مین کسیقدر فوج کے ساتھ سے گذر کر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت و بفرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر پہونچی راجہ سندر سنگھ زمیندار ٹکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تھا مع کامگار خان میئن میدان ترہت کے ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین دنکو پہونچکر زبدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بھی جو کہ عمادی نثار خان کی رفاقت سے علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تھا پھلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کے مرنے کا حال سنا مگر چند وجوہات سے باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کے ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تھا جب مہابت جنگ کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر اغاعنہ سے بھاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تھا معذور ہوکر مہابت جنگ کی خدمت مین آیا مگر نظر سے گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کے باغ سے کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سے ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے بہ ہنو فی اور بارغلط کار کی باغ جعفر خان کی سمت سے قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوے ادہر سے مہابت جنگ نے بعد چند قیام کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کے تہائیہ زیبائی اور بلند کرنے اعلام ظفر ارتسام کے کوچ فرمایا اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگھوجی بھوسلہ کے عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنے پہونچنے سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹھان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سے عازم ہونے تھے بقصد ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نے جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تھا اور بنگالہ اور مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تھا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطائے خلعت سرفراز فرمایا اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تھا بہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر جماعہ افغان کو بھیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کے گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرے مانع ہوکر کہتا کہ بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو درمیان سے اوٹھا دیا پچاس ہزار سوار او رپیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے امیدوار ہین پس اس صورت مین مبلغ تیس ۳۰ چالیس ۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کہل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر ہوکر مست عثمان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے بطور معہود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہوکر اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا مین شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور ہی خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ تہا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے بہی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب ہی تین چار کوس کا فاصلہ تہا—

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد الله وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین تواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریای گنگ کو چہوڑنا مناسب نہ سمجہا جب قصبہ بارہ باٹی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو چہوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نے اوس معبر کو محکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو چہوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیدار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ ہوے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چہوڑکر باہر بہاگے یہ اول شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اس منزل مین مہابت جنگ نے بخیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکرکے خود خیمہ گاہ سے باہر نکل گیا اور توپخانہ کلاں کے نزدیک کہ جمیع فوج سے پیشتر اور ہر دم مخالفت ہے کم عرصہ میں تھا شب بسر کی جب صبح اقبال نے جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کرکے درگاہ قادر قدیر سے التجا کی قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکھتا تھا نکال کر اپنی پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ و زاری کرکے اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر سرائے رانی پر جو قصبہ باڑہ کی غربی طرف دریائے گنگا پر واقع ہے فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ جلیبی تک کل فوج سے پیشتر بھیجا اور حیدر علیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب میں اور اُنکے پشت پر رحیم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوئے اور میمین کی طرف جدہر دریا تھا فقیر احمد بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور طرف چپ جدہر مرہٹہ تھی نواب صولت جنگ اور محمد اللہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر اور راجہ سندر سنگھ اور پہلوان سنگھ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوئے اور عمر خان کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کی یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے اپنے روبرو نگاہ رکھا اور ساقہ لشکر میں شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سے تعین کیا خود قلب لشکر میں آیا اودہر شمشیر خان اور سردار خان نے بھی تیس چالیس ہزار سوار افغان اور بعضی بہلیہ کے پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا روان تھی حیات خان افغان کو مع چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کرکے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست سے بدلجمعی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہو کر مستعد مقابلہ ہوا مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہو کر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوئے بسبب اِنکے ہر نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گہیر لیا حق تو یہ ہے کہ اس معرکہ میں اس امیر صاحب تدبیر نے وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سے ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو — القصہ جب توپ اندازی طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح و فیروزی تو بارگاہ ازلی سے مہابت جنگ کے نصیب میں تھی اول حملہ میں گولہ کے صدمہ سے سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سے جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تھا پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہو گئی اس گہبراہٹ کی معاینہ سے اکثر نوجوان نشا رشور و دلیری سے بدمست ہو کر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تھے وہ جواب دیتا تھا کہ تھوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا اتنے میں

حیدر علیخان بہادر سنے پیشقدمی کرکے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی
اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان
کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا
کہ حملہ آور ہون مگر اسکا عمل درآمد نہوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے
بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگے سراج الدولہ ذ جسکا فیل سواری نواب کے
فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا
مناسب و بہ ضرور ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سی فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ سی
کیا ہیرا ابھون امد تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچھ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نفرمایا دوبارہ
تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتین چند سوار رحم خان اور
دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور حیدر علیخان کے جوکہ ہراول تھے پہونچکر عرض کنان ہوے
کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مدد پر متوجہ ہون مہابت جنگ
نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت الٰہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود
ہوئے مہابت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سی نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت
مین واسطے دعا کی اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء وتذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو
چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنون بد اندیش سی صورت ظفریابی ظہور
مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت دراز کی مخالفین زاغ منش کو جزے
اعمال دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا
ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سی بیڑا پار لگاے
یہ کہکر تیر کمان مین رکھا شست و مشت درست کی شادمان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت
آواز فتح یابی بلند ہوئی خاطر جمع ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول
بھی اپنے مالک سے یہ سنہ پاکر بساط اقامت سے دشمنون پر متوجہ ہوئی مہابت جنگ بھی
اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک
فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جویای نام و نشان ہوے بازار گیرودار گرم ہوئی
ہر ایک اپنے مقابل سے جہان تہا خون کی ندی بہ نکلی مارد ہاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد
کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑہاکر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا میر محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختۂ ہودج کو پکڑکر اوسکے ہاتھی پر کود جاے مراد شیر خان اگرچہ زخم کہاے ہوے تہا لیکن تیغہ کاردافغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض اونگلیان کٹ گئیں قبضہ سے تختۂ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کودکر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور جہاتی پر چڑہ بیٹہا اور میر محمد کاظم خان بہی اوسی جانب اوسی حالت مین کودکر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اوس دار وگیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی کہ نئے سرے سے شادیانۂ فتح بجایا فوج مرہٹہ کہ بیمار کے طرف امیدوار فتح و ظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونیکا مع اولاد اور پلیر دالا گہر کے اور باہر گر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا حیدر ہی نام تہا نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیان ہوئیں شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سے شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طے مراحل فرماکر عظیم آباد مین وارد ہوے اور منتظران دولت دیدار کو تماشے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کردیا اور شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح و ظفر بتوفیق داور داور میسر ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئیں ارباب استحقاق کو دیوے اور دلجوئی ضعفا و اقربا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا قصد فرمایا—

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کرکے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربھنگا کو جو اونکا وطن تھا بھیجے گئے زمیندار بتیا نے جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تھے عرض کیا کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرمائے پہنچا دین تین لاکھ روپیہ نذرانہ حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولتخواہون کو حکم تعاقب صادر ہوا اور خود بھی بنا بر مزید تاکید تاکہ زمیندار مذکور کچھ حیلہ نکرسکے متعاقب عبور گنگا کرکے تنکار کی بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر صمصام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا حسب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیندار مذکور نے مہابت جنگ کے عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجا ہے لایق ٹھرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان و جگر تھا حکم ہوا کہ بدون پردہ کرائے اول اور خبر کرائے کے اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کہاتا تھا اونکو واسطے بھیجتا تھا اور بر وقت ضرورت بی بی کی خطاب سے گفتگو کرتا تھا یہ بھی عقل و جہل کے کارخانے ہین سردار خان وغیرہ کو نمکون نے آقائے نعمت کی ناموس کی خدمتمین بہ لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نے یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تھا کہ مجھے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھ غرض نہین ہے یہ حرکت فقط اسہواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اوسنے میرے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ذلت و رسوائی کی ہو حال انکہ ہیبت جنگ نے کچھ بدی اوسکے ساتھ نہین کی تھی اور نہ ہمنے کبھی کچھ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تھی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتون سے کیا جھگڑا تھا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا— القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تھا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کردی اور اونکے وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کردئے اور اون کو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنا بر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارگڑہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پررونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسلیے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بہی طاقت اونہانے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون نے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اونکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے مرشدآباد مین محفوظ تہے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کردو اسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تہی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق نہتین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاودت ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوفہ مہابت جنگ کو لکہ بہیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کر دیئے ان بے عقلون نے عمر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جلسیا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر کچہہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقای عظما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان شہر سابقہ کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقای مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک بنا سے بنا بر رفتہ پیش آیا

اور بعض مردم عظیم آباد کے استخلاص میں ساعی تھا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعویٰ کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقا سے مذکور کے تشہیر کر دیا صابت جنگ بھی اس خصوص میں آقا سے مذکور سے بدگمان ہو کر درپے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پا کر صولت جنگ کی رفاقت میں گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا صابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان صابت جنگ اور عبد العلی خان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر کہ شروع جنگ افغانان میں وعدہ کیا گیا تھا اور مشہور تھا اکثر عزیزوں کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح صابت جنگ کے رہتاس سے آیا تھا اور برادر مورخ نقی علی خان اور خادم حسن خان اور عزت علی خان وغیرہ کو جو کہ اکثر صابت جنگ کے رفقا میں تھے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ صابت جنگ اس فکر میں پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہے اور فوج کا گذر اور بنگالہ میں پہونچنا بدون مرضی وہاں کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ بے فہم و ادراک و تمیز و شعور سرداری سے بالکل معرا ہے اور بعد صابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیوں اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو صابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ اظہار کیا و بکلم سعا کو نسے کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر دیگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا ہے میراث مجھکو پانا چاہیے صابت جنگ نے جب ایسے کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی خاطر داری بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا تنگ معلوم ہوا پس مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہوکر آزردہ ہوا دار الخلافہ شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت میں مجبولی کی صابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع کی بعد چند در چند عرائض کے صولت جنگ نے ایک عرضی میں لکھا کہ میں اس خصوص مقدمین قسم کھائی ہے کہ اگر ایسا نہوا شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا صابت جنگ نے درجواب بخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارہ قسم کا بہت سہل ہے و ترک رفاقت عم خود جبل اور متواقت ارسال

اس رقعہ کو خود اوسکے گھر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالفت کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نہ مانا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر — تمہین اگر کوئی غرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تا کہ بر طبق اسکی تعمیل ہو اگر یہ دبیرو نکمو حکیم بیگ وغیرہ حاضر ہین سکیے تو سہل ہی عرضا کہ وے لیس زیادہ طرفین کو رنج کھانا ضرور نہین صولت جنگ نے خواسے گفتگو معلوم کر کے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرماکر اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کے خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناچار اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج جار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگے موقع پر آویگا —

زن بد پوچھ د نیکہ سے گھر * اسی عالم مین ہو وے اوسکو سقر —

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کے رہنا اپنا اختیار کر کے زوجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سے طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق تہا کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تا کہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضا سے برسات کے جانکی رام کو کار مامور پر چہوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا احمد خان کی طرف بدظنی تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کے پکڑے گئے زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہوگیا ہرچند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز بپاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کے نام حکم صادر

فرمایا کہ عطا اللہ خان کو بیرون اخراج ورنجیدہ نہ ہو کہ جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا پہونچی خود بدولت کے خانہ مذکور مرشد آباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کے عطا اللہ خان سے مستدعی برآمدن ہوا اور خانہ مذکور لاچارا اور امید شکستہ ہوکر جو کہ میر علی اصغر کے ہتھون وعدہ پیچ پیچ معتقد تہا امید وار حصول ریاست بنگالہ ہوا تہا مع عیال واطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اور ستاسی ہاتھی اور زر وجواہر نفیسہ کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہوکر حوالی مالدہ مین میر ضیاء اللہ کی حویلی مین جو موہن پور مین واقع تہی واسطے تیاری سامان سفر کے جا ٹھہرا اور مہابت جنگ نے سراج محل اکبر نگر مین رسوم جشن عید الضحیٰ کرکے بسواری کشتی روانہ مرشد آباد ہوا اور راہ مذکور کے اوسط مین بہگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ شہر کے ملاقات سے جو برسم استقبال پیشتر چلے تہے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری فیل جبکی کی راہ ہوکر بڑے شان وشوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور فتح یابی کی جلدو مین سئے سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین کو عطا فرمایا اس سفر مین بعضے عزیز جو عظیم آباد مین رہگئے تہے مانند اسوۃ العلما وقدوۃ الفقہا ذو المناقب والمفاخر کاشف الدقایق وانصرا مرالحجر المللی سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان جلیل القدر عالیشان النادر العین وعین الانسان زاہر حسین خان جامن مولوی محمد نصیر مرحوم تجوہا اللہ العلی الکبیر اور خان ذوی المکارم والاحسان تقی قلیخان مرحوم بن حاجی محمد اسمٰعیل مشہور جو صوبہ برہانپور کا دیوان محمد اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین تہا اور خان والا دودمان صدر ولایت دیدہ ورحجت ومروت فضایل ومکرمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ زاہد حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشد آباد وارد ہوئے اور صولت جنگ نے چند روز کوچ سے بعد عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی۔

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکے ہمراہ مرشد آباد آنا

مورخ بھی اسی عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تہا شاہجہان آباد سے بادراک آرزوے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ حادثہ شمشیر خان اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ مین نرہی تھی اور اب اونکی زندگی کا نوید سنا معاودت کرکے عظیم آباد آیا اثناے راہ مین مابین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبد العلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود میں توقف تھا زندہ زیکر بلا ہی
غربت میں مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہون یا زینہار از قرین بد زینہار ربنا وقنا
عذاب النار ؀ اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ مہابت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بھائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوگئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکے بیٹون بھتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و ارحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ حیدری نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
مانند غلام رضا خان خلف میر تقوی خان اور آقا عظیما سے مشہور ہے اور ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور رحیم علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضلاے عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت میں عازم مرشد آباد ہوئے ہیں مورخ کو انکی مفارقت میں عظیم آباد
کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سر رشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے
گامزن ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر میں صولت جنگ اپنے کشتی سے جسوقت
کہ کوئی غیر حاضر نتھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائے مورخ کو دلمین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت ہے بس اسی جگہ اونکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علی خان اپنے چھوٹے بھائی کے اوتر کر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ سے اوس مرحوم کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بروقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے پانے

سے دلمین رکھتا تھا اور نیز بڑے بھائی شہامت جنگ سے صفائی تھی مرشد آباد کا رہنا
ناگوار سمجھکر بھگوان گولہ مین خیمہ زن ہوا آخر کار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشد آباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کو اوس شہر میں اوتھلر
اوس حویلی مین جو دریاے بھاگیرتی سے اوس پار جگت سیٹھ کے مکانات سے مقابل واقع
تھی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گھر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی ۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفثانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ رے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنون مین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرایض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے سلوک تھا اور افواج مدد کی بھیجنے سے
رابطہ اتحاد کا متوقع تھا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشد آباد کو جو اپنے لڑکون کی شادی کو گیا تھا اور
پھر عظیم آباد کو لوٹا آتا تھا گنڈہ گولہ مین آکر جو اوسکا ممالک محروسہ تھا مہمان نوازی کی تعمیل ہوئی تھی
چاہتا تھا کہ مہابت جنگ بھی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بعلو شان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ صوبہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالیشان
سے رتبہ برابری رکھتا تھا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت مین کہتا تھا کہ سیف خان ہر چند ہفت ہزاری
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین ایکبار
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تھے ۔ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر
آگاہ نتھا اور بزعم خود جانتا تھا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بھی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کی گنڈہ گولہ مین آکر مقیم ہوے اور خیمہ ہاے
کلان با شوکت و شان سے استادہ کرکے منتظر ہوا کہ دیکھے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

بروقت اپنے عبور کے تیلیا گڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
کسواسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشد آباد نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تھوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخر الدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتھی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بہائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہی کہ جو کچھ اورون کی قبضہ مین تہا اوسکو بہی طمع کرکے چہین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لایق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی دالابالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو آخر ربیع الاول کو خود بہی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تہی مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوئے فخر الدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے نہ دیکہی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر در جواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمائیے انشاء اللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور متعاد
خراب ناسزا کامون کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکہتا تہا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاتے زمینداران ترہت وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تہوڑے سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزادہ بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب بی پایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشد آباد ہوکے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جنکے ہمراہ مورخ بہی

واسطے ملاقات اور اداے رسم تعزیت اوسکے باپ کے بہیجا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس
ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسرے
روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا
اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ درکوچ مرشدآباد کو راہی ہوا۔ اب صولت جنگ کا حال
جدا آنا ہر وقت مناسبہ ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشدآباد مین
پہونچنے کا بیان ہوتا ہے فخر الدین حسین خان نے مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر مہاندی کی اوس پار مخرج
چہوڑی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نے ایک گروہ کو پیشوائی کیلیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک و عجب
سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹہنے کا صادر فرمایا اور خطرہ پان و گلاب کی جو ہندوستان مین
معمولی تواضع ہے تعمیل ہوئی اور مطمئن فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا

راے رایان چین راے کا اس سراے فنا سے کوچ کرنا ✦

چهین

انہین دنونمین راے رایان چین راے نے انتقال کیا اور بیرون دست بعد انتقال اپنے
منصب کو بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہے کہ چین راے
عجب متصدی اور طرفہ ہندو تہا ملکی اور مالی مقدمات مین نہایت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت
شعار اپنے آقا نامدار کا تہا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سے وہ نوبت پہونچی کہ رفقاے
مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزندان مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر
کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر
کہ اوسکے بہتیجے اور بہائی موجود رہتے ہیں مہابت جنگ نے تذکرہ چین راے کا اپنے دیوان کی ہمیشہ
عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بلیار راے رایان کا وہ مرتبہ ہے کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی
کا مرتبہ میرے سر پر رکہتا ہے تم کیا شال دیتے ہو اور اسکو مثل سمجہتے ہو

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو
مخالفین سے چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشدآباد سے بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور
پہر صولت جنگ کے خوف سے رستہ سے لوٹ آنا الہ مین اور آنا مرشدآباد مین اور قید ہونا اور بیرون دست

کار اسے رایان خطاب یانا

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان
ہوکر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیگر مرشدآباد کو عازم ہوا تہا اثنا سے راہ مین اپنی والدہ
کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بہیجکر چند
ہزار سوار ہمراہ لیکر ساتہ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے بہونسلے
بہائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹون کے ساتہ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ
لکہا گیا دارالحکومۃ مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا با من و امان
اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور
وشر ملک بنگالہ مین نتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھکر اول ماہ ہیج الثانی
سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشدآباد سے نکلکر چند روز واسطے فراہمی
لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو ساتہ آٹھ ہزار
سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان پہنچکر حکم دیا تہا کہ چہاونی کرے
کہ اگر اچانک میر حبیب بمقتضای اپنی شیش زنی کی نواح مرشدآباد اور بردوان کی خرابی کا دریاپے ہو
تہانہ مذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ
بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت
استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ
مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطے علاقے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوکر
مہابت جنگ نے اپنی ہمنشینون غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ
کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہرچند انہون نے بہت کچھ سمجہایا مگر انہون نے کچھہ نہ سنا دوسرے روز مہابت جنگ
نے خود حیدر علیخان کے مکان مین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنے سے آتش مشتعلہ ان شیطان سیرتون کی
منطفی کرے اور کسیقدر تنخواہ پہونچاکر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کر دیں تاکہ جلد اوسکا بہی سرانجام
ہو مگر کچھہ مفید نہوا بدستور اپنی ہٹ کی سگئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی
ذات سے یہ مفسدہ اوٹہا ہوا تہا مہابت جنگ نے اس فاوید سے نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس
گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کرکے قاصد مدافع غنیم
ہوا فخرالدین حسین خان نے مہابت جنگ کو جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا حندا معلوم بعض ہوا دار آنہ

احمق کی سمجھانے سے کیا یا اوسکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کے عبور دریاے گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کے راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع
فوج وخدم وحشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونے مین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گھبراکر عرضی بھیجی کہ مجھسے کچھ تعرض نفرمایا جاوے
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کے نہین ممکن ہے جواب دیا کہ بہتر یہی ہے کہ جس راہ سے آیا ہے واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہوکر مالدہ مین آکر ٹھہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرما کر بلا توپخانہ
کے بردوان سے میدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کے ساتھ میدنی پور مین
چھاونی کیے ہوے تھا قرب مہابت جنگ کے خبر پاکر چھاونی مین آگ لگا مفرور ہو گیا
مہابت جنگ نے با دولت واقبال خارج آبادی سے رودخانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ میدنی پور کے اطراف کے جنگلو مین مرہٹون کی کثرت ہے حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جا کر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
ستارالہیا نے شب ہو چکی ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار وخراب ہوکر کٹک کی طرف فراری ہوے اور مہابت جنگ
پیشتر کو بڑھکر بالیسر مین آیا اوس مقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور ماناجی بے تاب ہوکر
اور یاراے مقاومت سے مجبور رہ پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہوکر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریاے بہدک اور حاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹھارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اوسجگہ سید نور اور تیر انداز خان اور دھرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بہاتی کی محافظت اور ملک کٹک کے متصرف تھے بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپکے مطیع ہین جسوقت ادھر رونق افروز ہونگے
مقالید قلعہ پیشکش کیجاوین مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کے
چند روز متعاقب رہا ایک ایسے جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہو گیا اور انبوہی اشجار اسقدر تھی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تھی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تھی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتھیون کے نقارہ ہاے کلان

بہجوا سکے جاوین تاکہ اوسکے آواز پر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تہی آواز پر آپہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور میر حبیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو دستہ جنگل پر تعنات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کے لب ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طے مسافت
کرتا ہوا دریا سے مہانده سے جو قلعہ بہائی کے نیچے روان ہے پار ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر اعلام نصرت آیات
استادہ ہوئے - مخفی نرہے کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجا کر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت - القصہ
چونکہ فوج ظفر موج نے برابر چھہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
تک حاضر رکاب - باگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نتہا کہ لڑائی در کنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلین اسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سائبان گرمی آفتاب
سے اور بیسر آزاری کا نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سر انداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جس وقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جا کر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سر انداز خان بہی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہے فوراً لپٹ گیے اوسنے بہی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتہہ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کرنے کا عازم تہا کہ مہابت جنگ کے برابر جاوے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کے ہاتہ کے زخم
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہوے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کے کہ شقی بیباک اور سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہوئے

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ
نے اپنا رہنا باہر قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اللہ بیگ خان اور راجہ دولبہرام
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوئے تھے دوبارہ محاصرہ قلعہ پر مامور فرمایا
اور خود بدولت کٹک میں داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامہ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورون
نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کو وسیلہ سے
بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کردیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبہ رام کی پاس چلے گئے
اور مہابت جنگ بنا بر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا ـ

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہاٹی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک ماموز ہی اوسکے گرد دو ندیان مہانداور کٹھہ جوری
ہین اور اونکے اطراف رود خانون سے ملحق ہین اور پشتی اوسکے پتھر سے مستحکم بنے ہوئے ہین دونو
دریا برسات مین تو چڑہجاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہانده کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوری کا عرض انکا آدہا ہوجاتا ہی مہانده کے کنارہ قلعہ واقع ہی
دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے کمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور
پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوری کو کنارے پر ہی اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوری پر اور پشتہ پختہ پر موجود
ہین کمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے
نیچے سے دریاے کٹھہ جوری جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
مین صحراے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سرسبز اور تازگی کے ساتھ اوس
جنگل کی ابتدا سے پہاڑ ہو گئے ہی اور شہر والون کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قطعہ
مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کے زمینداران اطراف
سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ مایحتاج کا پہونچنا دشوار ہوجاے اگر برسات مین
کوئی بنگالہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو ـ مہابت جنگ
کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکہتا تہا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچہ میسر ہوا مغتنم سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کمین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور
شیخ مشار الیہ جسکے دلمین کبھی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتے تہے بروقت تقرر کی موجب
اس شعر کے سلطنت گرچہ پو باری سے ہی تو ہی بہتر ÷ ایسا جو کیل میسر ہو تو کیا ہی خوشتر ÷ نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹھہ تہا بارش متواتر اسقدر
برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تہے جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریاؤن مین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن
تہا اکثر نالون پر بہت انسان و حیوان ہلاک و تلف ہوے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہے کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرائی کے اوترنے سے جو کہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتے ہین اور حیوان وغیرہ تیر اکر پار کرائے جاتے ہین لہذا جنس حیوانات سے
صد ہا گاؤ بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہو گئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا ستّرہ راس گہوڑے
غرق ہو گئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کے متصل جاری ہے کل لشکر کو بصد خرابی
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریاؤن
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز دردسر کے کچھ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کر کے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای
عزت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہو کر ہاتھ پیر سے بیکار رہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا
حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور صلابت جنگ بعد طے مراحل کے آخر جمادی الاخری کو گنوڑہ
پہونچا اور ناوے کے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تھا عبور کر کر اوایل ماہ رجب سنہ مذکورہ
کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تھی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ
مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دست پیشکار نے راے رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی
خلعت سے سرفراز ہوا —

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح کے کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے
نگاہ سے گر گیا تھا اکثر رفقا رنجیدہ ہو کر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و منال
و چند ندیم جرات اور پیادہ مواتی وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ کے ہمراہ قصبہ الدہ مشغولی ظاہر و باطن کی
بموسم گرما مین گذارہ کر رہا تھا تا کہ دیکھئے کیا پیش آئی صلابت جنگ نے اوسکی کینہ کی اس حرکت سے
دریافت کر کے اوسکی مال و متاع کے چھین لینے مین جو کہ مبلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تمام قسم جواہر
وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تھا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بھیجکر اوسے حضور مین
طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کر کے اسباب یحتاج مہیا کر دیا اور اوسکی
نگاہبانی پر محافظ تعین کر دیے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پاس تھا ضبط کر لیا اور
حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانے کے جو کہ بردوان سے مرشدآباد آیا تھا سوتیا بند کی عارضہ مین اندھا
ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی داروغگی توپخانہ دستی کی تا بہنگی
اور میر ضیاء الدین کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تھا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین
وقت مین مہدی نثار خان نے باستدعاے نادر سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہو کر
مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضی خان وغیرہ سرداران کے مرشدآباد
پہونچا سراج الدولہ جو اپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکھتا تھا اور مہدی نثار خان اوسکے
باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنا لیا
مہدی نثار خان کو زیادہ رفقا سے سابق سے مشمول عنایت فرما کر ترقی مراتب مین وزیر و رسانی ہوا

صلابت جنگ کا روانہ ہونا سیدلی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی او سیدلی پور مین

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر پہنچنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک و حسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور و جفا کھینچکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج و محن کرتا تھا اور مرہٹہ اور رافضان کی جماعت اپنے ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت و تاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقہ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشدآباد کی جانب مشرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہان پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتے تھے اور کثرت کی وجہ سے اکثر گلی کا گلہ شکار مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر جو بدستی ہی مار پیٹکر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سے بڑہکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوازہ دہشت ادبار اور مفقود الخبر ہوگئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند و بست اس مرتبہ اسطرح سے کرلے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہی کہ جسکا خیال ضرور ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاونی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب اونکے روانہ ہوا دوست محمد خان نے اول صبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدری گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاؤن بھول گئی ہوش باختہ مفرور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب پہونچکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشتر وہی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقتین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آگئی

اور جبکی سبکی بھی اوس سے بدتر ہے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران متعمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدا نخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سے
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی چہاونی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبد الہادی خان جوکہ اولی جماعہ داران سرکاری مین تہا
سید محمد لیبا دل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئی کہ ملازمین سرکاری تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہی عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سے متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جیسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر مین سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چہارم بھی مشکل سے برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکاری لکہو کہا پہونچیگی صلابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبد الہادی خان سے رجوع ہوکر حاضری دیئں اس سانحہ سے عجب طرح کا
انقلاب اور اضطراب روسا سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بیمروت بن گیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک جہان کی کہ کسی عمدہ کی رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تہی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صدہا رہ گئی - اگرچہ سرکار کی کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت کے جلدو مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا غبن منظور تہا ونہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ صلابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی چہان بنان او جستجو کرنا بیت سراسر غبار است این پہن دشت ؛؛
از یں چشم پوشیدہ باید گذشت ؛؛ اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشد آباد
کو راہی ہوئی صلابت جنگ کو تو انکا استیصال بجان و دل منظور تہا اور فوج متعینہ مرشد آباد
ہرچند ان راہتا دفتا میدنی پور سے متحرک ہوکہ بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آیند لشکر ظفر پیکر

لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشدآباد کے نرہا غربی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان خلف سیف خان جو کہ مرشدآباد مین حسب الحکم نظر بند تہا تگہبانون اپنے کو غافل پاکر یا ساتہہ طمع کے اپنے اتفاق کرکے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم مین پلاتہا کبہی سفر کی سختی نہوپچی تہی اور اس سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد کو روانہ ہوا جب وہان جاپہونچا جوزر وجواہر کہ والدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا او نہین سے جو کچہ ہاتہ لگا اوسی سے گذر اوقات کرر ہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو تو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیرونگاہ پر پہونچا تا ہون یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہوکر رہنماے فوج ظفر موج ہوا اور قطع راہ بطور یلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئین ایکرات کو تمام شب قطع راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نابردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہاہی راہی ملک عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور ہرکارون نے اوس راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوانین آنکر تا کچہ دیوان راجہ بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنونمین میر محمد جعفر خان جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشدآباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملے کی میر جعفر خان سے بہی کسیقدر ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنی نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبدالہادی خان کو دیوے ہر چند خانمذکور راضی نہ تہا مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الارشاد نیابت عبدالہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے سپاہی کی پورش کی جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

در پے تہا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل مرشدآباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشدآباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تہا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدرشناس نپا کر قصد کیا کہ اگر فلک ساتہ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا ایکروز سنتا ہی چونکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بیباکی سے گفتگو کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اونکے کمتر ہونیکی شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر تم مرشدآباد ہوکر عظیم آباد کی راہ لو جانکی رام جو کہ مہدی مغلوب اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹہا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کے اور کچہ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول ۱۱۶۳ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشدآباد ہوتے ہوئے مع رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بھائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تہا قبل اس سانحہ کے بسبب تقدیر ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تہا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تہا بھائی کے ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بھائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرادیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور چہاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تہا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ و مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دولتخانہ خاص کا حکم دیا اور متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا لاجرم ہر ایک نے مایوس ہو کر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوا لیا سراج الدولہ اپنے حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کے جو اوسکی پرورش کردہ تھی سواری رتھ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس تقرب اساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہو کر پالکی پر سوار ہمراہ معدودے ملازمان بے اختیار کے درپے ادراک اوسکے ہو کر اسے دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ اگر میرے واپس لیجانے مین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی اور بنابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہو گیا اپنا رہنا میدنی پور مین محال سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو بشمول عواطف فرما کر اور دفع غنیم کے بارہ مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھ دن کی راہ چار روز مین طے کر کے دار الامارۃ مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کر کے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترک

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بہیجا سراج الدولہ بہاگلپور کے طرف پہونچا تہا کہ یہ خط
ملا جواب مین لکہا کہ جنابعالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی دریے
پرورش ہین ازانجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجہے ذلت ہی کہ بروقت
سعادوت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بہی نہ بڑہا اور شہامت جنگ کو ولایت
عہد دیکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے
کوئی شفقت و نوازش جواز دیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہرگز تشریف
نہ لاونگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی
جواب ہرکارہ کے زبانی بہی کہلا بہیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے
نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو
ہی اوسکے سر کو میرے پای فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پہر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من
تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی
حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین
لکہدی سے غازی که پے شہادت اندر تگ و پوست ۞ غافل که شہید عشق فاضلتر از وست
فردا ے قیامت این بآن کی ماند ۞ این کشتہ دشمن است وآن کشتہ دوست ۞ اب قلم وقایع نگار
لکہنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکہتا ہے
کہ سر رشتہ سخن کا ہاتہہ سے نجاے

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور سینا مجوبار جانا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکہا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تہا
بدین مضمون کہ ہین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے
قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تہا کہ اہل و ناموس
کو بذریعہ کشتی غازی پور بہیجے تا کہ جب سراج الدولہ آوے حسب معقد و رتعمیل کرے اور اگر
وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین نتہا کہ سراج الدولہ
بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدہ مورخ کو جو کہ بجاے

اپنے والدہ کے سمجھتا تھا اپنے مکان مین بلا کر اظہار ما فی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موصوف نے ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بھائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآ نہوگا اور بالفعل یہ ہندو نایب ہرچند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور یہ سراج الدولہ مہابت جنگ کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اوسکے آنے مین کچھ مضرت نہین انجام کار یہ شیر شکار جائیگا تم مفت مین اپنے قتل کے روادار ہوگے اسقدر موجود ہی زن وبچہ کو روانہ کردو اور خود گھوڑے کی سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تھی ہرچند والدہ مہربان نے سمجھایا کچھہ نہ سُنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہو سکتا کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگر حیات مستعار اور اقبال کامگار نے یاری کی اوس ہندو بنگالی پر فتح پائی فبہا اور اگر ایام زندگی برابر ہو چکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ الغرض اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہو کر بجے ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف در بنگا اور گنگا کے اوس پار تھے اونکے نام خطوط الٰہی مشعر و عدہ دلخواہ سراج الدولہ کی طرف سے لکھہ بھیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرتی تھین بلکہ اکثر لوگ جو چلے تھے جب اثنا ے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست کی خبر سُنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے فراہم ہوئے سراج الدولہ نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جایئے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کریے اور خدا نخواستہ کوئی چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکھہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچھہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی محبت مد نظر تھی اوسکا حال سب پر روشن تھا اور عیان ناچار اسی کشمکش و پیچ مین مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بھائی اور اوسکا خسر تھا بھیجا تا کہ ارادۂ غیبی سے آگاہی بہم پہونچائے مصطفے قلیخان حاضر حضور ہو کر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو سمجھا دیا تھا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

آنے نہ دینا چونکہ سراج الدولہ کی تنگی حوصلہ مین اخفاسے راز کی جگہہ نتھی اپنا اسرار مصطفی خان سے
ظاہر کرکے جانکی رام کے احضار مین استعانت چاہی وہ تو بڑا لسان بسیار گو تھا بلا تامل راجہ
جانکی رام کو لانے کا متعہد ہوکر رخصت ہوا بحسب تقدیر اوس روز مہدی نثار خان کسی کام کو باہر
گئے تھے مصطفی خان رخصت ہو چلا گیا اور جانکی رام کو اسکے بد باطنی سے خبردار کردیا جانکی رام نے
جو ارادہ حصار کیا تھا وہ فسخ کردیا شہر کے دروازے بند کرا دیے اور بارادہ قلعداری کے بیٹھا
سراج الدولہ جو محض بے تحمل تھا نہایت آزردہ ہوا اور اس اعتماد سے کہ کوئی اوسکو ہمارے گا
تسخیر قلعہ اور جانکی رام کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا محمد مہدی نثار خان نے تا رسیدن سپاہ توقف کیا اوس
ابلہ ناعاقبت اندیش نے کثرت اضطراب سے فرمایا کہ مین تمہارے کہنے کے بموجب سلطنت
چھوڑی جانبازی کو آمادہ ہوا اور تم لڑائی سے جی چراتے ہو مہدی نثار خان کو ایسے کلام کی کہان
تاب تھی آشفتہ ہوکر کہا کہ اول میری بات نمانی دراندازون کو دولتخواہ سمجھکر محرم راز کیا اور شکار
مقصود کو دام مین آتے ہوئے اوڑا دیا اور اب ساتھ ستر نفر ہمراہی کے جنمین بعض جانباز اور
شجاعت شعار بیدار ہونگے قلعہ ستانی کی عزیمت کرتے ہو دو روز صبر کرو فوج شایستہ فراہم ہوگی
تب ارادہ دلی ظاہر فرمایا اوس کمینہ نے وہی کلمات جو پیشتر کہے تھے دوبارہ پھر بکے مہدی نثار خان نے
جانبازی پر قدم مضبوط کیا تمام شب درگاہ ایزدی مین زار نالان فتح و نصرت کا خواہان رہا اور
کہا تعز من تشاء و تذل من تشاء پروردگار میری جسکو چاہتا ہی تو عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت
دیتا ہی امیدوار ہون کہ کافرون پر ظفر یابی ہو صبح ہوتے مع چند رفقا کے تسخیر قلعہ پر کمر باندھی یہ سانحہ
آخر رجب یا اول شعبان سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو واقع ہوا القصہ بدین وجہ کہ شرق رویہ دروازہ اور فصیل
پر محافظان قلعہ کا بڑا اژدحام تھا بہانہ کیا کہ سراج الدولہ کے باپ کے مزار کی زیارت کو جاتے ہین ہیبت جنگ
کے مقبرہ پر لگیا اور وہان سے سراج الدولہ کو اپنے گھوڑے خنگ رنگ پر سوار کراکے گڈھی کی
بیگم پورہ پر یورش کیا چونکہ اودہر بھی محافظ مستعد اور موجود تھے اور چست ہونے اگر اقربای راجہ نیا بہادر
کے لوگونکا اہتمام تھا فوراً لڑائی شروع ہوئی برق اندازی اندرون قلعہ سے شروع ہوئی اس حالت مین
مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو مع چند محافظان کے زیر دیوار چھوڑا اور خود مع رفقا کے
پیادہ پا دیوار حصار پر چڑہا کسیقدر زخم بھی ہوئے چنانچہ مہدی نثار خان کی بھی بازو مین ایک تیر
ترازو ہوگیا اور بعض لوگ مانند امانت خان وغیرہ کے بدر رو سے جو بمرور کثرت آب سے کسیقدر کشادہ
تھی اندرون قلعہ جا پہونچے اور دروازہ کھولکر سراج الدولہ وغیرہ باقی ماندہ لوگون کو قلعہ کے

اندر کر لیا میدان مذکور خس و خار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ بکتہی پہنے ہوے تلوار حمایل
کیے مع رفقاے معتمد کی سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگی آگی چلا آتا تھا تا آنکہ بدر خلیل اللہ
والد مرحوم کے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہے اور دونون کے مقابل شارع عام
دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہے پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان
وغیرہ کے فیل سوار ہو کر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کی سر چوک
پر حیران کھڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہے البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین
بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تہا ہاتھ مین برچھی
لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو کدا تا ہوا بکمال جرأت و بہادری و دلیری سے در آیا اور حسن علیخان
کے اژدحام مین جو دروازہ جنوبی بازار و بیچ چوک مین متصل مسجد حاجی تاتار کے غلبہ اور ہجوم کیے
ہوئے تھے جا کھڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اوسکے مقابل ہو ہانی و کانونکی
گوشون مین چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کی بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع
کی اور زخمی کر دیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تھا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اون
بد سرشتون کی گولی آکر لگی اور نقد روح اوسکا رنگ کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا
جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے مخالفت کرتے تھے مہدی نثار خان نے برآشفتہ ہو کر جواب دیا
کہ ایسے مقام مین اسطرح کی خیر خواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکھتا ہو میرے
آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکہنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین
اور آدمیون کے امانت خان کی مدد پر دوڑا تھے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تہا
مدار بیگ نے بھی تیر و شمشیر کے زخم اوٹھا کر گولی کھائی اور زندگی سے ہاتھ اوٹھایا اوسکے
لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انہون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام
مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تھی پانچ چھ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے
لوگون نے بھاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کھڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ
الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا
لیکن سابق کے طرح سے جما وہ نہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تھے اور باطن مین بھی مدار بیگ
کے اولاد و رفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تھے متعاقب مہتہ جسونت ناگر کے فراری مسلح
اور مستعد آ پہونچے اور مہدی نثار خان کو بیچا نکر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے الگ

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال بھی بہتر ہی کہ اپنے راہ
لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اسوقت مین ہم تم باہم
مخالف ہین ایسا ہو کہ جسمین تمہاری خواہش عیان ہے پس اب دافیتغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے
مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ باآبرو تہا ناچار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان کے
مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہو کہ ہمراہیان
نامرد کے دل نہ بڑہے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر
دل توانا ہوئی اور رجانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار وگیر مین سراج الدولہ
کی فتح ہوجاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اے فلانی مجہکو تجہسے ایسی امید
تھی لیکن کچھ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کی چپ کے طرف تھا
میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تہا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا
اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست فرمایا اوس نامرد نے دہوکہا دیا پیچھے
سے آکر ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بستر ناکامی پر گرا
انا للہ و انا الیہ راجعون بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کردیا اور سراج الدولہ
نامرد اس مشاہدہ سے گہبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چھپا اور مصطفے قلیخان
کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہوگئی سیف خان کے میرزا دو کہ ان مین ایک
شخص میرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی
اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت نے مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم
منکر چہرہ پر کہایا تہا خون چکان سراج الدولہ کے پیچہے مصطفے قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفے قلیخان
نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرکے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ
مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکو مکان پر مہری
لیکر مراجعت کی اور رجانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچھ دیر دروازہ شرقی
پر لٹکایا پھر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کرکے اجازت تجہیز و تکفین صادر فرمائی اور
وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ اون گور مین مدفون ہوا اور رجانکی رام نے
اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہمین است
پایان دنیا ہمین ہا اور بموجب بشعر محتشم اکبرنامہ کہ ہے دنیا و دنیا کی یہی انتہا ہے بجز بہو خالی نہو باوفا

اللہم اغفر لہ درجتہ فی اعلی علیین و الحقہ بآبائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کی محفوظ رہنے اور مہدی نثار خان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہہ پر بدستور قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سی ملاقات کرنا اور بیمار ہو کر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاودہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمنا سے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تہا رات دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب قصبہ غیاث پورہ طرف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمی ہوئی سید اسد اللہ خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بہیجا اور اپنی آرزو مندی کے پیغام دیئے خانمذکور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جدامجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی عرضی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تہا پر کاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تہا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹہا دیجا وین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدہ شکر مین سر رکہا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنے پر سر جہکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کہینچکر بے اختیار رقت کی اور پھر رسم کور سجدہ شکرانہ جناب باری تعالی کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنوائی تہی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجہ لاچاری واقع ہوئی تہی نہایت آزردہ تہا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کرکے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جدامجد کے مشمول عنایت فرماکر رخصت کیا اور چونکہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نتہا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تہے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چہوڑ آیا تہا چندان اعتماد نتہا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرماکر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنون مین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام سے کوئی طبیب تھا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر رکاب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی سطے مسافت مین
عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہر زادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی وعملی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سی بخوبی
واقف تھا اثناے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشدآباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقعہ راج محل مین شرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشدآباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر اپنا سے حکیم ہادی علیخان کرتے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تھوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کاملہ کی اس قدرشناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور ... مرصع اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم و تکریم مین بھی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کی پاس اوترتی تہی اسکی بھی پالکی اوسی مقام
پر جا لگی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تگ و تاز
کا بھی اندیشہ تھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تمام تھا یکم کر ایم واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے منشور نوید صحت اور نیز وعدۂ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا تھا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو۔ صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چندکوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکہہ بہیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشدآباد ہوا۔ صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جوکہ اسم بامسمی تھا جلد بہیجا اور ساعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کی پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جوکہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہر النسا معروف گہسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکہتی تہی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کاروبار خانگی کے اختیارات اوسکو دیئے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اول تو انکار کیا مگر بسبب شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جمع ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہوسکتا تھا اور رہا نا تمام عورت اور مرد کا پورنیان مین ناممکن تھا بنا سے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا —

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کے قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تھین اگرچہ بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا ہر چند صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ و ہمرسے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کے مشرف پابوسی ہوئے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر بیر بھوم اور میدنی پور کی جانب آنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلا کر جنگل اور پہاڑ و نیز بنگالہ کے غرب رو بہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان منہزمہ کی رخ فرمایا لیکن جبکہ تاب نہاں تھی جب لشکر منصورہ جراره پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بھاگ جاتی مہابت جنگ نے تعاقب [illegible] تاب استقامت نہیں تھی چار کہیں پر ٹھہر نیکی جگہ نپا کر کٹک کو بنگالہ نہیں ہو کر مفرار ہی ہوئی اور مہابت جنگ نے بافتح و فیروزی مرشد آباد کو معاودت کی کٹک سے نکا خارج کر کے دوسری سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ میں نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکھکر اور اپنا اوٹھانا سالہا سال سے اور دیکھی صورت بہبود تمنا کی آئینہ مراد میں ایسی فکر کی در پے ہوی کہ جس صورت سے ممکن ہو صلح ہو جاے چونکہ بالکل کٹک سے ہاتھ اوٹھانا اور بنگالہ سے ہراسان و رسوا ہو کے پر راضی ہونا رگھوجی بھوسلہ کا خوف دلاتا تھا چنانچہ بعض پذیرائی پر مہابت جنگ کے اطاعت کے خواہان ہوئے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتمدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان کے پاس بھیجا مشار الیہ نے اونکے التماس بر وقت مناسب مہابت جنگ کی حضور میں عرض کی نواب ہو صوف اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کی اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر چند وجہ سے اول ضعف پیری کی دوسری آسایش ناتوانان عاجزان ضعیفان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا کیونکہ اوس زمانہ میں سن شریف چھتر برس کا تھا اور مرہٹہ کی لڑائیوں میں دس برس برابر تردد و مشقت حاصل ہوئی تھی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کی حصہ میں ہوتی رہی مگر اکثر غربا اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکھینون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہو گئے تھے اور ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر میں زندگی بسر کرتے تھے بہر حال بنظر وا دید مذکورہ میر محمد جعفر خان کو حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بھیج جس وقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت میں سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی ثالث بالخیر اپنے یکان کو رخصت پاویگا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے فرستادون کی ساتھ برسم بشیر شادی روانہ کیا مشار الیہما میر حبیب کی پاس پہونچے مہابت جنگ کے رضامند ہونے سے میر حبیب جسکی خیال میں یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کی سننے سے [illegible] شاد و خرم ہوا اور صلح مہابت جنگ کا [illegible] مناسب جانی اور کہا اسکا خواہ برا ہو خواہ بھلا لازم ہے اور [illegible] بھیجا مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکو وساطت سے شرف ملازمت مہابت جنگ [illegible] حاصل کرکے اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب [illegible]

فرستادہ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جس وقت کہ مہابت جنگ کٹک میں رونق افزا تھے
انکی ملازمت میں فائز ہوا اور ہمرکاب ہو کر مرشد آباد میں وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحہ فیما بین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کی درمیان ہونیکا

جب مہابت جنگ مرکز دولت میں پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کر کے عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب در پیش رہے شروع سنہ ۱۱۶۵ ہجری میں اس طرح صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو کی تنخواہ میں دیوے اور علاوہ اسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے کہ پھر قلمرو مہابت جنگ میں ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے متصدیان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے اور فوج مرہٹہ رود خانہ سون ایکا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نہ کریں جب میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرما کر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کے بنا بر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مد نظر ہوئی اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور سید نیپور جو کہ ابتدا ولایت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگھ کو جو ہرکاروں کا جماعہ دار تھا اوس جگہ کا فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نرائن سنگھ اپنے بھائی کی جگہ حضور میں مقرر ہوا۔

ذکر عاودت رابعہ بیگم برادرزادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت میں

انہیں دنوں میں پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول راے اور احمد بنگش کی لڑائی میں واقع ہوا بوسیلہ تمام قرابت اور برادرزادگی مہابت جنگ کے رو براست شہر مذکور اور روشن خان زمیندار صوبہ بہار وغیرہ سے موافقت کر کے اکثروں کو عطاء بالایقہ اور اکرام لائقہ سے ممنون احسان و منت فرما کر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچا اور وہاں سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال راے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اُسکا بھی مرنا اور امید رام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین راے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امید رام اوسکا پیشکار بلاتعین دیوانیکی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد راے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تہا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تہا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہ بنارس مین مقیم تہا انہون نے بمضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امید رام کے نام رہی چونکہ یہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تہا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھ وغیرہ زمیندارون سے پانا واجب تہا اور کوئی اوس زر سے واقف نہ تہا اس شخص نے بنظر کاردانی و خرم و دانائی و راہنی جانفشانی کے زر مذکور وصول کر کے چند لاکہ روپیہ کرور بریز یادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنی کارکردگی سے بدرجہ غایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کے درد و اذیت مین اسیر ہو کر اس دار ناپایدار سے دار و گیر جہنگارا حاصل کیا چونکہ امید رام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی سے ترقی پایہ ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہو گئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بھی معتمد اور ردولتخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسیکے اختیار مین تھی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابتدار کٹک مین رہتا تہا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تہا میر حبیب نے کٹک کی حاصلات سے بارہ لاکہ روپیہ نقد اسنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لیے مقرر کر کے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے کی گذرنے پر واقع سنہ ١١٦٦ ہجری کو جانوجی ولد رگہو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکے صوبہ کو مین آیا تسعدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سی ناراض ہو رہی تہی جانوجی کو
جو کہ جوان خودسر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سی بہی باہر تہا میر حبیب کی جانب سی ورغلانا اور محاسبہ کی خواہان
ہوئی جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سی تہہایا اور
تمام دن لطف و عنایت سی شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سی دور اوترا کرتا تہا ہمراہیان میر
فے طول نشست سے گہبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تہوڑے سے لوگ وہان حاضر رہے جب شام ہوئی جانوجی
پوجا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور راوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئی میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون
حساب زر اور لکہہ دینے دستاویز زر متصرفہ کی جانے نپاویگا میر مذکور تو رگہو کی عنایت اور اپنے
حسن رفاقت پر اعتماد رکہتا تہا جانوجی کی کہنے پر سر خندہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سی چاہتا تہا
کیونکہ جانتا تہا کہ جب اس مکان سی نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کی پنجہ سے
رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکہا کہ کچہہ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور
چالیس پچاس آدمی سی جو ہمراہ تہی آمادۂ جنگ ہوا اس کو یہ بہی خیال تہا کہ بدون حکم رگہوجی کی کوئی
مزاحم نہوگا مگر تقدیر سی نوبت گذری تیغ و تبر کی بارہی آئی یہ تو قلیل تہی ادہر مرہٹہ کی کثرت تہی
باہر نکلنے کی راہ نپائی اکثر رفقا کی ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئی ہر چند رگہو اس خبر کی سننے سے
اپنی لڑکے سی نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تہا کہ اپنی شجر جفاکشی کا
پہل چکہی بیگناہی مین جان سی گیا اسکی بعد صالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تہا کٹک کی نیابت پر
مہابت جنگ کی طرف سی اور نیز مرہٹہ کی طرف سی سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تہا
وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سی اپنی کو زمرۂ نوکران مرہٹہ سی سمجہتا تہا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نراین کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع آخر سنہ ۱۱۶۵ ہجری یا اوایل سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین جانکی رام نایب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی
مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سی پروردۂ خاندان مہابت جنگ تہا
اور جانکی رام کی عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکی اور نیز شعورمندی کی
جو کہ سیاق اور معاملات مین رکہتا تہا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطای خلعت اور سرپیچ مرصع اور
شمشیر و فیل سی سرفراز ہوا اور راجہ دولبہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنی باپ کی نیابت مین
دیوان تن تہا اور زمرۂ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطای خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سی سرفراز ہوا

اور واسطے سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبۂ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور
مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذر اوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کو واسطے اوسکے وقت مقرر فرمائے شکار سے
اکثر شوق تہا لہذا موسم سرما مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان
و مرغہا سے دیکہنے کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنے چچا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سے آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبہی کبہی مرشدآباد مین بہی
آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے
بہتیجے اور ہیبت جنگ کے لڑکے تہا اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکہکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا
تہا انکہ واسطے شادی شکر اللہ خان ولد سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکیدین
کہین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کے جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال
کے سرانجام شادی مہیا کرکے مرشدآباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا پوتا تہا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجہلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع
پیدایش سے بسبب لاولدی کی اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری
چیچک مین اسیر ہوا آبلونکی وہ شدت تہی کہ کسی نے ایسی کثرت نہ دیکہی تہی الغرض عین شباب مین جان
بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا محشر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین
ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سنہ مین ملتوی ہوئی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان
چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکے مرنے کی رنج مین بیقرار رہا اگرچہ شہامت جنگ اور زوجۂ شہامت جنگ
اور اوسکی ساس اور نیز دیگر احبا اور اتباع وغیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی لیکن کچہہ
سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین بیمار رہا چنانچہ اس واقعہ کے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سے اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے
چچا کی فرمان برداری کی جب وہ گہر کو گیا دستار سر سے پہینک بے اختیار ہائے ہائے کرکے رونے لگا
اور کہتا تہا بیٹے بیوفائی کی عہد نہ بجا لایا اسطور سے گذر اوقات تہی کہ اللہ تعالی نے اکرام الدولہ کی
مدخولہ سے جو قبل اوسکی وفات کے حاملہ تہی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضای شہامت جنگ
کے بمجرد ولادت کی حضور شاہی سے منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مراد الدولہ کا
مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ نالکی طلب کرکی عطا یا یہ مذکور کہ خود بذاتہ شہامت جنگ

سے رو برو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مایل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجہنے لگا
مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے مہیا کیا
وحشم واسپ و فیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردیے لوگون کیواسطے ایک
ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگزاری
عظیم جانتے تہے باوجود اس حال کے بہی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتہا ۔
سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کی سرفراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تہی
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تہا اور مہابت جنگ باوجود قدرت کی
اور نیز بہت سے جور وستم سرفراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہوچکے تہے لہذا غیرت
مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسطہ مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سروری کوسون دور ہوئی جو جو کام
کرنے لگی ہر ایک نے اخذ زر و مال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے
سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کو سہل سمجہکر ناشنودہ ٹال جاتا اس
اور بہی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی عربدہ جوئی کی عادت آگئی خدمتگار مصا
جمع کیے اور تحفش بہا بہ نبا کیا اور ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹہایا ایسی دلاین کہونا لی
اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور بہائی وغیرہ کی درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور حسن قبح کار کی اصلا نہ
حماقت سواطن مردان اور نسوان پہ مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا کہ انا ربکم الاعلیٰ اقوال
اور نہایت بدون پر آیا اور اسقدر غرور سر پایا کہ اپنے کو فراموش کرکے سب پر دنیا کو بہلایا اور بجائے رواج انصاف
مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کی ظلم و
سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر تو چڑہی ہوئی تہی شہا
اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت و اقتدار دیکہکر خون جگر پینے لگا
رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجہتا تہا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ
جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہی کینہ نہانی اپنے دلمین رکہتی تہے اس احمق نے
کو بانی فساد سمجہا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی
کی فکر مین ہوا ۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تہا اور جسکا نام
دور صدا قسمت محمد خان لقب تہا بسبب ناموافقت عملہ حسین قلیخان کی مرشد آباد مین آکر

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تھا اول سراج الدولہ نی اسی کو بہرکایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان
برادرزادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنونین مالیخولیا مین گرفتار تہا مار ڈالی
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان پیدا ہوا اور بکہیڑا ہوا چند روز اس وہم سی
کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکی پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نی ہجوم کرکی آقا باقر قاتل کو مار ڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجہ
مہابت جنگ کو متفق کرکی شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نی بہی بسبب چشم بندی تقدیر کی راضی ہو کر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کی کام نہین ہو سکتا جب اوسکی دادی نی مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی شوہر یعنی شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تہی مگر وہ ان دنون
کسی سہل سی امر کی باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہو گئی تہی اسوجہ شریک
شورہ والدہ ہو کر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی لاوبالی اور خصوص اوندنونین ویسا اور رافضیہا سی بیخبر تہا راضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگی بدعہدی کی اور مہابت جنگ ظاہری بدنامی کی رفع کرنیکو مرشدآباد سی بعزم
شکار سراج محل کو چلا گیا اور اودہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطے پورنیان سی کوچ کرکی اپنی چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بہی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نی اپنی دادا کی غیبت مین واقع
سنہ ۱۱۶۸ ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمتمین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور راثنای راہ مین دونو بہائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہو کر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کرلاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکانمین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کریں داروغہ نی
کچہ جواب نہ پایا ناچار واپس ہوا اور جو پیادون نی مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر شتابگاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلا کر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بہی اپنے بہائی کیسیطور پر عاجزی کی کلام نہ کہی بلکہ درشت کلام
سی گفتگو کی اور فرمایا کہ اے نامرد مردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا مصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشد آباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوے مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادر زادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات الٰہی اسوقت واسطے آمادگی جنگ کے جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کے اداب پر راست تحریری سے تھے لہذا طرفداری جس جگہ جیسا گذرا ہے ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین دیتا ہون انصاف پسندون سے امید ہے کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سے نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خورمی سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کے مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکے کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہے اگر آپ سے اصلاح کیجاوے مناسب ہے مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی جان سے محض بیخبری رکھتا تھا ہان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سے مقصر نتھے تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کو مع زن و خدمہ اور دیگر متعلقان کے حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لاکر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کو روکنیکو معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجود دیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنے شوہر کو ڈولی مین سوار کرا کر اپنے گھر لے آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نے پوچھا کہ آج کون دن ہے لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سے آثار بشاشت ظاہر کر کے کہا کہ عجب روز ہے کہ اپنے معشوق سے وصل ہوگا ظاہرا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کے پہلو مین مدفون کرین لوگون نے بمجرد مشاہدہ محبت کے جا سے مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرھوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کے رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدھارا اور اوس مرحوم کے منشی نے کلمہ (خدا ایش بیامرزد) سے تاریخ رحلت کا نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہر کے سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اسد تعالیٰ کے اقتدار سے مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نے نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سے اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا سبر وقت لیجانے جنازہ کے بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کے دید و شنید مین آیا ہوگا

مبلغ سینتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفہ اور یتیموں اور بیکسوں وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سے باہر تہا بجرد ملاحظہ رویت ہلال کو ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتے تھے اور شہامت جنگ اپنے حضور سے خواجہ سرایان معتمد کے ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دے اللہم اغفر لہ وارحمہ ـ

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنے خاندان سے زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمار داری کرتا تہا اپنی اوقات عیش ونشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشدآباد کی عورتون اور بچون مین جسکی کوئی وارث نتہا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سے عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کر کے اپنے ہی خرچ مین لاتا تہا یا کسیقدر خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنے عیال و اطفال جانتا تہا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کر دی تہی رفقا اور ملازمین سے دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتے تہے ہر چند لوگون کے ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدا فسرت خود نہایت حقیر سمجہکر براہ ندامت عذر خواہی کرتا تہا ـــ ایک نقل ہے کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی میرو حاجی عبدالبد خطاط مشہور نے جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا در بارہ ایک سید کے جو کہ بمقدمہ محاسبہ محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہے اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کے جہانگیر نگر مین مقید ہے افسوس کہ اسقدر روپیہ وزر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہے امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور معاف ہو کر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوے بمجرد دریافت کے نہایت حیرت سے فرمایا کہ اسیوقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کے بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہارے اس امر خیر کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کے جلدو مین سلامت رکہے حالا اگر وہانکے عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہے اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوے اور اوس سید بیچارہ مظلوم نے رہائی پائی ـــ دوسری نقل یہ ہے کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنے لڑکون سید علیخان اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کے مرشدآباد مین اقامت گزین تہے اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اکثر اوقات پارچہ جہانگیر نگر اور ندیا کے والدہ کیخدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہے اکرام الدولہ ہم عمری کے سبب سے اکثر اپنے ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہورا کرتی تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا عشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نے پاؤن نکالے دلونمین رشک وحسد نے آگ لگا دی اکرام الدولہ کے گوش گذار کیا وہ نہایت بددماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چند روز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکہو کسواسطے کہ دونو طفل جاہل اور نادان ہین خدا جانے باہم کسطرح پر سلوک ہووے
اکرام الدولہ اپنے چھوٹے بہائی سراج الدولہ سے بڑہکر طفلی مین سر شورش تھا بنابر استمزاج
پدر یعنی شہامت جنگ کو اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کو زور و شور سے شروع کی کہ افسوس ہے کلکے دن غالب علیخان مفت مین میرے پنجہ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکی مقصود دلی پر
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکھتا تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قرآن کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجھکو مین اپنے ہاتھہ سے ذبح کر ڈالتا اوسنے اس جواب برخلاف توقع کے سننے سے گھبرا کر کہا کہ کیا مجھکو
اوسکے عوض مین قتل فرماوینگے شہامت جنگ نے کہا ہان تجھہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہمشیر سے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا تیسری نقل یہ ہے کہ مسمی بہاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتین بنا بر خوشامد اور اوسکی احترام
کی خاطرداری مین رہتی تھین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تھا کہ کبھی اوس سے موافق نہوئی
ایکروز بہاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بہائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تھا
اوسنے بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجھا ہے کہ اسطرح مجھسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چھوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجھے ان دونو قسم
مین ایک بھی نہین سمجھتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجھتے ہین
البتہ فرق ہے تو اسیقدر ہے کہ یہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع بہاگ بائی چپ ہوگئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جواب دیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گھر مین آکر ارادہ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کردی شہامت جنگ نے ایک مہینے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بھیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ نے لکھا بھیجا کہ اگر تم نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گھسیٹی آنکر تجھے لے آوینگی ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کی استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ باتون کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھہ قبول نکرتا تھا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تھی حتی کہ
بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہوگیا ہے

تمہارا بہائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم براہ کجی نہین سنتین معہذا والدہ اوسی سماجت پر تہی آخر الامر شہامت جنگ نی باوجود بی جرمی اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سی اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشدآباد کی رہنی پر راضی ہوگئی اور اب تک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکی زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سی اوسکی مغفرت چاہتی ہی اسیطرح سی بعد آقا میرزا کی مرحوم جو پوتون اور اقارب خوند مجلسی کی اور عہد شجاع الدولہ سی وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سی آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جوکہ بروقت اوسکی آنی کی جہانگیر نگر سی مرشدآباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیر نگر کو لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الصمد کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبرگیران ریاسات سو روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر دریاہہ دونون بہائیون کو علیحدہ بہیجتا اور عملہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر منشی اکبرنامہ نی کہا ہی۔ ایسا دنیا سی گذر یاد کرین تجکو سب ٭ خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب ٭ چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیون کی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجۂ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہی گئی چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون کے ساتہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی۔ ٭

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکا خطاب نصیر الملک صمام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیون مین صورت و سیرت برگزیدہ سی آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم مین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبہ بنگالہ کی آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سے فراغت کرکے نماز صبح اول وقت پڑہتا تھا اور پہر دربار خاص کرتا ہفتہ مین دو بار عام کرتا اور یوم جمعہ تعطیل رہتی چار روز خلوت
مین بیٹھتا سب سے پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکے ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان بجرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے
اور تہوڑی دیر بیٹھکر اوٹھہ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گہڑی کے بعد اندرون محلسرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون کے وہان پر کوئی کہوتا ہر سرشتہ کے متصدی اپنے کاغذ
خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتے اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ دربار کے
بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودہ بہیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سریون کی معرفت
ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور معنون ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتے ہرکارہ دفتر ڈاک کے
خطون کو لیکر روانہ کرتے تہے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکے سوا ایک احسان سے
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون
کے عرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیا اسد اور
میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اسد و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گہڑی تخمیناً تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
لوگ بہی گفتگو اوسمقدمہ مین کرتے تہے مکرر فرماتا تھا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور اسیقدر استعداد جو مجھے
میسر ہے کچہہ اوس سے افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سے مجہکو جان تازہ ہوآتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
کہ اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش
رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تھا تاکید کی تہی کہ اوسوقتین بہی حاضر ہون اور میرے
کلام سے بہت خوشنود ہوتا تھا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تھا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑہ دیا ہے
کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
سیف خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب رائے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سیتاب رائے اور رائے پیران چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور نویسندگان دستی
اور رائے چوارام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داؤد خان سامان حاضر ہو کر ایک گھڑی
ضروریات کی عرض کرنے میں متوجہ ہو کر مرخص ہوتے تھے اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہو کر
مستورات منظور نظر کے ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور لٹکیوں کی سواری میں جو بڑی تکلیف سے
بنائی گئی تھیں ادہر سے ادہر جاتا اور تفرج کرتا تھا جب شام ہوتی نماز مغرب و عشا پڑھکر اگر
خواہش ہوتی گانے والیاں حاضر ہوتیں ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت میں ایک تہائی رات
بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تھی - بندہ مورخ نے مدت
رفاقت میں کہ سات سال کامل گذرے کبھی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سے نسنا کہ کسی ادنے کے بھی
حق میں کہا ہوا اور نہ یہ دیکھا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تھا باوجودیکہ اسکا
مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کے کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کے بہت کم تھا مگر خزاین اور
جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کے برابر
رکھتا تھا چنانچہ بعد اوسکے انتقال کے چالیس اور کئی لاکھ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکھ اشرفی
کے قریب خزانہ میں موجود تھی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بھی اسی قیمت کے ہونگے گھوڑے ہاتھی
بھی بہت تھے ایکروز اوسکے دل میں آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتھی عطا فرمائے مجلس خلوت میں بلکہ پس پردہ
اوسکی عورات بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور بسنت پنچمی کا جشن تھا کہ ہندمیں ہوتا ہے میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی
لاابالی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تھا اور چند دیگر خدمتگاروں کے سوا کوئی نہ تھا
خواجہ سرائے محلی بھیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا ماسور جلوس فرمایا اور اختلاط میں گفتگو
کرتے کرتے بعد امتداد صحبت کے حاضر علیخان غلام سرکار دیوانخانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان نے برای آداب عنایت فیل کے کہ مرحمت ہوا تھا در دولت پر حاضر ہے اگر حکم ہو دورسے تسلیمات
بجا لاکر رخصت ہو جاوے حکم ہوا کیا مضایقہ ہے حسب الاشارہ تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے
کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکھا ہے مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت
خوب ہیں فرمایا اب بھی دیکھنا چاہیے اور اونمیں سے ایک زنجیر پسند کیجیے تاکہ آپکو عنایت فرمایا جاوے
بندہ نے اوٹھکر بعد ادای آداب کے عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سے ارشاد ہوے کہ برابر عنایات
فیل کے جانتا ہوں لیکن سواری فیل کیواسطے وضع اور حیثیت چاہیے اور فدوی سرخیلہ اقبال والا
کمال رفاہ اور آرام میں بسر کرتا ہے مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہیں رکھتا انشاءاللہ زیر سایہ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجیگا اس طرز التماس کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندے جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر بلاد بنگالہ مین بسبب اسکے بنارس چلے آنیکے ملی اور مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح کی افواہ اوڑی ہے کہ ہم اسطرف سے آتے ہین اور آپ اودہر سے مع اسباب حرب کے تشریف لیجئے بندہ سے ارشاد فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نے عرض کیا آدمی اسجگہ میسر آوینگے کیونکہ یہ ملک گوشہ ہے مردم ملک دیگر کا گذر ادہر کو مشکل سے ہوتا ہے فرمایا کیا مضایقہ انہین سے منتخب کر کے نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تہے اپنے لوگون کی نوکری کو ملتجی تہے نواب نے آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس پٹہان جو کہ خوش اسپہ تہے اپنے خواہش سے مقرر فرمائے بندہ نے اظہار کرنا احتیاج مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ شورش دفع ہو گئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہو گئے ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ اوس عالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکہکر مقرر کر لیا اور اون بائیسوں افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار کے قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کے بندہ کے رسالہ مین مامور ہوے فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتہی پر سوار ہونا مناسب نہوگا بندہ آداب بجا لایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتہی فیلخانہ سے منتخب فرماکر عطا فرمایا — نقل چوتہی یہ ہے کہ مورخ نے ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنے والدہ کے شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنے اس امر سے واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی آپنے شاہجہان آباد بہیجی ہے چونکہ چہپانا نامناسب تہا مورخ نے اقرار کیا فرمایا کہ تمنے اطلاع نہ کی ورنہ ہم بہی شریک ہوتے مورخ نے عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب مجہے حضور کی دولت کی بدولت ہے ورنہ بندہ ملازم کے دست قدرت ظاہر ہے سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے اور رسید فقیر کو دیوے مورخ اس عطا پاسے باہر ہوکر شکر خداوندی بجا لایا — نقل پانچوین یہ ہے کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکہ اور اسی ہزار کے روپیہ پر مستقر ہوا تہا چاہا کہ رعایتاً مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کے اپنے دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا بہی تہا اور راے عجایب راے اوسکا نام تہا مورخ کے مکان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کے عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتھ آپکے بے تجویز فرمایا ہی اور دو صورتین ہین جو
پسند ہون تعمیل کیجاوین اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجی اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے
بھیجدیجیے تاکہ وہ بند و بست پرگنۂ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچھ
زیادہ ٹھیرے آپکی حد نہین دیے تا آنکہ خلعت اصالت کو آپنے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت
شیخ امان اللہ کو پنہائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تھا اور
یہ مندرج تھا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر
کردی تھی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ
وغیرہ معمولی کے بھی کریگا اور نیز دیگر ہر مایحتاجات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنا بر مرضی حضور
اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیسا کہ فرمایا تھا ہر چند خلاف رفقا تھا تعمیل کی نقل
جنمین یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تھا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کر رگئی
تھی اور کوئی سواری بروقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بھی اوترنا دشوار تھا فقیر
نے تحیر پاکر اپنا ہاتھ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میرے ہاتھ
مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکھا اوترنا شروع کیا جب تھوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر
ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا
حال تو کچھ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد و ہانتک پہونچا دیگے
اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجھے تم سے اس عالم میں
بھی توقع دستگیری ہے اور بھی ایسا ہی عالم عقبی مین — اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ
ستودہ صفات کا کس درجہ کو تھا بندہ ستائیس برس کا اور خداوند نعمت کا سن شریف اکہتر برس
کا تھا اور قرابت مین بھی وہ بزرگ اور بندہ خرد تھا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری
اور بندہ اونکے ملازم سبحان اللہ ساتھ اس بزرگی کی اور اسطرح کی انکساری بیت تواضع سے
گردن فرازون سے نیک ✤ تواضع خصال گدا اسپر ہے ایک ✤ القصہ وہ سرد فرشتہ طلعت سات برس
چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا ہمارا پایا ملازمین کو اپنے دادو عدالت سے نہایت راضی
و خوشنود رکھا کبھی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو سراج محل
تک آتا تھا اور کبھی کبھی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ
فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کی جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تھا نکلا جب وہ مالدہ کو

معاود ہوا سیہ بھی اپنے مرکز دولت مین داخل ہو گیا اور ایکمرتبہ واسطے تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیندار
پرگنہ لکھلرہ کے جو بعض جفا کی درازی سے سر بشورش ہوا تھا عین برسات تھی کہ یہ سانحہ
درپیش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا چنانچہ
بندہ بھی واسطے اتمام حجت اور دفع بلا کے ساعی ہوا اور بذریعہ معتمدین کے دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکے ساتھ بدی نہ کرے لیکن کچھ مفید نہوا اور بدرجہ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکے دفعہ کو برآمد ہوا اور اوس مدبر کے ہمراہی زنہار
سے منہ موڑ گئے اور وہ خود آوارہ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کے اسیر پنجۂ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کے محبس مین قید زیست سے آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کے اوسکے ذمہ
برآمد ہوا بعد اوسکے مرنے کے اوسکے لڑکے سے طلب کیا لڑکے کا نام غلام حسین تھا بندہ نے شہامت جنگ
کے عہد مین جو چند ماہ فرمان روا پورنیہ کا رہا تھا باقیات مذکورہ کو بپاس ایمان اور نیز اوسکی
یتیمی اور بیکسی کے معاف کرایا تھا اور اوسکو باپ کے راج پر مستقل کرایا۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علی خان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تند مزاج تھا مطلقاً مآل اندیش نتھا ایکروز صولت جنگ
کے حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجایب رای کے پاس آبیٹھا اچل سنگہ قوم ہندو
تھا جسکے نامۂ احوال سے شور و شر کے آثار دیدۂ ظاہر بین نمودار تھے اور وہان کے اولی رتبہ والون مین
تھا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تھا اور اوس روز راجپوتیک شوکت جنگ کے ذمہ حضور
اسکے پدر سے تھا اور نیز توپخانہ دستی کی داروغگی مہابت جنگ کے عہد مین جو سراج الدولہ کو دیا تھا
صولت جنگ نے بھی اپنے لڑکے شوکت جنگ کو عطا فرمائی تھی اور جماعت ہزاریون کی ریاست بھی
اوسی سے متعلق تھی اتفاقاً ہندو مذکور اپنے امور متعلقہ کے سوال جواب کو راجہ عجایب رای کی کچہری
مین آیا تھا چونکہ نہایت تنگظرف اور صاحبزادہ کی دیوانی سے مغرور تھا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کے درمیان تھا اوس سے پیشتر کو جاوے نقی علیخان نے ممانعت کی مگر
کچھ نسنا اور بے باکانہ جواب دیا نقی علیخان نے آشفتہ ہوکر اپنے ملازم سے کہا کہ اوسے ایک دھول
اوسکے سر پر مارے کہ اوسکی سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سے شوکت جنگ کے روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نے نہایت برہم ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعۂ برقندازان توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا کہ
خانہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کے محل کے مقابل تھا اور درمیان سے
شارع عام وسیع بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

چند نفر نقی علیخان کی رفاقت مین کمر ہمت ہوکر حاضر آئی جب اس اژدحام اور غوغای عام کی خبر صولت جنگ
کو پہونچی للی ہزاری کو جو جماعہ داران توپخانہ کا سردار اور صولت جنگ کا معتمد علیہ اور دو سو سوار
اور ایکہزار چند نفر پیادہ ہمراہ رکھتا تہا دروازہ پر طلب فرماکر نقی علیخان کی اعانت پر تعینات فرمایا
اوسنے التماس کیا کہ جو کہ صاحبزادہ کا ارادہ رزم مضبوط پایا جاتا ہی اگر فی الحقیقت ایسی ہی صورت
ہو حکم کیا ہوتا ہی اوسنے فرمایا اسیواسطی تعین کیا ہی کہ جسطرحکی امداد شوکت جنگ کی طرف ہووے
تم بہی اوسکا تدارک اوسیطور سی عمل مین لاؤ اور جمیع عملہ توپخانہ کو حکم بہیجا کہ اگر کوئی نقی علیخان
کے ساتہ خانہ جنگی مین مرتکب ہوگا سزایاب ہوکر برطرف ہوگا شوکت جنگ اس خبر کو سنکر
صولت جنگ کی روبرو آیا اور تظلم و استغاثہ پیش کیا جواب سخت سنکر نادم واپس آیا ایکمدت تک
شوکت جنگ اور نقی علیخان مین ترک متعارفات رہا چند مہینے کی بعد جب شادی درپیش ہوئی
اور مجلس منعقد ہوئی چند ایام واسطی مراسم رسومات شادی کی مسدود اور مقرر ہوئی ایکروز اونہین دنون مین
صولت جنگ مجلس سے اوٹہکر جا بیٹہا تہا کہ داخل حرم سرا ہوا اثنای راہ سی واپس ہوا اور لڑکی کا ہاتہ
پکڑکر نقی علیخان کی پاس لایا اور کہا کہ بہائیون کی باہم اسقدر ملال نچاہیے اب باہم دگر معانقہ کرو
اور الفت و آمیزش ازسرنو سیکہو — حق تعالی اوس بزرگ کو اپنی جوار رحمت مین جگہہ دے اور
مدت العمر مین ایسا اخلاق کسی امیر سی نہین سناگیا تا دیکہنی سی کیا کلام چونکہ عبد العلی خان بندہ کے
خالو نی شاہجہان آباد مین باوجود اجتماع اسباب امارت اور رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ بہادر
خلف سادات خان مرحوم کی جو رفاہ کہ منظور نظر تہی طالع ناسازگاری کی سبب دولت نہ پائی چندروز محمد
قلیخان ولد میرزا محسن برادرزادۂ صفدر جنگ کی رفاقت مین جو کہ بعد کشتہ ہونی نول رای اور
ظفریابی وزیر کی اور اقاعۂ نائب صوبہ اودہ کی اپنی چچا صفدر جنگ کی طرف سی تہا گذرانی آخر وہان سی بہی
صحبت بگڑی تب بنارس مین آنکر گوشہ گزین ہوا بندہ اوسکی لئی نہایت مکدر تہا گو اب صاحب دولت جنگ نے
باوجود اس اطلاع کی کہ ہدایت جنگ خانہ کو رسمی ناراض ہی حسب التماس بندہ کی بمبالغہ تمام عفو
تقصیر کی بارہ مین اپنی چچا کو تحریر کیا اور ہدایت جنگ نی اوسکی سارے جواب تو لکہی مگر خصوص عبد العلیخان
کی ذکر سی اغماض کر گیا صولت جنگ نی بپاس خاطر بندہ کی اپنی طرف سی خط تسلی عبد العلیخان کی نام لکہا
اور مبلغ پانسو روپیہ ماہواری مقرر کرکے دو ہزار روپیہ پیشگی عنایت فرمائی اور اسی طرح بعد وفات
جبتک زندہ رہی وجہ مقررہ کو پیشگی بہیجا رہا افسوس اس زمانہ مین ایسی صاحب ہمت کہان مصرع
من خود نہ دیدہ ام تو اگر دیدۂ بگو ۔ اب اون احسانات عظیم کی تدارک مین غیر دعا بندہ سی اور کیا

پروردگان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللہم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللہم ان کان محسناً فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ —

رحلت فرمانا نصر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جو لایق ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کی فانی ہوں واضح ہو کہ بعد مہابت جنگ کے تینوں بھائی کے لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمان روائی کی رکھتے تھے اگر انکے اختیار میں سررشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار و زار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشاط حیات او لٹ دی اعتزام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے جو ان تینوں بیٹوں میں شجاع اور پر تدبیر تھا اول ہی سیر ارم کو قدم اوٹھایا اور مہابت جنگ نے اس شنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان میں قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازین ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکی مرگ پر نہایت حیرت اور افسوس کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکون کی نہین ہے بلکہ بجائے باپ کے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تھا بعد ازان صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہین اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی رہائی جسکو چھ مہینے باقی ہین راج محل مین صرف آپ کی ملاقات کو آؤنگا اور آپکی دیدار کو جو نہایت مشتاقات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکھنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر بمانیم زندہ بردوزیم ٭ جامۂ کز فراق چاک شدہ ٭ ور بمردیم عذر ما بپذیر ٭ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ بعد انتقال شہامت جنگ کے دو مہینے اور بارہ روز گذرنے پر صولت جنگ بھی ملک بقا کو قدمزن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر مین ایک آبلہ برآمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تھا لیکن کسیکو گمان نتھا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ ، وسی زمانہ مین بتقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کی صولت جنگ سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور اوسنے صولت جنگ کو پیغام بھیجی جب بندہ معاودت کر کے پورنیہ مین پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابھی غلش اوسکی

باقی ہی پگڑی باندہنے مین درد عارض ہوتا ہی بعد چندی خود ایکروز فرمانے لگا کہ شاید اس آیلہ پر
جونک لگانا مفید ہو بندہ نے عرض کیا کہ امالہ مواد کا اگر کسی عضو دور کی فصد یا حجامت سے کیا جاوے
نسبت بہتر ہوگا بعد دو تین روز کے مینے دیکہا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نے دوبارہ جسارت
کرکے ممانعت کی جواب دیا کہ عورتون کا قول ہی کہ جب جونک کا ذکر آوے ضرور لگوانا چاہیے بندہ نے
عرض کیا کہ عورتونکی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتے ہین جواب دیا واقعی ایسا ہی ہی لیکن
چندان قباحت نہین جب بندہ نے اسقدر مبالغہ دیکہا خاموش ہوا تقدیر سے تو چارہ نہین آپنے
جونکین لگوائین ورم نے شدت کی اور پہر ایک جونک کی نفع نے ورم کرکے ریم پیدا کی جراح سے رجوع
ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور ہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا
اور پختہ ہوگیا مستعد اخراج ہو بندے نے جراح کو طلب کرکے کہا کہ نشتر سے حرکت دیوے قضا نے اوسکو
بہی اندہا کردیا بلا تامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کرڈالا مادہ گمان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم
برآمد ہوئی موافق قاعدہ جراحان کی برگ نیم مشوی کرکے اوسپر چپیان کی رات کو غش کے آثار پیدار
ہوئی برگ نیب جو بندہی تھی کہولڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا
مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افراط تہی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آئی بعضی دیوان
عام اور بعضی اوسکے صحن مین خیمہ کہڑا کرکے ہر وقت حاضر باش رہی بندہ نے بہی متصل پردہ ہای عمارت کے
رخت خواب بچہا کر بسر کرتا تھا اور روح الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا
مشیر تھا اور نقی علیخان برادر بندہ اور حکیم محمد مسیح مع چند دیگر لوگون کے بندہ کے قریب اوسمقام
پر مقیم ہوی ایک بزرگ افاضل ایران سے آقا عبد اللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی
وغیرہ کل علوم مین رکہتا تہا شروع بیماری مین مع سید محمد تقی خراسانی کے جو کہ نہایت جلی اور برتر کار دنیا تہا
وارد پورنیہ ہوکر صولت جنگ کی ملاقات کو آیا اور مورد الطاف لایقہ ہوا اگر ایسے قدردان کی حیات
وفا کرتی جو سلوک کہ ان بزرگون کے لایق ہوتا ظاہر فرماتا دونو بزرگ اکثر اوقات میرے پاس بیٹہے اور دعائین
پڑہتے اور دعاؤن ماثورہ مین مصروف ہوتی لیکن تقدیر کے روبرو کسیکی نہین چلتی کچہہ اثر نہوا تا آنکہ شروع
شام چہبیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایکدو کلمہ بطریق ہذیان کے اوسکی زبان سے
برآمد ہوی شیخ محمد جان بزاز اگرچہ جماعہ داران سپاہ سے تہا مگر طبابت مین دست قدرت رکہتا تہا
اور سے پیشہ بطور میراث کی جانتا تہا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق اور مجموعہ خیر التجارب کہ نام کتاب ہی اوسکی تالیف سے
ہی اوسوقتمین اطبا اور جراحان سے جو اوسکی معالجہ مین شریک تہی جب اوس نے کلمہ ہذیان سنا

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اسنے فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفائی ایل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نے بھی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہوون مستورات حرم
نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کی حواس سلب ہوے جب دو گھڑی
دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند و خوی پسندیدہ برد —
اوس گھڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوے
کہ دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تہا دو تین دم
زندگی کی جو باقی تھی پوری کر رہا تھا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کر واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تھا بحر و ملاحظہ
اوسکی حال زار کی غشی طاری ہوئی خواجہ سراون نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور مرحوم بالا کو بولا کر اونکی خفا
مین اوسے اوسکے گھر کو روانہ کیا چند پہر اوسی غشی مین گذری تین پہر یا چار پہر رات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر بنگالہ
تھا اور شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا تھا علم متداولہ وہین پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد
مورخ نے دو برادر خورد ہیبت جنگ یعنی علی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
جب ہیبت جنگ نے سید علی خان کو اپنی مصاحبت مین سرفراز کیا سید مذکور کو بھی اونکی تربیت
کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گشتہ ہونے ہیبت جنگ کے صولت جنگ نے اپنی رفاقت مین بولا یا اور جملہ
فضلاے عظیم آباد مین جنکا ذکر ہو چکا اونکو بھی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور قاصر ... کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شعر و سخن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہمارے تمہارے مثل اوس مثل سے موافق ہے
کہ اگر تو نہ ہے میرے شعر مین معنی نہ ہوگی الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد تبریزی نے
جسکا مذکور ہوگیا اور تابوت کربلاے معلی سے آیا تھا اور کلکتہ ہوتی ہوئی باتفاق آقا عبد الصمد کی پورنیہ
پہونچا متوجہ ہوکر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تھا پہنا کر اون دونو بزرگ نے مع دیگر جماعہ
حاضرین کے نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتھ تجمل اسباب کے جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین مدفون کیا چونکہ فوت
ہونا دونو بہائیون صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ ہیبت جنگ کا چند مہینے کی فاصلہ سے ایک ہی سال مین وقوع ہوا
کلام خدا ایشان بامرزاد تاریخ تصور کیا اس سال کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سی پھینک جزع و فزع کرنی لگا مورخ نی جو اوس دربار اور اوسکی
باپ کی حضور مین باعتبار تھا دستار اوٹھا کر اوسکی سر پر رکھی اور صدر نشینان زدوۂ مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کی جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت جنگ
سی ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسی دیوانخانہ مین ایک بیچہ به استادہ کرکی اوسکا خوابگاہ کیا دوسری صبح کو
بندہ نی حاضر ہوکر دلجوئی اور تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کی نام درخواست مسودہ عرضی کی کل
آخر بطور مناسب لکھوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کمتر روز پہلی مرض استسقا
مین اسیر ہوگیا تھا اور صولت جنگ نی اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سی بیخبر ہوگیا تھا تاسف
کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وقت کار ہی افسوس کہ بندہ بیمار ہی اپنی وکیل کو خلعت دیکر واسطی تالیف قلوب
سپاہ اور اعیان اور ارکان دولت کی مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مدارات کی تاکید اکید کر دی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہی القصہ جب مہابت جنگ
نی صولت جنگ کی رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہوکر کہا الحال بی پر و بال ہوکر خدا کی
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کی نام موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی پورنیہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ
نی مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکی امور مذکورہ قبول کرلیے اور جو کچھ میرزا زین العابدین بکاول نامہ بر نی
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنود واپس کیا اور تاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کی اظہار کرنی لگا بندہ مورخ کو اوسکی تمیز و شعور سی بخوبی آگاہی تھی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستغنی ہوگیا ہر چند اسکی انگا یعنی دایہ نی جسکا نام دائی کوئل اور دانا
انکا صولت جنگ نی خطاب دیا تھا اور بندہ سی نہایت محبت رکھتی تھی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میری لڑکی کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہی لیکن خیال جوانی سی مست و سرشار ہی اور تمہاری گردن پر
حقوق صولت جنگ کی اور نیز مجھ ضعیفہ کے متحقق ہین میری دل مین آتا ہی کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی اور عہدہ سوال وجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کی وقت سی کارگذاران فوج کا
بخشی آپکا دوست ہی اوسکو بھی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نی جواب دیا کہ جو کچھ تمنی کہا عین صواب ہی اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبھی اسطرح پر راضی نہوگا جس امر مین باپ دادی کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہی اوسکی رضامندی مین ناممکن ہی چونکہ وہ نیک بخت بہی عقیل تھی بندہ کی التماس سے

خاموش ہو گئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کے پانچ ہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے
جلیل القدر میر سید محمد کے لیکر دونو کو بھجوا دئے اور بعد چندی خود بھی رخصت ہوا وایہ مذکور نے بعد
انقضای امید کے پانچ ہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بھیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تہا کہ
گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کے مکان کی مدار المہامی کرتی تھی ہر قسم کے ملازمین مین شاید
ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ مین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو
اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کے جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف
ہوا تاکہ سراج الدولہ کے حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چھوٹے بہائیون کو مانند سید علیخان
اور غالب علیخان اور چچا و باب علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہے خارج کیا
آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کے وہان متعذر رہتے
ناچار نیور بیہ کو معاود ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا ۔ الحال بنا بر انتظام سر رشتہ وقایع کے احوال انتقال
مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات اوسکا اور فخر دودمانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسّی برس کا
ہو کر شروع ہوا چند روز دوا معالجہ پر ہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہو تا ہے اچہا
نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال و اثقال
کے موتی جہیل مین جا کر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکہو کہا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنی
رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کے ایام زیست
نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے
ہاتہ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تہا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین ۳ روز اپنی دادی کو
راضی رکہے اوسوقت تم کرو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گہڑی دن باقی رہے بہشت نصیب
ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہو کر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب
وصیت اوسکی مان کے پائین مرقد خوش باغ مین دفن کیا ۔ مہابت جنگ کو ابتدای جوانی مین بہی
ناچ رنگ محبت نسوان سے پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوے اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا
تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گہڑی رات رہے بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اورادای نماز صبح کی چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دور
روشن روز ہوتا دو گھڑی نجومی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت مین جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد یا ملازمین مین جو شخص کسی کہانی پکانی مین دست
قدرت رکہتا اوسکی روبرو پکاتا کبہی خود بہی اقسام طعام کی اختراع کرتا تہا یا اوروں کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کہانا طیار ہوتا تہا اور علماء وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتے اوسوقت
کہانی کا وقت آتا بکاول دستارخوان چنتے اور صاحبان فراش کی روبرو مرغوب کہانی رکھتی اور
طعام خاصہ سے بہی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کہاتے وقت ہر ایک طعام کی حسن وقبح بیان ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتے جب کہانے سے فراغ ہوتا مہمان ہاتہ صاف کرکے رخصت ہوتے مہابت جنگ ہمیشہ
اسیطرح سے مہمانی کیا کرتا اکثر مردانہ مجلس ہوتی کبہی کبہی اکثر اہالی عورتین بہی داخل ہوتی تہین اور بعد
فراغ طعام کی بستر استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے بعد زوال کے
بیدار ہوکر وضو کرتا نماز ظہر کی پڑہکر ایکجزو کلام اللہ کی تلاوت ہوتی بعدہ نماز عصر ادا کرتا اوسکے بعد یخ
کا پانی یا شورہ کا ٹہلا ہوا جو میسر ہوتا نوش کرتا اور اس پانی پر اتنی قناعت کرتا بعد ازان
مجمع افاضل مانند سید الافاضل میر محمد علی فاضل کہ منتخب علما ستہے اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان
اور مرزا محمد حسین صفوی اور نیز ایک فاضل ملتانی جسکا نام بندہ کو نامعلوم ہے حاضر ہوتے اور ایک
دروازہ مین مقابل مسند مہابت جنگ کے سید عالی والا قدر کی بی مسند فرش ہوتی تہی جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سے داخل ہوکر چبوترہ صحن پر کہ ایوان عمارت تک فاصلہ بعید رکہتا تہا داخل
ایوان عمارت ہوتا تہا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تہا مہابت جنگ چند قدم مسند سے اوٹہکر
مودبانہ سلام کرتا تہا اور میر صاحب بہی بدستور اوسے سلام کرکے اپنی جای معین پر جا بیٹہتے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو جلد اپنے ہاتہ سے میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تہی اور قہوہ بہی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہین پاتا تہا
مگر قہوہ مین شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبرو ہی فاضل ملتانی کی رکہتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سے ہے جو کہ عہد غیبت صغری مین حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تہی کہ تہا موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتے اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبری کی فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کو پڑہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکا حال مشکلات میر صاحب کرتے تھی بعد ازان اگر کچھ سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک یہ مجلس رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹھتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام کرکی استادہ ہوتا تاکہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹھتا تب آہستہ آہستہ ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گہر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور بخشت سیٹہہ حاضر ہوکر اخبارات اطراف گوش گذار کرتی دو گہڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبھی شہامت جنگ ور کبھی سراج الدولہ اور صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اوٹہنی ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین اور زین العابدین ایکاول اور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شیخ چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گہڑی مطائبات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلچی اور شماعی حاضر ہوتے اونکا مجرا حسب ضابطہ ہند کے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تھا اوسکی بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا خشک میوہجات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا دربان چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتی وقت دو دو تین تین گہڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو چار مرتبہ بیدار ہوتا اور دو گہڑی رات باقی رہی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطور سی بروقت جو کام مقرر تھی سرانجام پاتی اقارب اور احباب کیساتہہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہوسکتی جسنی حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتھی اور اقربا کی عورتون اور اطفال سی وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سی نہین ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکی تمام ملک مین رعایا برایا اوسی چین و آرام مین رہی کہ شاید آغوش والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکہون کا نرکہتا ہو بجز اسکی کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سی چندان راغب نتہا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سی صحبت اور اختلاط رکہتا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکی دل شریف مین نتہا عجب کہ آصف جاہ مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہہ ہمراہی سی مارا گیا اور مظفر جنگ خواہر زادۂ ناصر جنگ نی اول افاغنہ کی اطاعت سی سند ایالت حاصل کی اور

آخرکار فرانسیسیون کی مدد سے جو افاغنہ مذکور سے جو اوسکا خال کی قاتل تہی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی جنگ اور رو ہوساے افاغنہ دونون مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ دفتر سوم مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط مو شیر ہوسی بالا ہوا اور اوسکا خط مشوسفارش فراسیسکی کے بنگال ظلم اراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی نا مہ جنگ سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعۂ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی حال ظاہر تہا بندہ چند روز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سے سنا کہ مہابت جنگ کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجانگی آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکی زمانہ دولت مین مصطفی خان نی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ انگلشیہ سے مقابلہ کریے مہابت جنگ نی اغماض کرکے جواب نہ دیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ کو شریک کرکے عرض کیا پہر بہی جواب نپایا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری پیشہ ہی چاہتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سے رہے تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسی امور مین اوس سے موافق ہوتی ہو جماعہ انگلشی نی میرے ساتہ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کرے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی —

ذکر فضلای کرام اور مشایخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تہی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوئی تہی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تہی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریاد رس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار آورد ہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سی صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا آور مولوی مرحوم شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری ستقط ہوئی پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکی حد کمال کو پہونچا علماے ایران سے فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین سر آمد روزگار ہوا ایران مین بڑی عزت اور احترام سے روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبہ روزگار اور نادرہ زبان ہو واسطہ سوالی اب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراے ایران کا تہا چونکہ امرا کی مکانات مین نہین جاتا تہا مولوی مذکور اوسکی طرف سے آمد و رفت رکہتا تہا بعد ایک مدت کی ہند آیا اور تہوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تہا بادشاہ کی حضور سے حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہر حسین خان
وراثت کے طور پر قابض موجود ہین — دوسرے داود خان علیخان معروف زاہر حسین خان خلف ارشد
مولوی نصیر مرحوم کا ہی اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنے باپ سے تحصیل کیے باوجودیکہ باپ
نے کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسکے رحلت کی بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض
کے ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کی حج کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت
مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے دونو طرف کی اصلاح منظور و ملحوظ رکھی اور
جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور قلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین و مساکین کی خبرگیری
کرتا ایک گروہ کثیر اعجزہ کو اپنے عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنے طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف
و اوصاف مین زبان قاصر ہی طیبہ حج سے سعادہ ہوا اپنا خطاب نواب زاہر حسین خان مقرر کیا اور اسی لقب سے نازان فرمایا اور سنہ بارہ
مین جان بحق ہوا بروقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جلیلہ شاگردان مرزا
مولوی خان فطرت تخلص مین ہی اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دھوم اگرچہ بہت ہی مگر بندہ کو کچھ
معلوم نہین — چوتھے مولوی محمد عارف عرفا ہی زمانہ مین تھا اسکے حالات اچھے سنے گئے اور ایام صمصام الدولہ
مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کوا کھو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اور اوسکے
مرید و نین شاہ کرک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہی مگر دیکھا گیا ترک و تجرید رکھتا تھا — پانچوین
میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکی خرق عادات بیان کرتے
ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہی لیکن مرد صاحب معنی مرتاض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نارائن کی حکومت
کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہی
دفن ہوا اسکا سبب یہ ہی کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کی اوسی مکانین جو اوسکا زرخرید
تھا مدفن ہوا جب خود بھی دنیا سے رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش
عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سے راز عشق الہی آشکار اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت
مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنے دل سے ہوا سے دنیا اور گرمی
اور محبت خدا دلمین آسمائی تمام رات عبادت و ریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم بنی نوع
کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سے ایسا کھینچتا کہ اورون کے
کلیجہ مین درد ہوجاتا خلاصہ یہ ہی کہ اوسکا حال کیفیت سے خالی نتہا اسکا مرشد شاہ سجاد عظیم آباد مین
کرامات و خوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کے اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہی جذبہ اوسکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادۂ ظاہری بھی فرماتا تھا۔ ساتوین شاہ اودہم آٹھوین حیات بیگ ظاہر احوال مجنون کی طرح تھا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور کرامات کے قایل ہین العلم عند اللہ تعالےٰ نوین شاہ جعفر درویش بلند پایہ سعد پور مقامات پرگنہ بیسارا مین بسر کرتا تھا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کے قایل ہین دسوین سید والاتبار میر محمد سجاد درحقیقت سید حقیقت مدام بدام اللہ ہوتا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا تھا دنیا کی حقیقت پر کاہ کے برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والد سی سررشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تھا تحصیل اخروی پر ہمت مصروف تھی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سے افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تھی بندہ کی ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سی منبئہ کرتی ہی اور جسکی نظر سی گذرے اوسی اوسکی مراتب سی آگاہی ہو سکتی ہی جب والد مرحوم شاہجہان آباد چلی گئی مورخ کے دادا سے اتحاد پیدا کر کے ہم صحبت تھا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور لکھتا اللّٰہم الحقہ بآبائہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین۔ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علیحدہ درکار ہو ۱۱۰۸ ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان ۱۱۶۰ ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکے خوارق عادات جو کہ دیدہ و شنیدہ مین بندہ نے علیحدہ ایک نسخہ مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہی تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری بندہ کی دادی کے حقیقی عمو نبیرے اولاد علی بن حسین مذہب تشیع مین تھی نہایت مجاہد اور دل پاک اور مستغنی تھی علاوہ اون کے ساتھ نہایت تواضع سے پیش آتی الغرض قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبر آباد سے بکمال بہاجت ہمراہ لایا قصبہ بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اپنی خال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تھا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ نے سختی پکڑی اوسکو زیست کی کچھ امید نہ رہی اوس وقت مین شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سے نفور اور تجاعت سے مسرور تھا اوسکی سرہانے پہونچکر بشرط قبول مذہب تشیع کی ضامن اوسکی شفا کا ہوا اور وسنی قبول مذہب سے حیات تازہ پائی اور ارادت کامل لاکر مع عیال و اطفال کے اوسکا مرید و مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ حیدری بہاگلپور سے مرشد آباد آیا مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سے تیجہ کیے ہوی بجز تسلیم کچھ نہ سکا اور شاہ حیدری نے غوث خان مرحوم کو مع عیال و اطفال کے لاش جس میدان مین قتل ہوئی تہین اٹھوا کر بہاگلپور پہونچایا مین لا کر چند سال کے بعد خود بھی رحمت خدا سے جا ملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑھکر ہوا صبر و توکل و قناعت مین اپنی ہم عصرون مین زیادہ تھا مہابت جنگ مع اولاد کے اوسکا احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کے فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کر دیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پہر قرار رکہا مگر انہون نی قبول نہ کیا اور شہامت جنگ کو لکھ بہیجا کہ مہابت جنگ نی تسبیب جہان کو ملامت کی اور روز تنبیہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی ایثار و زینہ لینی لگے مصطفی خان کی ہنگامہ کے زمانی مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانی لگے اور بہاگلپور کی متعصب لوگون نی اسکے تشیع کی خبر مردمان مصطفی خان کو لگا دی خبر ہوئی کہ مصطفی خان کو داعیہ زرم ہی مگر وہ متصل اپنی جگہہ پر آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نکی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی سراج الدولہ کی شادی مین ایک رام فوجدار بہاگلپور نی جو عطا احمد خان کی طرف سی تہا بعوض گاو کشی کے ایک سید کی ہاتہ کٹوائی ہر چند سید مذکور نی فریاد و استغاثہ کیا کسی نی نسنا آخر شاہ جعفری اوسکا شریک حال ہوا اور بلوا ہی عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا احمد خان کی جوادس پر جان ہی لوگون نی چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان اور شمشیر خان برطرف ہو گئی تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نی آنکر شاہ جعفری سی یون کہا کہ مہابت جنگ درمیان ہی اوٹہا جاتا ہی شاہ جعفری نی کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچھہ کام نہین مہابت جنگ نی روپیہ اور زر کے دینی سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہو گی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوی مگر اوسنی گہوڑا بڑہا کر سر پر آپہونچا اور پیادہ ہو کر استنے کوڑے شیر کی مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سی بہاگتا تہا اور یہ کوڑے لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سی کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سی شکار کرتی ہین در حقیقت صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی وس درجہ تہی جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کی عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی۔ اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب مشیخت بیٹہے ہوئے ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنہ اروَل اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین اور شاہ کہلین سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف شاہ مولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل مدت مین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ ہوتا ہے تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ مہابت جنگنے اوسکو خدمتمین کسیقدر رسوخ پیدا کیا پرگنہ نگرا جو توابع مونگیر مین چھوٹا سا ہے مہابت جنگ سے التماس کر کر اوسکے مدد معاش مین مقرر کرا دیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سے لکھا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتا ہے

علماے ظاہر کے بیان مین

چونکہ درس تدریس کی تعمیل کرتے تھے بہت ہوے ہین حتی کہ نو درس گاہین خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تھے اور قریب تین سو طلبا کے تھے اور ہر پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا مستعدان بہار سے قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سے ہو کر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشدآباد ہوا مرد خوش تقریر اکثر علوم سے ماہر تھا

گردش فلکی سے جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہند ہوے اونکا بیان

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدة العلماء العظام و زبدة الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی خاتم الحکما مولانا و شیخنا المحمد الذی عرف بعلی متخلص حزین نبایر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی ہیں نسبت شریفا پیندرہ واسطون سے شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہے غایت اشتہار سے کہ تمام عالم مین اوسکے تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوص ہندوستان مین بیان کرنا اونکے مدارج کا کچھ ضرور نہین لیکن تبرکا اور تیمنا مجمل سا لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجھسے بہتر تھے معترف ہین کہ اس جزو زمانہ مین اسکے برابر دوسرا شخص نہین دیکھا بلکہ سنا بھی نہین بلکہ عرب اور عجم کے سب یہی کہتے ہین کہ ہمنے ایسا آدمی نہین دیکھا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کا شاید اسلاف مین بھی کمتر کسیکو نصیب ہوے ہون علمی اور عملی اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تھے علوم مین کون بات تھی جو اوس سے معلوم نتھی حق تو یہ ہے کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تھا محمد شاہ نے عمدة الملک وغیرہ مقربین کے ذریعہ سے مکرر پیغام دئے کہ منصب وزارت قبول کرے لیکن ازبسکہ دنیا سے دون سے ننگ و عار رکھتا تھا راضی نہوا اور یہ بھی دیکھتا تھا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہے لہذا قبول نکیا ورنہ ایسے لوگ انتظام عالم اور رفاہ بنی آدم سے بھی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد آنکر ہندوستان سے نکل جانیکا عزم کیا مگر تقدیر نے یاوری نکی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نے چند بار ہر ایک ازروے قدر سے اور سال کئی مگر ہر مرتبہ عذر پیش کر کے آنیکو راضی نہوا اور مراجعت کر کے بنارس مین چند سبب سے قیام کیا تا آنکہ علاقت حرکت اپنے مین ندیکھی اور ایک قبر اپنے واسطے آراستہ فرمائی اور

سنہ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سے واصل ہوکر داخل بہشت برین ہوا اور اوسی تانون میں مدفون ہوا اور لوح مزار پر
اپنے ہاتہ سے چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکھ رکھے تھے بہ سبیل تقریر لکھے جاتے ہین بر سر لوح اسم
مبارک اللہ کا ہے بعد ازان یا محسن قد اتیک المسی + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو علی
بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکہا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما
+ صبح قیامت است چراغ مزار ما - اور دونو پہلوے مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین سالہا زبان ما
محبت بودہ ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا - حزین از پای رہ
پیما بسے سرگشتگی دیدیم + سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا - اللہ مغفرت کرے اوکی - دوم جناب شیخ محمد حسن
شہید ثانی بیلبر شیخ زین الدین علی سے ہے ذکر نسب اظہر من الشمس ہے اظہار کی حاجت نہین علم عربی
اور فقہ اور حدیث مین بے نظیر تھا عقلیات مین چندان توجہ نتہی لیکن کچہ اجنبی بھی نتہا آپ کی
رغبت شرع کے ظاہر مین بہت تھی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تہا لیکن نہ کلفت تہی نہ رغبت
بلکہ فرماتا تہا کہ ہمارے مقتدی دونو طرف رہے ہین اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ
کی حقیقت سے عاجز ہون اُس بزرگ کا آنا کربلاے معلے مین اوسوقت ہوا تہا جب کہ ایران مین قوم
افغان متسلط ہوے تھے یہ شخص مع بزرگان و خورد ان کے آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاوری مین بسر
کرتا تہا جب عسرت نے زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا
کسیقدر عیال و اطفال کیواسطے کربلا روانہ کرتا تہا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادۂ نادانی
مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکے عظیم آباد آیا کسی ایرانی نے اسکی حسرت دیکھی کسیقدر روپیہ دیا
تاکہ تجارت کرے شیخ مذکور نے بسبب ناواقفی کے کسیکو اسکام کیواسطے مقرر کیا اور خود بید برہان الملک
کے مقبرہ مین رہنے لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہاے ساکہو گورکہپور سے خرید کرکے اوسکا گماشتہ عظیم آباد
میں لایا تا اور رام نرائن نائب ناظم اوسکا کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تہا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب
رکہتا تہا اونے تو نمین ایک عمارت بنواتا تہا پیغام دیا کہ جس قیمت سے اور لوگ چوب مذکور لیتے ہون
بندہ یکجائی خرید کرتا ہے اور اوسکی قیمت یکمشت ادا کرتا ہے وہ بزرگ راضی ہوا تبلہ راجہ مذکور نے
چوب ناپ کراپنے نشان کردئے اور روپیہ کے دینے مین حجت کرنے لگے شیخ نے کہلا بہیجا کہ یہ کیا معاملہ
ہے حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چہوڑدو ہم دوسرے کے ہاتہ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور
کہلا بہیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین مشرق و مغرب سے نہین ڈرتا تمہارا پاس خاطر فقط ترحم کی نظر سے
ہے تم کچہ اور خیال نکرنا شیخ نے متحیر ہوکر کہلا بہیجا کہ مضمون پیغام مفہوم نہوا مگر جو کچہ کہ بہیجا ہے کی اوسکا

جواب کیا دون سے عزیزی ہست میدانی خدا نام * کرد شوریدہ در نگیرد آرام * اس عاجز کی بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذری تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نے تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نے جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نے میر قاسم خان کی واسطہ سے معاش لایق عطا کر دی جسکی ذریعہ سے قرض سابق بہی ادا ہوا
اور دو ایک سال کی بعد اجل نے گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہے وہان برہان الملک کی باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہے اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بے نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع ۱۱۹۳ہجری کو فوت ہوا اور
پہلو سے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت ہر وقت رضا سے خالق مین
مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تہا ظاہرا ماہ محرم کی اٹہاروین تہی
کہ بعد افطار ملک الموت سے دوچار ہوا خداوند کریم اوسکی بہی بخشش کرے اور رحم کرے الحال دو آدمی بزرگان
زمان سے موجود ہین جنکے وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر المللی کاشف الاسرار والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہے والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکے میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہے مولد آبا انکا یزد ہے میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنے چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اُسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ۱۱۲۹ہجری
مین سترہ اٹہارہ برس کی سن مین بعض بزرگون کے ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع ۱۱۳۱ہجری
مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کی حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اوسیطرف
رہا اکثر فارس اور عراق کی شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی مکرر زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ ہندی اور میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہوکر علامے ظاہر مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور آقا اوسکے بہائی اور ملا محمد علی قاینی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سے بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچہہ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہے کہ پچاس ساٹہہ
بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہی ہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تہا کہ بروقت ورود اصفہان کہ سن شریف
بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تہے اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا اور اشارات
کی اور کتب عربی اور منقولہ مطالعہ کرکے اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرات نہ تہی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تہی اور انکو غنیمت سمجہتے تہے جو کچہہ حافظہ کے سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نہ گذری تہا

سے جزئیات کی پیش افتادہ ہی لیکن باوجود اوصاف مدرسی اور پیش نمازی اہل دول سے ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتھا اصفہان مین سلسلہ مشکلی سے تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کی بعد جان بحق
ہوے دوبارہ پھر میل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی و من یحضره الفقیه
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی سے لیکر قران اور احادیث
کی اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سے اصفہان مین سیکھی
اور کتب عقلی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سے سیکھی الحاصل ایران سے حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندھ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمد آباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سے اورنگ آباد پہر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نے تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کی قبول نکیا وہان سے حیدر آباد آیا بعد قیام
چند روزہ سنبکاکول ہوتے ہوے بنگالہ مین اور تھوڑے دنون مین بموجب استدعاے خواجہ محمد حامد ساکن
سکے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کے حاکم سیف خان
برادر عمدة الملک امیر خان کی حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سے کہ جنون اور خبط
سے خالی نتھی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کے خال کی صحبت مین رہا وہان سے عازم لکھنؤ ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنے محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ سے ہوا تھا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعاے ہیبت جنگ کے عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اوسکے آنے
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر باتدن رنماجوئی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کے حادثہ مین
ہیبت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی
کہ قرب و جوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضاے الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین بھی
اپنے کو مہابت جنگ کے لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نے اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب و خدمت سے فروگذاشت نفرمایا اونہین دنون مین واقع ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کی شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور پھر بانہیں سعادت حاصل کرکے مرشد آباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کے سراج الدولہ نے بمقتضاے سفاہت کے ایسے بزرگ واجب التعظیم سے
بہت بری طرح پیش آیا جسکے تہرا تھا بزبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اس سے مین کہان جاؤن
اور کیا کرے کہ چند ماہ پراہ کے ملک کا مالک ہے اسی عرصہ مین حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد کے
ہوکے مخرجا زان مہابت جنگ کا ہے باوجودیکہ خود بھی بسبب درشتی مزاج کے سراج الدولہ سے مخوف تھا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کے حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوسنے قیمتی بڑا کام
کیا خدا جزا اسے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کے نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
سوڑرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو + ظاہراً مجالی الیہ در بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین منتقے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشے
رحمہ اللہ کے حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتاب
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئے بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح نخبہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کرجاوے الحمد اللہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشدآباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین صادر و وارد اوسکے فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر بیرکپور اسطرح
کچھ دنون مرشدآباد مین ٹہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کے کشف وکرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادرشاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بنگڈہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادرشاہ کے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادرشاہ کے
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بے کم وکاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادرشاہ بعزم تنبیہ نور محمد لکی رئیس دیرینہ ولایت ٹٹہ کے
دوبارہ قندہار کے قرب سے عازم ہوا ہے نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
اسی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیجاکر نادرشاہ سے منحرف ہو گیا تھا اور نادرشاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہونے لگی ہر گاہ خان مع اپنے لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادرشاہ کو مافی الضمیر پر آگاہ ہوکر عرض کیا کہ اوسنے قلعہ کے گرد اسی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بسبب بی آبی کی وجہ سی اقامت نہین کرسکتا نادر شاہ نی جواب دیا کہ اگر کہی آسمان پر ہوگا
تب بھی پیر اوسکی کھینچکر نیچی گرادونگا اور اگر زمین مین گہسا ہو بال پکڑکر نکالونگا شاہنواز خان اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچھی گرتی پڑتی چلی آتی تہی
نادر شاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اسی عزیز زر پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیساکہ پیشتر عرض کردیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کو متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجردیکہ وہ فوج شاہی سی برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی ندای الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوسے شاہنواز خان نی پہونچکر نور محمد خان سی
کہا کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادر شاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسری روز اوسی روش سی مع لشکر اپنی بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہا کہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جواب دیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنی کہا کیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمان برداری کرلیا
کس وجہ سی تہی اوسنی جسطور رسم ہی کہ بادشاہون کی روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینی پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچھ تکلف نکرنا ورنہ سزای لایقہ کو پہونچیگی
تب اسنی عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنی مجہسی ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سی عہدہ برائی نہوگی بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میری پاس ہی اور وافر غلات وغیرہ یہ کیا کبہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادر شاہ
بھی انسان ہی اوسکے بھی انسان و حیوان متخارج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہ باحتیاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنی جواب دیا یہ سب صحیح ہی مگر اندنون نادر شاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل سکے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بھی اونہین کا نقصان ہو پس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادر شاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بھی

ملاقات ہو سکتی ہی جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جاکر ہمارا سلام کہنا
اور ہر طرح سے اطمینان ادب اور احترام مین جیسا کہ چاہیے اور مناسب ہو عہد و سوگند سے سوکند کرکے
ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آپکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہی کہ اوسکے مرگ اس
دار فنا سے کسطرح ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاویگا یا کہ رزم گاہ مین پس اسکا جو کچھ ۱۴
جواب دے مجھسے کہنا نور محمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمتمین جاکر پھر آیا
اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہی کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہوکر مریگا نہ لڑائی مین اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اپنے خیمہ کے صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایکبار والد سید فاضل مرحوم
نے تین برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساتھ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب الیقین حاجی بدیع الدین کہ چشمہ فیض ہی اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار سارن کے رہنے والے ہین ہی جلالت بناء سے جہان کے نامدار و حید ہی ہی تحصیل
علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خدا طلبی مین کاٹی ہوے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم
کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شمال تھا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا
تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کے حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا و ہانسے
بر وقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفی آباد
مین جو اوسکی زوجہ کا ملو کہ ہی مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے
نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہی اور
شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد سے اور ایک حاجی بدیع الدین
ایکروز اوسنے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو
گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کے وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی
راتدن اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریف
نہایت ضبط و تقید سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع
بر آمد ہو سن انکا اسی کے قریب ہے تا سف کیا کرتا ہی کہ عمر کسی ائمہ ہمارے کی علیہم السلام اس حد
کو نہ پہونچی تھی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت
رکھے کہ باعث نزول برکات الٰہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نی بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تہوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی
خالہ بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جہیل مین اقامت پذیر تہی نکال کر
کسی گوشہ مین بٹہاوین اور اوسکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکی داخل سرکار کرین رفقای بی بی گہسیٹی
نی بمجرد فوت ہونی مہابت جنگ کی باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کی اوس احمق عورت سے
مبلغ خطیر لیا تہا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نی اپنی راہ لی کچہہ تہوڑی سی جو رہگئی تہی محاصرہ سراج الدولہ
سے گہبراکر مضطر ہوئی ہیر نظر علی نی جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گہسیٹی کا مدار المہام تہا اور دوست محمد خان
اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کی حضور مین اپنی عفو تقصیر کراکر نکل گیا اور
بی بی گہسیٹی کا جو کچہہ تہا سرمایہ ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا آور وہ عورت بدسیرت اپنی شقوی
عداوت کی نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کی اپنی خواہر زادہ سے رکہتی تہی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی
اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سی جو ہشتا دیگر سی اوسکی دختر بیوہ کو جو اوسکی بہاوج اکرام الدولہ کی بی بی
تہی اپنی عقد مین لایا آور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سی معزول کرکی میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان
برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تہا طلب کرکی عمدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنی دیوانخانہ کی
پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جہالردار عطا فرماکر مدار المہام
اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنی ارکان دولت سی ابتدا سے
اوسکا شیوہ تہا اور اسی باعث سی لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تہین اب جو دو نو آدمی بر سرکار
ہوی موہن لال مغرور نی مہابت جنگ کی رفقا اور روساے دیرینہ سی تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا
غیر چند سفلہ منش کی جنہون نی سراج الدولہ کی بدولت اقتدار پایا تہا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا
اور دعا اور دغا سی خواہان عدم ہوی اسی ضمن مین سراج الدولہ نی ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ
ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے پس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سی شوکت جنگ اور اوسکی اولیاے
دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان ہوا تہا صلحا اور
علما سی رجوع ہوا تا کہ دعا سی اس بلاے ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ مسلح
پکڑنے کشن بلبہ ولد راجہ راج بلبہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئی تہی کشن بلبہ کلکتہ کو بہاگ
گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نی اوسکی حمایت کی ہی سراج الدولہ نی اس خبر سی شوکت جنگ کا ارادہ
مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سی مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت حجاد لہ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انگلیہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور بھیجنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے محافظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ مین نخوت کا دھوان جو چھایا فوج انگلشیہ سے آتش افروزی کی سرائی رفقاے دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتھی اور باعث رنج دلی کے جو نقصانا اس بارہ مین قرین صلاح تھی نہ بتلاتے تھے اور نہ وہ مغرور انسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت مین تھے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تھے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتھ آگئی تھی مغرور ہو کر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نمارتے تھے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جبل حرکت سے مخمور تھا مردان کار آمدنی کو دل وجان نا بیزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تھا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب مین اس استعمال آتش سوز و شرکی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر مین مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکھی تھی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار کے سلطنت دو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تھی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر کیا اور اول ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے قریب مین منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نتھا کوٹھی قدیم مین متحصن ہوئے اور نیز بعض منازل مضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کر کے مدافعہ کو آمادہ ہوے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تھی مکانات مذکورہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور خفیف سی مدت مین اہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم مین لاچار ہو کر فرار ہونے مین اپنی بھلائی سمجھی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قومون کے خود چند لوگون کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوے لاعلاج مقتضاے عزت کے جبتک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خودرائی سے پکیپنے سے ٹہنڈے ہو راہ عدم کی مجبور ہو کر اسیر دام تقدیر ہوے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ مین اندازہ حساب سے بیرون تھا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتھ بجز وبال دوام کے کچھ نہ لگا یہ ماجرا ۲۲- رمضان ۱۱۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور مہابت جنگ کے انتقال کو دو مہینے بارہ روز گذرے تھے ظاہرا مسٹر واچہ صاحب کوٹھی قاسم بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہو کر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی مین چند بی بیا لوگ بھی میرزا امیر بیگ رفیق محمد جعفر خان کی قید مین آئین لیکن میرزا ے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جیسا

نصرت ہلالی میر جعفر خان کو مطلع کرکے کشتی جا بک رفتار پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جا کر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر جا کر مسٹر ڈریک کا ملا اونہین سوار کر دیا بی بی لوگون نے اُسکے حسن و پاس و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچھ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہو کر کہا کہ مینے یہ کام بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی نجیب الطرفین ہین اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شباشب واپس ہو کر میر جعفر خان سے آملا فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اُسکو مسلمان بے ایمان خیانت پسند نے نام عذر کیا ہے اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین — درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ اور دلالت شیطان اور شہوات طبع اور دنیا پرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کے کام تک بڑا فرق ہے ۔ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✽ گرچہ یکسان شد در نوشتن شیر و شیر — ہان اگر ہمیں ہمارا بادشاہ زندہ ہو جو کچھ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اور غیبت مین ایسے امور جائز نہین یعنی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نہ مانے تو البتہ جو کچھ ہم سے ہو سکے تعمیل کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی تہلکہ مین چھوڑین خانہ مفتیان بے ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایک عالم بلا مین قید ہوتا ہے اللّٰہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ والناس القصہ سراج الدولہ چند روز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذائے خلق اور حیرانی معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجائے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لاکر مرکز دولت کو واپس ہوا اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجائے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور جوہر شجاعت سے معذور تھا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور ہو بیچارہ بھاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور پانچ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام و غیر سردار ابرو قلب اور جگت سیٹھ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر ہراسان تنگ کر دیا تھا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

[illegible]

چنانچہ شوکت جنگ کی حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اوسکی عرایض سی جو شوکت جنگ کی نام آیا کرتے تہی مفصل معلوم ہوئی انشا اللہ تعالی ان اوراق مین بہی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے سی حاقیتن ظاہر ہوئین جو الہ زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکہنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ اسکیکی اور انجام کا مین اسکے نرہی —

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتہہ سی بلا اوٹہانا خوشامد گویونسی دہوکہا کہانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کی اوسکی رفاقت سی تحریر ہوچکا ہی اور یہ بہی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے نکلجانے کا عزم رکہتا تہا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چہوٹی بہائیون اور میر عبد الوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سی اخراج کیا تہا اور موسم برشگال نزدیک آیا تہا نکلنا اونکا اور بیچ حدود سی جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکہتی تہین متعذر ہوا لہذا گندہ گولہ کی سعر سے لشکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تہا کہ میری صحبت اوسکی ساتہ برار نہوگی اور انجام کار اچہا نہوگا اس اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دو نوابلہ یعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شور و شر سی آزاد ہون درصورت رفاقت کی دونو طرف رنج وغم ہوگا باوجود دیکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچہ سود نہوا بلکہ مرگ انبوہ جشنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکہا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کمینہ مغرور کو خدا معلوم کس تقریب سی بندہ مورخ کی گہر مین لاسے اور اسکو بندہ اونکی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہی تو جو بلا اخیر رفاقت مین ہوتی ہوگی وہ ابہی ہوتی ہی ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کر دی چند روز تک میری رضا جوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تہا اور بندہ مانند وزیر شطرنج کے پہلو سے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تہا اگر کچہ دیر سے پہونچتا تہا میری انتظاری مین معطل بیٹہا رہتا تہا اور بندہ اسی وجہ سی عجب بلا مین مبتلا تہا خط اور سواد تک درست نتہا وقت دستخط تعلیم کا محتاج تہا کہ وصل حروف سکہلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار ہمین دستخط کرنیمین بہم ہوا اور قلم ہاتہ سے گر پڑا اور نہ دوسری جگہ جا بیٹہا
چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتہا بندہ نے مطلق نسمجہا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت
کے اوٹہا بندہ بہی مع دیگر حاضرین کے مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سیسید ارجنگ
سیف خان مرحوم کے گہر مین جسکا بہونچی بندہ کا نہایت آشنا تہا اگر حرکت مذکورہ سے جو محض بی ہیچ
تہی استعجاب کرتا تہا ناگاہ اوسکے مقربین مین سے ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تہا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور ہدایتین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب
دیا کہ حسب طلب یہ ماموری تہا تعمیل کرتا تہا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہی ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پہر اوسنے تعلیم کے بارہ مین سماجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہی مجہے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف
کیا ہی امیدوار ہون کہ مجہی معاف فرمائے اوسنے لجاجت کر کے حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
مین کچہ سوال کرتا بندہ بہی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سے
صادر ہوے کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کے نام جو بندہ کو یاد نہین ہی
اوسمین لکہی تہی کہ ہم سب لوگ آپکے دامن دولت سے توسل رکہتے ہین بشرطیکہ ہم سے عہد و پیمان
ہوجاے اور آپ بہی مضبوط کمر باندہے اور سراج الدولہ کے تسخیر ملک کو عزم فرمائے ایسے عرایض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کردیا اور اسی عرصہ مین میر معلی خان جو کہ جد برہان الملک
سعادت خان کے سالون مین تہا کسی طرف سے شوکت جنگ کی ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرح کی
شورش اور فساد رکہتا تہا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد رکہتا تہا اور جنیت بیگ
جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطائیہ مزاج مسخرہ کار رکہتا تہا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہوکر عین راہ سے بہاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کے ملازمین مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بطمع
اخذ خوشامد گوئی مین مصروف ہوے شوکت جنگ خود ابلہ تہا اونکی باتون مین متوجہ ہوکر تخت فلک
کو بہی اپنے برابر نہین جانتا تہا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سے سنی کہتا تہا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کے برخلاف ہی اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سے کر کے غازی الدینخان
کا اقبال کرتا ہونگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور بمعرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کے مقربین
مین سے تہے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتہ راہ درست کر کے واسطہ سوالکہا سبا

اور سر آمد کار حضور کا کیا تھا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
سراج الدولہ سے اور زمیر چھین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اور اوسکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال کے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اوسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپ کے
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معظم خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سبب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجھاتا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل وجواہر کی
امید مین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تھا اور بندہ کے بھائی علی نقیخان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچھ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھ لینا
چاہیئے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق مہابت جنگ کے جو برسون کی
ہین اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت وجان کے جانیمین فکرمند ہین اور آپکو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپکی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کے خواستگار ہوینگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کر کے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چندروز کے مصاحبان
نادان نے پھر بھی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کردیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکانپر چڑھ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھ رہگئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتھ اوسکا پکڑکر لاسکے چاہا کہ
اوسپر سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جا کر ہاتھہ اوسکا پکڑ کر لائی چاہا کہ اوسپر سزا اپنی تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نے شفاعت مین
مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہو کر کہا کہ مالک نوکرون کے ساتھہ ایسا نہین کرتی چوف
آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس کے وہ لوگ للی کی حمایت پر جا و کہی تھے چوب تازیانہ سے بچا کر مقید کیا اور
اوسکا مال متاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات و اطفال کے جملہ اسباب سے
محروم کر کے تیس ۳۰ روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کرا کر پورنگر کی
طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان بادہ گو سے ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا
ایکروز کارگذار خان بخشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سے لوگ دربار مین جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے
کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کرے گا کارگذار خان بیچارہ کہ حواس
ہوشیار تھا متحیر ہو کر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر
ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ یہ کام مہابت جنگ
احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگز کسیکو معاف نکرینگے
دوسرے روز میر بعلی خان فوجدار نواب گنج وسرسند وغیرہ کا جو بشرط تسخیر بنگالہ پورنیہ
وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت
اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضرباشان دارو غہ دیوانخانہ
کو حکم دیا کہ جو بدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب تر یہ
کہ منشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ
نواب عالمیان آپ خطوط و اخبار لکھتے ہین اور یہ بھی آپکی فرزندی کا دعوے ہے
اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کر کے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور
اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور
ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکہا کہ جو کوئی اس خطاب سے
مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ
آپکی عقلمندی کا یہہ حال تہا باوجودیکہ زنانہ نہ تہا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا
تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک کے روبرو دیتا
تہا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلی خان احمق
نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر بنگ پورنیہ کا ارادہ رکھتا ہے اور بنگ کا

امیدوار ہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ کمک پر روانہ ہوون برسات عین طغیانی
مین اور زمین پانی مین غرق تھی اسوقت مین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرے
جب لوگون کے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور
بے آگا پیچھا سوچے دو تین منزل دوڑ گیا آخرکار خود بھی حیران و پریشان
ہوکر واپس آیا —

ظاہر ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پھر اس
کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسی سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوے تھے ہر شخص کیا
چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتین کرتے تھے
حبیب بیگ موافق خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان
لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُنکے نسبت
نمکحرامی کا خیال رکھتے ہین یہ سخن کچھہ اصل نہ رکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ
عبد الرشید اور شیخ جان یار وغیرہ سردارون نے یکدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا
کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہوکر خائف ہوا اور ہر ایک کو بلاکر عذر خواہی کی مردم نے
یہ دیکھا کہ میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹھا
مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُنکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر
جھوٹھا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ مینے
ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگو سے بچا کر ترک کرو ورنہ لوگ
آمادہ دل آزردگی ہین اور اون لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ
سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا
نے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف
سے لعن و نفرین سنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیا داری کے سمجھی اوسیوقت

لباس و یراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامۂ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہو جاؤنگا فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ اوسکو تو نیفا و تحقیر کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور تو پخانہ دمدمی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کرکے داخل خانۂ قلعہ مین ہو گیا اور دروازہ ہا سے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے کہ ہتہیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد تھا سب لوگون نے ترک آمد و رفت کرکے اپنے گہر و نمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتہیار بند آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے بیر نگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معقول و مقبول ہو کر کہا کہ اگر علی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نہ رکھنا چاہیے اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو اس کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی مجھ سے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید وفا اس سے رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفاہ بانشی کی تحریر کو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگ ظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھ لیا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہوے

بہیجنا سراج الدولہ کا راسے راس بہاری جہوٹی کراجہ جانکی رام کو فوجداری کو صدارہ اور بیر نگر پر اور بہڑک اوٹھنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکے حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجود یکہ خود بھی انکی طرف متنبہ ہو کر اوسکے دفعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راسے راس بہاری برادر خورد راجہ دولبھ رام بہادر کو مع ایک فیلہ خلعت صوبہ منہ شوکت جنگ اور سند فوجداری کا

پیرنگر اور گوندوارہ کے اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اور رزاس بہاری سے مقابل
راج محل کے کشتی لگاکر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجا خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تھا کہ دونو پرگنہ
مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تھی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان پہونچنا
نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لیے چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسنے وہان
کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دولتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیان و معتمدین
حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
کبیدہ خاطر تھا التماس کیا کہ جوکچھ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا
جب بڑی سماجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہے
اور رنگ و بار کی راہ جو محاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور رزاس بہاری کو لطف
و مدارات دستک دخال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکھیے کہ جوکچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور باموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکھے اوسکی مالگذاری کیجاویگی - اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے
کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر رزاس بہاری حاضر ہو لطایف الحیل مین رکھنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اسی
عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
کا احتمال ہے اوسکو اپنے طرف متفق کرکے جدہر دل مین آوے عزم کیجیگا
نواب نے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے رائے و سینے پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب معہود اوسکی
بہتری مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص مین طول دیا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھ ہرگز انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون سے لکہا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی ہے چونکہ واسطہ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند بھجوا دے تاکہ وہان جا کر بیٹھو اور دار الامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ اینجانب منتظر ورود جواب بابرکات ہے۔ ہرکارون نے واپس ہو کر یہہ کیفیت راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکہا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیجا سراج الدولہ نے اوس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بھائی سوبہ سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچہہ نہین بھی زیادہ مساوات البتہ ہون گے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بھیجا کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صحرا کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکا تعاقب راجہ رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نواب گنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ کے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجنے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہہ تجویز کرین کہ لشکرگاہ
بناوین اوسکے باپ کی عہد دولت اعلیٰ ہونیکہ شور سے خالی تھے مابین تیاری اور توپخانہ کی جسجگہہ
مین کہ ہر طرف سے جہیلین محیط تہین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالا اور دوسری طرف بھی ذوکاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاری تھا بھی بلی وغیرہ کی ار آستگی سے ممکن العبور
بدشواری تھا معسکر بنایا باوجودیکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جہیل پر خندق کہود و اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تھا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اپنے ملک کے پشت پر تھا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتہا الغرض سپاہ سا پر تیغ سواران اور نجیب اور سرداران والا و پا اوسکے
زبان پر تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہم گر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چند روز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علاحدہ دریا سے سوتہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیرہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ بندہ سورتج اور لچھی نلیان سپاہ اور دوسرے
آور کار گذار خان بخشی اور شیخ جہانیار اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابوالحسن سپاہ خان تورانی جو کہ اوس لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوے اور سیام سندر کاتب بنگالی جو کہ اوسکا نہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار سا پیرا اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جا گزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تہین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوے بعد آزان دریافت ہوا کہ ابھی کچھ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا الیقین تھا کہ کسیطرح آج کی رات بہر صورت گذر گئی اور ۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۱

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہونچکر سلام گذاری کی اونہین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جاکر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مرد العلی ولد رستم علی خواہرزادہ خواجہ معتصم برادر صمصام الدولہ خان دوران جو دار وغہ خاص برادرا ور نشان زرتار کا مالک تھا اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہہ مقرر ہوا تھا اور راو سی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا حقیقی بہائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا انتظام کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اور وہ پیر سلطان خلیل خان سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب ایک ثلث روز منقضی ہوا اور منہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا سپاہ سند مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ سیتی سے باظہار شجاعت مورچال سے باہر غرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا وہان پر کوئی جہیل باسد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جہیل تھی راجہ موہن لال باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امالت خان ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کر کے خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست و جمعیت ہو کر محافظت کو آمادہ ہوے اور توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جہیل مین جا گرتی تھی

جب دو تین گھڑی کے بعد پڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچال اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمکو ام ہجوم کرکے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علحدہ ہو گئے پہر بھی راضی نہوا ایک جگہہ نہ ٹھہرتا تھا
عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکھے اور لڑا بھی ہے ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کرکے تیاج مقدمہ درست کیجے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچھہ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و ظفر ہو اوسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ مینے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین —
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور کار گذار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور
تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتی چاہیے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جہیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جہیل کر آپہونچین اوسوقت
جو کچھ ہوسکے گا ملاحظہ مین آوے گا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان
ناملایم زبان پر لایا اور کہلا بھیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سندر
ہندو تو جرأت و دلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن ابھی
آمد و رفت مین دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بھیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور نہ پینے جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکھلائی ہاتھی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹھا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجھاوین کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہہ کہکر ارادہ کیا تہا کہ لشکر سپاہ کہ جانب

دست راست ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہین پر میر ابوالی نقی علیخان
اور کل احباب تھے جاؤن جب انبوہ لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جہان یار
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد اللہ اور میر سلطان
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام ثانی کی نلاکر یورش کر او سٹے ہین اور
نصف جھیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کر کے قریب لشکر سراج الدولہ کے پہونچا
چاہتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوسمین تلک مین
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو عجیب تفرقہ مین دیکھا اور بندہ نے
جانا کہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی بحال تباہ جھیل سے مصیبت
جھیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ و بان کے صدمہ اوٹھاتے ہین
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے ہین ورنہ راستہ ہی مین سفر آخرت
پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ سندر شرق کی طرف سے خدا جانے
کیونکر اعدا تک پہونچیگا یا کہ بچا وے گا اگر جائیگا کیونکر پہونچیگا بندہ سمجھ گیا
کہ دونو لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی ڈھب سے دونو لشکر یکجا ہوتے
شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تاکہ شوکت جنگ کو سوار کر دے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور جہالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشۂ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہو کر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجائے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا لیکن بیچوا اس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندھے
پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تاکہ بہر صورت
یہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جھیل نے راہ طے کر کے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جھیل مین تھا وہان سے

تب ہی گئے اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودھر سے مردمان سراج الدولہ نے ذبطی سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوے اور اکثر بھاگ کر ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان نے اپنے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے کو بڑھکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرنے کے پیشتر کو چلے شیخ عبد الرشید پوتا شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی اسی سفر آخرت مین ساتھہ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوے جب کوئی بڑھانا چار شیخ جہان باز صحیح و سالم اور کارگذار خان مجروح وبیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی آگے بڑہے بجرد اونکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مردانعلی مع خاص برادران اور مٹھن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ نے مع ہمراہیان کے بدون ہاتھہ پیر چلانے کے راہ فرار ہوئی اور سیف الدین محمد خان قایمقام للی زخمی ہوکر کوٹار ذریرق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھہ دیا شوکت جنگ بیندرہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق نے سر مین پہونچکر بیجان کردیا ساری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سرپیچ یمنی اور دستار زعفرانی جو آپ کے سر مبارک پر زیب افروز تھا خاک پر گرا کسی نے اوٹھا لیا جندہ نے اپنے گہر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے اپنے مسکن کو سدہارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودھر سے میرزا رستم علی ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تھا بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پہر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کر کے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندھتے کہ اسیے وقت مین مفت ہتھیار اور تیغ اسیے کو دیدین
پیشتر قدم بڑہایا اور ہتھیار لیے میر مرتضی کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور سابق اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو وہان سے لیے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جارہے بندہ اور میرا و رنبدہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھہ چیز نہین
تہا انہین دونو بہائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاویگی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بہائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکی طرف موافق ہونے کو پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے غمازون کے ڈر سے تو نہ لکہا تھا مگر زبانی پیغام بھیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپکو ہم سے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد زاد راہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرما کر حکم دیا کہ کرمناسہ
سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو بنابر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال امیر اور اپنے بہائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اوسکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھہ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہو جب بندہ میدان جنگ سے گہر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اوسکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہے

ہونگا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جا چھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھہ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھہ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معلے خان اور آقا میرا اور میر عبد العلی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خود کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب کہ جسکے لیجانیکے قابل تھا وہ علیحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگناتھہ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیر خواہی بندہ کے باہر ہو جانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اور اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کسی نے آشناؤن مین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دلدہی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام متقدم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوسرے
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفا یانی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر ماں کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی بساجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ حرم ناسہ
صدمہ سراج الدولہ تک پہونچاوے اور اب بھی اوس ضعیفہ مخدومہ کی شفقت
و عنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے تیسرے شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر ساماں والد مرحوم اور ہیبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اون دنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلہ سے نکر بندہ تو زکی
دید کو آیا اور بند حویج نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیر مین بجھہ
قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے
کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان
بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین
بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ
کے ہاتھ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بھائیون سے جنہون نے بتغیر حکم
اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا — الغرض موہن لال نے تھوڑے
دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ
کے بھائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ
کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جوکہ بروقت جنگ محمد خلیل
زمیدار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تھی باعزت و احترام سراج الدولہ کے
حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس
لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
کو وہان پر نائب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمت مین آیا اور سراج الدولہ
نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا
اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشدآباد مین معاودت
فرما ہوا —

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور
مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا
اور بخوف انگلشی کے متعاقب ہو واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان
کا اور صلاح کرنا باہمدگر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو فتح و سالم واپس ہوا اور دولت پر دولت غصب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون کا ذخیرہ ہوگیا چونکہ یہہ کمالے راز واسطے لازم دیکھے سراج الدولہ کی اسقدر بڑہتے ہوے انجام مین کیا ناسازی بخت ڈپٹی کہائے پس ہر چند لوگون نے تفحص کیا کہ کہین تو اس دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھہ سود اور بہبود نہ ملا اور طامع لوگ اپنے گہرونکو مایوس پہرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب ازوالکا واسطے دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کے باعث جنگ اور فساد کا ساتہ سراج الدولہ کے ہوا تہا مغلوب ہو کر مع باقیماندہ وںکے جو کہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تہے اپنے ہمراہ لیکر سواری جہاز کوٹہی مندراج مین جو کہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین ہے وہان جاکر پہونچا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بہی جو ہر طرف کاروبار مین متفرق تہے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ اور قاسم بازار کے مکان مذکور مین جا پہونچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف سالار فوج انگریزی ملازم شاہ انگلن جو اوس کوٹہی مین مقرر رہتا اور اون دنون فرانسیسیون نے لشکر ملک دکن حاصل کیا تہا اور کچھہ فوج قریب ایک دو پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا دولاتی ہمراہ رکہتا تہا اور ناظم دکن سید محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہوئے جماعہ فرانسیسیہ مین ہوسے مورد الطاف ہو کر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تہا ارباب کوٹہی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستمدیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ سے تہے آپس مین قرعہ پہینکا اور مشورہ کرنا شروع کیا رائے یہہ قرار پائی کہ کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور جسطرح بہتر سمجہے بطور سابق وہان پر کوٹہی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل کلیف مع صاحبان کوٹہی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہو کر مع اسباب و سامان حرب کے نہضت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ سے

ناصر سے مشہور اور مقام الحاق دریاے ہوگلی کا دریاے شور سے پہونچکر لشکر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جوکہ سفیہ تر اور لوگون سے کینہ تھا اور مصاحب بھی رزیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر احیاناً کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تا آنکہ ثابت جنگ اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگادیا اور باسے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چھائی خاک تدبیر کارگر نہو سکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی سے نیچے اوتار کر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رمیدہ کے مانند بھاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمینان شادیانہ فتح و ظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا —

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے

اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد و متفکر ہونا برگشتگی

وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام مجسم آرد برو کھڑے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۳ ربیع الثانی
سنہ ١١٧٠ ہجری کو مرشد آباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکھتا تھا اون دنون جنگ تھی گاہ گاہ آمد رفت لوگون کی جنابین سے بنابر صلح
بھی ہوا کرتی تھی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چھاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تھا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بھیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم بہہ صفت سے موصوف تھا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی بہ
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کراکر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کے طرف آکر منتظر صلح ہوے جب تھوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوے اور شلک کرنے مین کچھہ بھی معزول نہوکر قدم بقدم
آگے سرکے آتے تھے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تھے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ تاؤ پر چڑھے ہوے تھے یہی آتشباری
ہو رہی تھی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑگئے اپنے مونہہ کی کھا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشی کا یہ ارادہ تھا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتھہ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تھی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکھہ سکتے تھے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کے سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہوگیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندھیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی چھوڑ بیٹھے نہایت خوف سے جی
چھوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اوس مقام پر ٹہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بلاکر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بر وقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چہہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام بتفصیل مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہوئی مسٹر واچھر جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے
سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہد نامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناصواب سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کو ئی خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے ڈر چاہیے کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہر چھوڑ اپنے عیال و اطفال کے رخصت سنسرام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقا سے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبرام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چھوڑتا تھا
نامردی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرکے

اسپنے وجود با ستا سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کی جنگ و فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھہ سو برس مین ہوئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب گذر چکی نائرہ فساد اوٹہتی دکن مین باہم لڑتے تھے فرقہ انگلشیہ غالب آیا انگلشیون کا جنگی جہاز امیر ال دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اور لندیسیہ کے ہے اور موسٹیر نژنو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھہ دغا کی تھی اب بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان فرانسیسیون کے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کی راہ رکھی تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرادیا اور فرانسیسی مغلوب ہوے جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکہتے تھے وہ بھی اونکے ہاتہ سے نکل گئی موسٹیر لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ کے توسل ڈہونڈہکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہاے برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہو جماعہ انگلشیہ کے کہتے سنتے سے پایما اور استعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اونکے شریک یا تو اونکے کہنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا کہ مصالحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال ہمسے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے اونہین اپنے زیر سایہ جگہہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور بر ہمی پیمان کے ہے ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے بہمہ مبالغہ ہوے کہ ان بہاگے ہوؤن کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی آرزو کی مناسب نہین انکو جواب دیا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے
اسباب مین موسیٔر لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہمارا حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
برخلاف عہد ہے اور جب کہ جہان پچ ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
یہی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار بکرتے تھے اور دور اندازی بھی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بوقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول مدعا کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضایع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین انکی تدبیرین اونکے ستے قاصر ہونگے اور ہمارے نوکر بھی قابو نہین
پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کرلیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپکے درمیان مین ملاقات نہوگی یہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشدآباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے بجان بلب تھے اپنے سے متفق کرلیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جس کی طرف فراہمی خیال ہوا کہ [illegible]

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ سے شکایت کراتی اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورش کی یاد دلاتی تھی اور پھر ایک سے یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کی رفاقت کرنے مین پہلوتہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کرکے اوسکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمد سے کیے پوشیدہ کر رکھین تھین میر مذکور کو دیکر مدد دیتے اور میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایک ہو کر کے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کر لیا اور کمال اخفا مین اوسکے گھر سپاہ ازدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقہ انگلشیہ کو مناد پر اوٹھانا محاربہ سراج الدولہ اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو بھڑکانا شروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و ترغیب کی ظاہر اجگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت اپن چند روزہ کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جسکا کسیقدر حال پہونچا سنے ہی بیان فرنانت کا جہاز سر مذکور ہوا اسیجگہ سراج الدولہ
کی بدسلوکیان جو کل عمائد کے ساتھہ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو مضمون
میر محمد جعفر خان سکے سعی سے کل امرای متخلی اسی مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اوسی مرزا میر بیگ کے ہاتھہ
ملاحظہ کو بہیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہوئے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہملوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر تواضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندہ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اسکے وہی دونون مہاجنان
مذکورہ ہوئے — اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کی تہی وہ چند اسکے ہر ایک سے ظاہر کئے — جماعہ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکہتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور پیغمبر ہولی اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویاے مرام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ کوئی دولتمند ہوا اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو مفت دولت ملے اور وہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبہ رام کا قبول کرلیا مہیاے رزم سامان جنگ ہوئے لیکن چونکہ اس فرقہ
دانا اور نیز کل عقلا کا شیوہ نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کرلیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ ادا مبلغ زر معینہ مین جو دیر تک دیر توقف ہوا ایسی وجہ ہوئی کہ عہد سابق مین منضبط
کرلیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کرلیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کا باعث سوای فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہرحال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادہ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا عجز و عاجزی بہت [illegible] کی
[illegible] ساعت از دل [illegible] چون گشتم

راجہ دولبھ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بھیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہر تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تہا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل مصروف تہا اور کسیطرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نتہا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کر دیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمد ورفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تہا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھ رہے ہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی جار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر
حیران اور پریشان بکمال تردد و ہزار نامردی اور بزدلی سے نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا ادہر سے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع اپنی جماعت اور
قلیل فوج تلنگہ کے کہ شاید بہمہ وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونوں طرف حرب و ضرب زد و خورد نمایان تہی ہر چند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپر نہ سکے
چونکہ اہل انگلش قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ
کی کہ اونکی صدا سے ترشب سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت سے بہر ماری تھی
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تہی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ پیراز خاک تہی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جس طرف کہ مقرر تھے وہان کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے محل یورش نہین پاتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہانے مین
کچھ تقصیر نکرتے تھے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوئے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ ثابت جنگ نے اپنی جگہ سے بدگمان ہوکر غصہ فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ
تہا کہ خفیف لڑائی مین مدعاے دلی حاصل ہو جاوے گا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنے
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دو تنخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہ مغلوب ہوسے جو کچھ بندہ نے کہا ہے اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنی اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کہ کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کاروبار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میر مدن جو نہایت دلسوزی سے سراج الدولہ
کی خیرخواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہکے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مر گیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لیے آئے میر محمد جعفر خان نے اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسین خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کو حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تہا اور باطن مین چلپان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیساکہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتارکر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطاؤن سے پشیمان
ہین اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپکے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہوکر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوکر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرماکر جو کچھ لازمہ نجابت اور مقتضا سے
حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بنجا ہی تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام ہے وقت یورش نہ رہا پیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالے بہت مجموع ہوا اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میرناکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کرسکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جاکہ
آنچ میدان کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کررہے تھے حکم بھیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوے اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہین جو کچھ ہونا ہے اسی جگہہ ہو جاوے گا اور اگر بندہ
معاودت ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان سے
طرف رخ کرکے شورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ ہمیشہ اوسیطرح
پر ہو سکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کر لیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمہ آن کند کس
نیاید بکار - بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور
طلاطم پیدا ہوا کہ حواس و ہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
و ہول دلی آشکارا کی ہر چند افسر نے پای ثبات قدمی گاڑا ولیکن جملہ پیادہ و سوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر بھاگنے لگا تھوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا نہایت خوف ہوا بخصوص نمک حرامی عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تھا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بہر
روز باقی رہا تھا کہ خود بھی بھاگ نکلا اور ۱۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑھے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مستقیم ہون تاکہ تامل کرکے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ تمکن
اوسکے دماغ مین تہا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتھہ اوٹھا نا نچاہیے اور لوگون کو جمع کرکے بھاگنے نہ دیجئے اوس نالائق نے اورنکیطرح ثنا
معذرت کرکے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جسمین تجویز حیرت
مدد خرچ وغیرہ کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کہول کر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کھولا
رہا اور لینے والون کے ہاتھہ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتھہ پہونچا خزانہ
اوٹھا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے - ابیات مہار و مرندی
بکن بر کہان ✤ کہ بر یکسان نمطی نماند جہان ✤ سر گشتہ پاسے مردم زجا سے ✤ کہ عاجز شوی
گر در آلی زپاسے - دل دوستان جمع بہتر نہ گنج ✤ خزینہ تہی بہ نہ مردم برنج ✤ ملبنداز در پاسے کار کسے

که افتد که در پایش افتی کسے ✿ عدو را بکوچک نباید شمرد ✿ که کوه گران دیدم از سنگ خرد
✿ نه بینی که چون باہم آیند مور ✿ ز شیران جنگی برآرند شور ✿ نه موئے ز ابریشمی کمتر ست
✿ چو پر شد ز زنجیر محکم تر است — اب اسوقت کی زرافشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے خبر لی جب ضعفا کی دل آزاری کرکے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا رتھہ اور رمبانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا ازراہ نادانی اور احمقی اور جہل کے خشکی کی راہ چھوڑکر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھہ بھی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا پیغام بھیج کر اونکو بلانا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویساہی یہان بھی دیتا اور براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہوجاتے اور چند ہزار جرار سے باہر نکلجاتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہوسکتا تھا بلکہ ہر منزل و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرضکہ سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد کی راہ لی — قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر غلبت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جبتک اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتقام کیا تھا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے جنرل ہوکر آیا ہے اوسوقت بعہدہ میجری مین کرنل کلایو کے ہمراہ تھا لاس کو تعاقب

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا اکرم نامے اور بکسر تک اوسکے
پیچھے چلا گیا موسیو لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میر مذکور تعاقب کر کے تینون
صوبون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا—

ذکر سے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اوپر سرداری تینون صوبون کی بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوسکے نوکرون کے ہاتھ سے اور بکوشش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گرد دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان نے زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی مین توقف
کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشیہ سے ملاقی ہوا اور استحکام عہود و مواثیق
کر کے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تھا کہ رعایا
پر اوسنے نہایت ظلم و تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور
اوسنے ان سب کو وہم دلاسے سے اسطرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدلجمعی تمام کے
سنیچر کے بیچ ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہو کر اپنی نام
کی منادی تمام شہر مین کر دی دیگر منافق سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت
خواہون نے بعد مبارکباد و نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ کسیقدر سراج الدولہ
سے میل رکھتے تھے اونھون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت
میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر دولت و اقبال
کی پنج نوبت بلند آوازہ کین اور راجہ دولبھرام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا
اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشیہ کے حسب وعدہ کرنے لگا چونکہ
خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی وضع اور تدبیر وغیرہ نہایت خوش
تھا اور دلمین آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنا برعلیہ ایسا ہی ہوا اور آرزو اوسکی برآئی کہ اپنے واسطے
شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب تجویز کیا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بہیجا اور میر داؤد اپنے بہائی کو بہی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لائے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور نیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا
تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہیئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا طرفہ ماجرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت و اقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدری بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سرانجام کیا اودہر اوسنے کسی مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب
آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت و سرعت تمام
مانند میر داؤد اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال و اموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است
اگر بشنوی ✤ کہ گر خار کاری سمن ندروی ✤ الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا اونکے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو مالیت تہا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بہی لوٹ کہسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین مرتبہ
کی لیتا تہا اور اختیار اور اقتدار کی کہینچا تہا زیادہ موجب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنے

خداوند نعمت سے کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہو گیا تہا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر
رضاے راجہ دولبہ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تہا ظاہرا اوسکا
اندوختہ راجہ دولبہ رام کے ہاتہ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کر گئی
اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی
قید مین مرشد آباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکہا اور اوسکا جاہ
و اقبال صغیر سنی کی ناز پروری جوانی کا شوکت و جلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور
تکلیفین بہول گئے رحم آثار بائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو ستمگری
کی طاقت حاصل تھی بطمع سو بجود اس نظر رحم سے آنکہہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے
جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسند نشینی کے اپنی قرارگاہ و
اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی
مہابت جنگ کے بطن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بہیجدیا
یہہ شخص باپ سے زیادہ جور و جفا مین آمادہ تھا خدا ناشناسی اور حق ناشناسی
اس کے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلمین بہری ہوئی اور کیونکہ یہ خون سراج الدولہ
اسکے ہاتھ سے ہونا تہا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے
بہرنا تھا اس سبب سے قتل و سفک ظلم و جفا مین مصروف رہتا اور
نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلد باز تھا اور جسدم کہ
سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا رو برو طلب کرکے قید فرمایا اور
رفقا سے خواہان قتل ہوا شجاعت سے جو جو نجیب زادہ باوجود شعار رکہتے اس کار بد سے
برسر انکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد و شوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ
کا تہا اور سراج الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر اسکو خوشنودی خدا
اس شقی ازلی کے ساتہہ بیاہ دیا تھا یہ سب احسانات آقا سے ولی نعمتون کے
فراموش کرکے اس شقاوت و سفاہت کو اختیار کیا اور دو تین گہڑی قید ہونے کے بعد
سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکہا کہ یہ احسان فراموش
چلا آتا ہے دیکہکر کہا کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سر تو
درگاہ الہی مین تائب ہوکر کہا کہ آیا راضی نہین ہوتے کہ مین گوشہ مین پڑا زندگی بسر کرون

پھر ادسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان سکے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیئے
جلاد مذکور کا فرید کیش احسان فراموش سنے تیغ بیدریغ کہینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گرکر کہا بس آب کہ کار من تمام شد و انتقام باتنجام رسید اور جان
شیرین سنے کالبد خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس کمبخت سنے تلوار کو میان
مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گہومایا
کہتے ہین کہ فیلبان سنے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا
بدون ارادہ ضرورتا ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون سکے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار ٭ سبکسیر
و بدعہد ناپایدار ٭ منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست ٭ چو مطرب کہ ہر روز در خانۂ ایست
٭ نہ لایق بود عیش با دلبری ٭ کہ ہر بامداد ش بود شوہری ٭ بر مرد ہشیار دنیا
خس ست ٭ کہ ہر مدتے جاے دیگر کس ست ٭ نکوئی کن امروز چون دہ تراست
٭ کہ سالے دگر دیگرے دہ خداست ٭ اگر گنج قارون بدست آوری ٭ نماند مگر
آنچہ بخشی خوری ٭ الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور و غوغا ہونے لگا حال پوچھا لوگون سنے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم و تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان سنے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکے
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تہا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گہر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پروردہ تہا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہ
طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردین اگرچہ اسکو ہلاک کیا تہا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تسلی دینا چاہیئے تہا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تھے میر محمد جعفر خان سوتا تہا اگرچہ افراط مفیرات سے
اوسکی بیداری ہی خواب سے بڑہکر تھی مگر خاص کر اوسوقت کہ نسبت جلوس امارت کی نشہ بیک دو بالا تھی اوسکے
لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اسکا کام تمام کر دیا جب وہ جاگا میرن کو پیغام دیا کہ ناظم معزول مقید سے غافل نرہنا
اوسنے سنکر جواب بہیجا کہ مین ایسا بیخبر نہین کہ ایسے امور کے تساہل کرکے چہوڑدون
اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے فخریہ کہتا کہ باپ نے مجہے اسوقت ایسا پیغام بہیجا

اور بیٹے پیشتر ہی اوسکا نام مٹا دیا یا رون تم بھو مین بھی تو ہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکر پیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت وخواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ورنہ وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکھنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حلیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ میر
محمد جعفر خان کی پاس آیا یہہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تہا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور واخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گھر تھا اور صغر سنی سے جیسا کہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشدآباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میری بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تہا جیسا کہ سعادتمندان خرد ہوتی ہین ویسا ہی ہمیشہ
فرط ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تہا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کی چھوٹے
بہائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تہی جس سے بڑہکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہہ گمان ہوا کہ گویا یہہ دولت اوسکے گہر آسے اگر کچھ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنابر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل وعیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہوا سمائی اور چہرہ فکر عشرت کو بدلی چہائی ہی اور ہملوگ نہایت ذلت مین ہین اور نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکہے جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونہون نے
نسنا مع اخوان وخویشان کے عظیم آباد آے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچی

جواب عرضی قلم انداز کرکے راجہ رام نراین سے بے خبری پر بڑی ملامت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیوں کے بنارس لوٹا دے اوسوقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹھائی بحسب قسمت میر محمد کاظم خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد ساد
تہا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تہین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکھتا تھا بندہ کے بہتری بہائی سید علیخان
نے بھی اوسکے پاس جاکر یہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بھیجا ہے اور ہم لوگون سے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کو
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکہا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بھی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذر خواہی کرکے کہا کہ مجہے ان لوگون سے کچہ کام نتہا مگر آپکے برادر صاحب کے
بموجب حکم یہ تعمیل ہوئی اوسنے جواب دیا کہ اونہون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور نارفسرو شی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کرسکتے ہین تم سے کچہ کام نہین وہ خاموش ہو گیا اور اس
بزرگ نے جو کچہ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکہہ بہیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسد سے باز آیا
اور یہ سمجہا کہ برادر عینی ہو اور بہی ان لوگون سے بے مروتی کرنے مین مفت رنجش حاصل ہو گی لہذا درگذرا اوسکو ایسا امر نہین بہاتا
متعاقب بندہ بہی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میرے پہونچنے
سے گہرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو سنئے سر سے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکہکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابہی واپس ہوتا ہون چنانچہ
رقعہ لکہکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبہی کبہی راجہ مذکور کے دربار مین آمد و رفت کرتا تہا تا آنکہ جانب بنگالہ
غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کا بیٹہ

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کر کے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد سے گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشد آباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق و جرات نے رفاقت نکی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر بمصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور بغیر وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بے کسی شے مانند بلاے ناگہانی اور قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرات اور دلیری بے وقت سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے ضمیمہ مین بنا تھا جا بیٹھا اور نوکر ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذر خواہی کی اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بھائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا گماشتہ رام نراین کے ڈیوڑھی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا دارو غہ دیوانخانہ تھا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پسر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تھا اور نیز اچل سنگہ کایتھہ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کی عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سہرسا پور اور گونڈوارہ اور کھنڈہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہوکر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جنکو البتہ نوبرس منقضی ہوئے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایا سے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کرلیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کرلیا اور حاضر علیخان کو مسند پر اور اچل سنگہ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کے نام سکے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور اس جانب و جمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا
کہ اپنے ہی راے سے یہ کار بند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نتھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ سے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دو نو جگہہ کے انتظام کو باگ اوٹھائی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ ہجری بنوعی کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشدآباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تھا اندیشہ ناک ہوکر حکم قتل صادر فرمایا مشہور یہہ ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندہنے مین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہوکر مرا تھا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بیجرم کا اشقیا کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہوکر ناچاقی ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبہ رام چونکہ متعہدی عمدہ
مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جہالردار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر اسے خیانت
بخششی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھاے راجہ مذکور اپنے جان و ابرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
ہوا اور آخرکار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہوکر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو جنیبہ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے بہائی کو جسطرح ممکن ہو مجہہ تک پہونچا دین اور
میر محمد جعفر خان نے جو دیکہا کہ رجوع سپاہ کا رقعہ دولبہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر بہی کرہ اوسکی
مضبوط ہی اوس بیچارہ کی قتل کا روادار ہوا بہر حال اسکو قتل کرکے اپنے زعم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اپنے تئین بجائے شہامت جنگ کے سمجہکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی مرحوم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبہہ بنگالی جہانگیر نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچہہ نتہا کیونکہ اسکی
قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تہا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری ستہے پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہر زادگی مین افتخار کرتا تہا
اور بہ واسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خان کی ساتہ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندۂ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچہہ اسکی اصل نہین ہی
اور یہہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو کہاموں کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تہا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک رہکر
اور جو کام کہ نہ کرنے تہی اور مطعون زبان خواص وعوام ہونے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا
لیکن یہہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سبکسری اور بیمغزی مین غالب اور حرکات بوطانیہ زیادہ رکہتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل و مخارج اور راہ و رسم سے
بخوبی ماہر تہا وہان کی حکومت کا آرزومند تہا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
بروقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے گئے تہے اور فی الحقیقت اوسیکی
پناہ مین بسر کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بہی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تہا توقع رکہتا تہا کہ چون خداوند تعالی نے تمکو یہہ ملک و دولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب حاضر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اطفائے نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد و رکہا تہا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جا ملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تھا خصوص اسوقت مین کہ دولت و اقبال نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تھا لہذا راضی ہو گیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالدار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنا بر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مدد پر مقرر فرمایا۔

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور بھاگ جانا ان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود نور اج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مخلصی سے مراسلات بنام رؤساے سپاہ اور رعایاے پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکھتا تھا متضمن وعدہ و وعید اور تالیف قلوب تحریر کیے حاضر علیخان اور اچل سنگھ مغرور نے بجا حملہ اژدہام جمعیت سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو ایکبار اعلام اور اوس دیا کے تاثیر آب ہوا سے چین وصلی رکہتا تھا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جاے مناسب پر لشکر اور مورچے بنواے اور ٹون پان نامی تجویز سے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا اوپر دیکھکر اطراف مورچال کے تجویز خود مقرر کردی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے لشکر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال و دیگر تالیف قلوب کی سبب خادم حسن خان قریب آیا دونو طرف خوف ہوا یا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کیا اور بطریق عرضی کے کلکر اطلاع کی کہ بسبب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار منتشر ہوے باقی لوگ اسکو قوت کہا کہا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

سبب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بھیجا یہہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہوجاتا تھا ایسے
اسی سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے باہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ سبب اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پیدا ہوا حاضر علیخان کی سپاہ اپنی جو اول
ہی بیمناک ہو رہی تھے بے لڑے بھڑے صورت کی دیکھتی ہی گریزان ہوئے حاضر علیخان عاجز
و حیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جاکر سر اوٹھایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہوگیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہوکر خانہ سے معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگہ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ تو متصدی ہی ہے کیا ڈر ہے
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب نہوا تھا گرفتار ہوگیا خادم حسن خان نے تمام خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر غریب لوگون کو بیعزت
کرکے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اور ظلم مین آیا ویسا طور اور وضع پیدا کر دکھایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہوسکا رنجیدہ کیا اسی عرصہ مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے رخصت میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان منجم جو کہ مواضعات عظیم
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ نجومیون
کا بھی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوش و خرم کرین بیخوف تھا
کہ خادم حسن خان کو مجھسے کچھہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جاکر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اسے رتن پان ابھی ساعت مین
گھر سے نکلے ہونگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسکو کہا کہ حاضر علیخان سکے واسطے بھی ساعت سعید بتلا کر گزروایا تہا اس کلام سے شخص مذکور منفعل ہوا بمجرد ستر مندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اوسکی ناک کاٹ لو تا کہ اوسکی خود بینی لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت عظیم آباد کی۔

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیفن وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پہر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اوسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور سیم الامری بہالائی فرقہ انگلشیہ کے موافقت مین سمجہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تہا اور یہہ بہی جانتا تہا کہ یہہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا ناترس ہین کچہ اپنے قول و فعل کا انکو خیال و پاس نہین ہے جو اطوار نو دولتان بد کردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور روش پر قدم دہرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیڈ امل کو اپنا وکیل بنا کر کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیفن کا دستخطی اور مہری خط میری واسطے لادو تا کہ بندہ مطمئن ہو کر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور مسودہ درست کر کے اوسکے حوالہ کیا گنیڈ امل نے میر جعفر خان کے پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ بے تامل جلد حاضر ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیڈ امل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نہ رکہتا تہا اور نیز نشہ بہنگ علاوہ اوسکے کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تہا اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر جیسا ہی کر کے متوجہ دیکھنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا اوسپر پروانگی دی کہ کرنیل کلیفن سے بہی لکہوا لاؤ گنیڈ امل نے جلد جا کر کرنیل کلیفن سے موافق مسودہ خط لکہوا لیا اور کرنیل نے مسودہ اپنے پاس رکہہ لیا اوسکا مضمون یہہ تہا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور وجہ

سے حفاظت اور عدم تعرض مخالف سب میرے ذمہ ہے کینڈال وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمئن کردیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے
اور اپنی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کرکے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کرکے اغلب اوقات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھہ مدارا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا اترا ہوا تھا اور وہ روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکی ہاتھہ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ نالائق سے بھی کبھی کام آوینگے اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب بالکل معاودت ہوویگی آپ کی خدمت
کیجاوے گی بندہ رخصت ہو کر گہر آیا اور وہ اول سیدہا کرنیل کلیف کے پاس گیا
کینڈال کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تہا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار تھا مردمان بازاری جو کہ راجہ حیل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلا اونکا نہ سنا اور کرنیل موصوف سے جاکر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کردیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچا دے یہ امر میر موصوف کو گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف بازار
تعمیر کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمئن ہوگیا تھا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل طے کرکے باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ
لب گنگا واقع ہے پہونچے تقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ و میر محمد کاظم خان کے وسیلہ میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ بندہ پر احسانات سابقہ بابت جنگ
سراج الدولہ کے اوسکی گردن پر تھے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نہ تھی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو بار ایک مرتبہ دربار گیا تھا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر مشوش سنکر اختتام کیا

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجہ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے فے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ؎ مطرب بساع
برکش و ساقی شراب دہ ✲ ایام را بمال و فلک را جواب دہ ✲ میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا اسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو باتین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
اونکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک اونکے ساتھہ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار رہنا ناتھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تپاک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسر شان کے
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان سے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپکے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپکی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائیے کہ سنکے مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میر اگر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقت
بھی خدمتگذاری سے قاصر نہوتا ۔ میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت شوق تھا کیونکہ جبسے
ایک مدت سے بیوسی اور تنگی گذری تھی اب سراج الدولہ کے خزانوں سے ہاتھ نکالنا نہایت گران تھا چنانچہ دونون ہاتھ
مین جواہرات سے مرصع ایک ایک ہاتھ مین چھہ چھہ سات سات پہنتا تھا اور مالا مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگریزہ
جو دست و گردن مین حمایل ہین آپکی بھی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگائے نہایت

خوشی میر سے دلگو ہوئی۔ چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جھوٹی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کہڑے ہو کر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجھہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپ کو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میری و اسکی کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ سے پیش آون اور بیہودہ ہون
بندہ خود ہر صبح کو اوٹھکر اوسکی گدہی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گدہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے۔ القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بہائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اوسنے تو اسی دن کو
انگاشتہ سبب سازش کی تھی چنانچہ اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بہیجا اور سفارش رام نراین کی دربردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بسبب وضع معہودہ کے آشفتہ ہو کر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بہائی محروم رہے پہر کرنیل نے کہلا بہیجا کہ ہم اسیواسطے اول قسم مرشدآباد
مین ملتمس ہوے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری رائے کے برخلاف ہونگے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخل دیوینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
ورنجش ہوگی مگر تمنے کچہہ نمانا آپ کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط سے لکہوایا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہو کر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بہیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میر جعفر نادم ہو کر گنبیدادل اور رنجش سے برہم ہوا وہ بہی رد و بدل مین اس جعفر خان کو ملزم کرتے تھے

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہو کر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے دل مین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان نا انجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہو جاے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا
اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ و حسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہیے
وعدہ عطایا سے خوشنود کر کے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور
کامگار خان اور میر جعفر خان کی بتین ابتداے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرایض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید داد پانے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب
حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی
ہوگیا کامگار خان بموجب ایما سے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے معتقد ہوگیا اور عجب مجمعہ مین پہنسا دیکہیے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہوا اور طرح طرح کے غم دکھلاتا ہے
میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہو کر فقرا سے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعد ازان جشن ہونے کی تیاری ہوئی کپڑے رنگین سلے لہو و لعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا در بارہ واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور داہما سے مونگیر اور دیہات بنی نگر اور مولا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمد و رفت رکھتا تھا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکھتا تھا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا چاہا کہ دفع کرے
پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو سوال

لکھین تا کہ دستخط کردون نقی علی خان سے اونکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال
پیش کیے اوسنے راجہ رام نراین کے نام دستخط کر دیے دونو کو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دو تین روز اونکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا فور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیسا کہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر روے ایک دوسرے
ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکہا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے کبھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکہا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے
ہین کمال مسخرگی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب دی پھر
عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشد آباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت　راجہور
خصوص شاہ شرف بن یحیے منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے
آرزو سے کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہوے کہانے کی تمنا
کرتا تھا جو وہان کے تاڑی نوشون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جاکر
خاطرخواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبہ بہار کے دکان
قصبہ مذکور سے جو کہ کہنت وہ کباب مین مشہور دار تھے فرمایش کی اور ہر ایک
نے بنا بنا کر حاضر کیا اور بعضن نے اونہون مین سے تحسین و آفرین پائی
اور شکر گزار ہوے —

کیفیت راجہ راو شتاب راے کا احوال سابقہ ہے اور اوسکے

عروج کا بیان اس بناء دون ناپایدار مین

جب راجہ شتاب راے اول بیوتات نویس خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیرالامرا
اور خانسامان صمصام الدولہ خلف الصدق امیرالامرا مذکور کا تہا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار کرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ جبلّی اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلےٰ پر فائز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دخل میرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ ہمیشہ جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تہین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہے لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کر کے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سندا و راحکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف
ہوا انہام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کر کے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقہ ذاتی سے راجہ رام نراین کو بھی چند روز مین راضی کر لیا اور اوسکے دل مین ایسا کہب گیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھ کام اور آرام اور احتشام
تمام کے بسر کرنے لگا—

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور حالات کا بیان

نقی علی برادر زندہ بپاس اخلاص بہار تک مشایعت میر محمد جعفر خانکی کر کے واپس ہوا اور زندہ کو ہر چند میر کاظم خان
بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے ہو گا مگر کبھی کبھی ایکبار دربار
جایا کیجئیگا یا فسوں روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
اوسکے حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا دوسرے یہ کہ راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقدر تھا بندہ بیکٹھپور تک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کے خیمہ مین جا کر اور دو تین شب مرخص ہوا جسدن کہ لشکر کا کوچ بارہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بہار کو عازم ہوا بندہ اپنی غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خانکے ہمراہ آئے تھے

مسٹر واجید اور مسٹر اسپنسر کو امیر عبداللہ بن سید غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ فلک بارگاہ شاہ اسمٰعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شہرت شاہ اسمٰعیل کا بیٹا جو ہر وقت قہوراً ایران سے کہ ہوگا محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد میں بسبب عدم اجازت کے واقع ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر تواریخ سابقہ میں تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے قندہار کو جو متعلقہ عدوں سے کہ ملک سندھ وغیرہ کی واگذاشت کرونکا سے لیا اور ہر پورا نہ وعدہ وفا کیا تب شاہزادہ نے اپنا سکہ و خطبہ وہاں پر رایج کر دیا تھا اپنے فرط غم و غیرت سے مدقوق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بھائی عبدالرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند میں رہے ہیں اور اب بھی خانہ گزین ہیں عبدالرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل میں ہیں مسٹر واجیہ نے جو کہ اون دنوں میں جملہ عظماے انگلشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد وغیرہ کا تھا میر عبداللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سواروں کا اوسکے لیے مقرر کر دیا اور اوسکو اکثر امور میں اپنا وکیل و مدار جانتا تھا میر مذکور بھی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے موصوف تھا انشاءاللہ اسکا احوال مقامات متعلقہ پر بیان ہوگا مسٹر اسپنسر عظیم آباد کی کوٹھی میں اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ بندہ سے اور میر عبداللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر اسپنسر کی ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر اسپنسر کو میرے شعور پر اعتماد واثق ہوا

سعاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد و عظیم آباد کے

زیارت قبور

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ بارادہ شکار لشکر و فوج سے برطرف ہو کر مع چند خواص و مردم ضروری کے شکار کنان

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی زعم مین گویا خلوت چہل تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عماری مین ہمراہ نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یاردن سے کہتے تھے کیون جی جنگل مین منگل اسی مقام پر کہا ہے ہے بیٹھے بڑے عیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر صابت جنگ کے گھر مین نزول فرمایا اور عیش و عیاشی مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نہ تھا اور میرن غرور و نخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد کے خوشنودی مین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ و رنگ اور صحبت نسوان مین مائل دیکھا آپ بھی او دہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے نا و نوش کا ہنگامہ گرم ہوا سپاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گھوڑون کو میدان مین چرا لیتے تھے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے فراج و وضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیکو میر محمد جعفر خان کے زنان و مصاحبین وضع معاش سے منتظم نہ ہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک عظیم سلطنت تھی یعنی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا چنانچہ نگر بڑا کہ راج بابو دیوان میرن کے ہاتھہ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تھے اور ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا مالک راجہ رام نراین تھا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بھر رہا تھا سپاہ اور روپیہ جمع کرتا تھا جو کچھ باقی رہا مصارف ناظم سے نہین بیش انداز ہوتا تھا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا حتی کہ دلیر خان اور التفات خان پسر محمد خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوئے تھے اور بعد قتل سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تھا وہ بھی اسی بلا مین مبتلا تھے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تھا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ مین ہوتی تھی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور فلاج ہو رہے تھے اور فرقہ سپاہ تباہ ہو کر جان سے تنگ تھی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کہل جانا راز ونکا اور خارج کرنا خواجہ عبد الهادی خان کا اور اثنائے سفر مین مارا جانا میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ در پیش ہوا خواجہ عبد الهادی خان وغیرہ جماعہ دار اور اکثر سردارونکو باہم متفق کرکے عہد و پیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین اسبارہ مین ایک محضر نامہ لکہکر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بہی اس امر مین خواجہ عبد الهادی کا باہم شریک اور متفق کا نخد محضر پر اوسکی بہی مہر ثبت تھی لیکن اسکی نسبت بطور زبانی سنا گیا کہ ایک شخص اکثر فنون مین مولوی مصطفی نام

عجیب طرح کا ملتاب اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تھا خان مذکور نے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہرانی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بہائی خصوص میر جان محمد کو نہایت اختلاط
میر محمد جعفر خان سے تھا اوسکے اشارہ اور ایمائے پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگا دی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس جہاد کا تھا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام باڑہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت مین آئے اوسکا کام تمام
کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکہا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمد رفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ مین تھا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑہی کے پردہ مین جا بیٹھا کہ وہ مکان عبادت
تعزیہ خانہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور کے نہین وہ راز چھپا جو
ظاہر ہو مجالس مین راز نہان کہل گیا میر محمد جعفر خان اوس بدخیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہو کر جلتا اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادی خان
سے کچہ نہو سکا میر کاظم خان نے بتعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تہے وہ ہر طرف افواہ ہونے لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگون کا جن کی مہر اوس پر ثبت تہی مشرح اور میر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہین آگاہی تہی بنظر اپنی صفائی کے تصدیق کی خواجہ عبد الہادی خان محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تہا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹھا اور میر کاظم خان نے کلام الٰہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لا کر قسم کہائی کہ بندہ درمیان مین نہین تہا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفع بدگمانی کے بر طرف کرا کر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتھ بسر کرنے لگا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تہے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاوے اوسنے منظور کر کے ناؤون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے ایکدم کی مہلت نہ لینے پاوے اور خبردار زندہ نجانے پاوے اوس محال اتکی افواج اور نیز مردم
مستعینہ حضور چونکہ افغانہ اور روہیلہ سے ظاہرا اور اول ماہ صفر ۱۱۷۳ ہجری کو اوسکے متعاقب تہے روانہ
ہوئی وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تھا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکہا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسے میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جیسے مامور ہوئے تہے اوس کار کو شروع کیا عبد الہادی نے نہایت اوسکی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہو کر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے اوترکر

مال و متاع عین دریا مین غرق کر دیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین
ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف للکار کر جھپٹتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پھٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح کیا آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر راہی
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کی نیچے جہان اب سب فقرا
آرام کرتے ہین اوسکے نیچے مدفون ہوا

کیفیت حال رام نراین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہے

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین بشن سنگھ زمیندار کہنہ کے تنبیہ کو جسنے علی خصوص القلاب
سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگھ
اور اوسکے بھائی بابو سوبہر سنگھ کے جو عمدہ زمینداران بالتخصیص پور اور سہسرام کے افضال اور
انعام مہابت جنگ سے ہوئے تھے ارادہ نکلنے کا کیا اور قابیل مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر
کر کے پیغام دیا کہ اسقدر رقم اپنے گھر سے دیتے ہین اور ہمارے جاگیرون مین بھی تحلیل ہو گیا ہے یہی
عمل دخل کرا دیا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے
میر کاظم خان کے بھی ہمراہ نگیا کہ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر نہوا جو کچھ مقرر کیا تھا منظور کیا اور کسیقدر
توقع مدد الحاصل جاگیر کے اشتہار خود اپنے کر لئے بہر صورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا اسنے مع سپاہیون
کی ہمراہی اختیار کی اور بشن سنگھ زمیندار چند روز کمر دن کشی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر دوستی
تک رام نراین سے جان کا امان خواہ ہو کر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال
کیا اور نراین سنگھ پسر بہیکم سنگھ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال اپنا پاس سے سرکار کی بطور یرغمال چھوڑ گیا
یہ بہیکم سنگھ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ
نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات ملوکہ ہر جو کہ جاگیرات مین تھے متصرف ہو گیا تھا
اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کر کے اور لوگون کو وہانپر مقرر کیا اور علی نگر کے
قلعدار کو جو راجپوت منڈہار اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکھا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے
معہود کے خاطرداری بندہ کی ملحوظ رکھی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بھی
مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکے نراین سنگھ
کو بھی جو بارہ برس کا تھا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا ہنوز کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور تقی علیخان نے
چند روز محنت کر کے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قادر علی نگر نے بموجب اشارہ بسیکم سنگھ کے قلعہ کو
خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ میں ایک خط راجہ سندر سنگھ
کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد باعزت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جھالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد
خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بسیکم سنگھ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکی
بموجب قلعہ دار مذکور علی نقی خان سے رجوع ہوا اور محالات کا سلسلہ منتظم ہو گیا بندہ مع والد و دیگر برادران
کو شہر عظیم آباد میں راجہ رام نراین کی رفاقت میں بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیوں
کے ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات او معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس
نگہبان سے کہ جاگیر کا چھوٹا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن بشکر خدا احوبات بھائیوں
میں چاہیئے [illegible] منجر دل ہے ہاں بسبب تباین سلیقہ کے جو اوسکی ذات میں پیدا ہو گئی ہے مجبور ہے
[illegible] اسیقدر [illegible] واسطے زیادہ جاتا ہے لیکن اوس وقت میں کہ انجام زندگانی ہے نفاق کہ بدرجہ غایت بڑھ گیا
اللہ تعالی ہر ایک کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال دشت آباد و تاسیس سلسلہ انتظام اخبار

جب بچہ جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے کہ چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار بدبختی کا اپنے تھا اپنی حکومت
میں تھا بعد انقراض قتل عبدالہادی خان اندکی مطمئن ہو کر دونکی بیخ لگا میرن نے میر کاظم خان کے
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع تمکان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی
ہوا فقط چند خدمتگاروں کے ہمراہ دربار کی آمد رفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بھی کھائی تھی جب موسم
سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے ساتھ واسطے غافل کرنے کے پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز
آمد رفت کی مشروط ہوئی پتنگ اوڑانی کو وہی اسمیں بیچارہ نے لاچار ہو کر قبول کیا اور اسی بازی کے
پردہ میں جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرارداد مذکور روز مرہ پتنگ اوڑانیکو میرن
کے پاس آتا اور دریائے بھاگیرتی کے ریگستان میں کھڑے ہو کر بے پروائی اوڑاتی تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱[illegible] ہجری روز پنجشنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتھیار دو پٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن
نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلے سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور اسی تدارک کیواسطے
دروازہ پر رہا کرتے تھے کہہ دیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹے پالکی پر سوار ہو اوسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
پتنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بہی اوسوقت حاضر تھا وہ بہی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابہی اجل نہ آئی تہی حق تعالی
نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکہتا تہا
لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بہی نکر سکتا تہا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجہی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پہر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ
اوڑائیے جبتک کہ وہ مہمان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بہی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان آمد ہوا افغنہ لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکے کہڑے تہے منتظر رہ گئے اور جب وہ
ہو نکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے نیچے اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار وچہری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللہم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ خبر سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تہا کہتا تہا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت نتہی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تہا کہ جناب عالی
جو چاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجہے تو کچہ اطلاع نتہی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
بہی مختار مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تہا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہائے ایران سے تہا سلسلہ اسکا میرانیان
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بہی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تہا سے میر میرانیان
صاعدیان نہ بادشاہ ہند بادشاہ نشان نہ بعد اس سانحہ مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گہسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النساء زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بہی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تہا بی بی گہسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی امیر جعفر خان

[illegible]

کی اہانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی سپاہیون پہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت وخواری مین مقید جہانگیر نگر
کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر بن عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تاہنوز کہ خبر ارادہ شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادرزادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی کہ اپنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضای شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہوگیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان گہبرا گیا فوراً کسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بے نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا تابید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدایشی مکر و تزویر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگلشیہ کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کرسکتا
تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈھونڈھتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ
بھی بمقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاوند کور سے راضی نتھے اور خواہان استیصال
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھ ازالہ اوسکیکے راضی ہوئے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوئے ہے کہانتک
اوسکی خوسے بو ہی اسمین نہوگی اس سے آگے تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت وافسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی بناشہا
الاول کہ مثل کہنہ ہے سرنو وظیفہ دانایون او زبان او لگا میر محمد جعفر خانکی سخاوت مہابت جنگ کی مالیاقتی مین ہر وقت
تشکری مشہور تھی وہ بیباقی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے روبرو گم ہو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا
کہ نواب صاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال
بیگانہ مفت کرم واشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ
یہ ہے کہ بیان کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادرزادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہونچی تھی ہرچند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ عظیم آباد اوڑیسہ کے تسخیر
کی ہوا دماغ مین سمائی شجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ جانتا تھا کہ کسی طور سے محمد قلیخان

الہ آباد سے بدر ہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھسے پیشتر جاکر مصدر شورش ہون متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گھٹورہ مین
ہے طلب کر کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیتے محمد قلی خان نے عرایض
نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر
کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہرا راجہ سندر سنگہ
کی عرائضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے کی تھین راجہ کو بھی فوج و غیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت
تھی تاکہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پہلوان سنگہ کو بھی اس مقدمہ مین اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا
گو جو کچہ مقدر تھا ہوا مگر کچہ نہ کچہ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لگارہی سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکھنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکھنے مین
آئی اوسنے اکثر حسب قدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچہ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے ہوئے شجاعت اور دیگر خوبیاں رکھتا ہے
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی ماں کے جانب سے سیکھی تھی اور ماں اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھہ سے ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہین ہے مجھے مہلت دو روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملجائیگا
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹھہ اور روپیہ
دو سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام نا فرجام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دوسرے بے سنگھ کھتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی سنباد سنگھ
بھی جو سندر سنگھ کا منشی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر
دریاے پن پن کی راہ لی اتفاقاً صورت سنگھ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ اونا مردکان بہاگا جاتا ہے شرط مردمی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑ کر برہمن سے کشتی میں لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آئے تھے صورت نے للکارا کہ کیا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگھ کے ہوش جان کے ساتھ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہیں یہ چند لوگ ہیں اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہیں سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ برادرہ
اعتماد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم شیر الدولہ سردار علی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان ہفتم ناظر خواجہ سرا ناظرین اوراق یہ گمان
نکریں کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل میں جو لکھا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام جو کہ یہ عہدہ
طاقت نہ ہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے شاہزادہ
کی غیبت میں احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف باراده خصوصیت کہ بہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین اور عظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبرآباد اور اودہ اور بنگالہ صوبہ
دکن وغیرہ کی حال میں انشاء اللہ دفتر سوم میں تحریر ہوگا القصہ والدہ بادشاہ صوبیکہ زینت محل اپنی بی بی کا
کو جسے بیجہ ہے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ پر طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھ اوسکے ہاتھ میں
دیا اور سفارش کر کے عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت میں گھر سے ... کی چنانچہ حال ظفر
رفاقت انشاء اللہ ہر وقت موقع ذکر ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ پدر والد کو اپنا
خیرخواہ سمجھکر کبھی اسکے صلاح و صواب دید سے باہر نہیں ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ بے حد خیرخواہ
اوسکے پاس و آداب اور احترام میں حاضر و غائب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات میں زیادہ

ہمت قاصر نہین ہوا اب بھی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ پیشتر ولازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان داروغہ فراشخانہ کا تھا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا حیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ نے
قصبہ مثنیعنہ سے کوچ کر کے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چھوڑا تا کہ بعض اسباب ضروریات فراہم کر کے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مرحوم کا رافقی کو ہم
پہونچا دین اور عقب سے اپنے ہمراہ لاوین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے میران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کر کے ملازمت
حاصل کی اور جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچھ اصل نہ تھی زیادہ دلپر کر کے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کر کے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کو اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکھی تھی نہایت تعظیم سے اوتارا الغرض
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کما ہی دی ہمراہیان
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ ظہر نشان نبشش اور سلیقہ اخذ جبر زر اور نیز امتحان
کس و ناکس مین بیعدیل تھا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سرآمد
ہوا ایلچی گری شاہزادہ و محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تھی اوسوقت مین بھی محمد قلی خان سے اگر یون کہا کہ تم بخاطر جمع رکھو اور کسیطرح فکر نہو
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچھا معلوم ہو پہنچکر قلعہ چنار کے جہان کہو نا موسم کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغان سے اطمینان خاطر بہم پہونچا دین
اور دلجمعی کر کے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بھی کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب وہوا
بھی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو بہ پروانگی اور رقعہ اپنی
دستخط و مہر سے لکھہ کر بطور دست آویز کے مجھے دو کہ بعد کار سازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر اعانت کرونگا مناسب صلاح

سے محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا توجہ دی اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کی نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح ہر جدائی نہین ہے اور عم زادہ ہین حاضر
و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا ہے حال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھواکر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ الہ آباد سے اوتارکر اور تخت سواری آراستہ
فرماکر ہمراہ لیا سنہ ١١٧٣ ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور بالاتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر اسیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن سے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ نکر سکتی تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکہ مستدعی رفاقت ہوے اگرچہ اس فرقہ مین بہ پاس حزم
و ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
غیر رفقاے جدید میرن کی ہر طرح کی بدانتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھہ سے پیچھا چھٹ سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی ادہر میرن اور
محمد جعفر خان سے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہوسکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دو زبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا ہر ایک کو ریمک اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن مین لیا موافق قول محشی و مصحح اکبرنامہ کے

٥ بد اطوار ہے رسم بد روزگار * موافق نہین رہتی لیل و نہار * بدیہی سمجھہ لی بدی کا ثمر * نہ لے سر پہ آفت تو اپنی بلا

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد مین اور اوس درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اتبک نہ تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولینعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشدآباد سے جنبش کی اودہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوپر سر کے پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین بڑا ہراس واندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مشہور کرے اور فتح باغ مین متصل تالاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بھی کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تھا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشدآباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کے دریاے کرمناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اتبک کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بھی لازم ہے کہ کرطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم پایا آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق مین بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل ثابت جنگ کو لکہا کہ شاہزادہ بہت نزدیک آگیا ہے اور یہی کہ لڑائی کو آمادہ ہو چکے مگر تنہائی مین عہدہ برآئی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے بشرط رفاقت ملاحظہ کیجئے لکہہ بہیجا تہا اور فوج مغربی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانے لوگون کی زبانی اخلاص وعقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت بہت بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تہا مگر نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف وتردد سے بری تہا بندہ کی ہراس ووسواس کا سبب یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنا برانی عادت جبلی کے میرن موشش طبع ہماری ایذا رسانی اور کنیدگی کی بناسے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نرہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بھی جاری نہ تھے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کی بعد جوکہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرماکر شاہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکھنا عورتونکا
اور خریدکرنا لڑکیون کلانوت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کرلیا تھا مطلقاً ہم لوگون سے مہر و کار نرکھتے تھے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کرکے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکھے اور ہر مہینے مین لاکھون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بھی نکی اور ہم لوگون کو بھی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گھرانے سے اتنا کچھہ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہوئی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبھی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذرخواہی تحریر کیا اور وہ مضمین بہی نسبت امر کہ اوپر حوالہ قلم کرچکا ہون درج کی
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اس عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب برج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادرزادہ اور شجاع الدولہ کا برادر زادہ ہے اور بہ قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ ہمکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری
قید و ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور رمز لیبہ ہردار و غیرہ کارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تھا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تھا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکھین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے یہہ کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتے ہین اگر میرن ایا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پھر آپ سے کیا حمایت ہوسکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کرسکین گے دکھا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق
ہوگیا اُس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ آئی تھی اور
مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد میں تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوتا
ہے ترشیش کو سن عرب بہیجا گیا اور کوٹھی اپنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹھی
کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدھر کی رائے پر چھوڑا مرلیدھر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی ہوتا تھا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدھر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن بد فطرت اور متین اور
صائب رائے اور سر انجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا
الاخبانت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت میں طلب کرکے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جاکر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کردو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان
کی پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہین اور تاکید کی کہ راجہ مرلی دہر اور کوئی اس راز سے
باہر نہو اسی گفتگو میں سے تھے کہ راجہ اپنے حقوق والد کو یاد دلا کر تاکید راز داری کرتا
تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص ماموں تھا کہ بلا اجازت و توقف
جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے انکو دیکھ لیا کہ راجہ میرے کان میں اور میرزہ کچھ کہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے
میں موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھ سمجھو خانصاحب
کو تعلیم کردو اور بندہ کو رخصت کرکے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر آیا ہے تھا سے لے
اور باقی پور کی راہ سے جلد نکلجائے مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے
ہوشک دوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
میں کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا
زاد راہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھ بھیجا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان کا

اسنے بہائیون کو رقعہ لکھکر والد و اور اون لوگون کو بہی اطلاع دے دی دونون بہائی
بہی بہ آرزوے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شاہزادہ کی خبرین پہونچین راہ مین بندہ جب اروَل آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدارالدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتہیون
مع ہووار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہونا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچہا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام ونشان بتلایا مدارالدولہ نے سلام کہلا بہیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکہ بیتہ کو بڑہے شمشیرنگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بہی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تہا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
داؤدنگر کے میدان مین مشرق رویہ پڑا تہا ہم لوگ پہونچے تہوڑی رات گذری تہی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب بنابر ترفعہ کے جو اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدارالدولہ
اور منیرالدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدارالمہام مذکور سے ہمجنسیت
محض رکہتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے عملہ کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تہے اور کیونکر نہو کہ یہ بنا اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہے کہ کوئی عقدہ کشائی ہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک ہو
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت ساپیر تہا اوسکی کو
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا لعد ایک روز کے والد مع منیرالدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان سے ملاقات کو گیا
اوسنے کنایتاً شکوہ شروع کیا اوسیطرح ادہر سے بہی درپردہ عذرخواہی کی گئی رفع

غبار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت مین
اونکا تغیر مناسب اور بہتر نہ تھا اونہین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب بامیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمنشین تو از تو بہ باید ٭ تا اثر عقل و دین
بفزاید ٭ القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر حسن باغ مین کہ خیمہ زن تھے
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج و بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
بالاتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہوکر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگو سے
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اور بہی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس
آن و بان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری کو
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی پیران محمد قلی خان کا لیجاکر
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراہ
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پہلواری مین
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ فرش
واشیاے موجودہ سے آراستہ کرکے امرا و ارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین
نہایت عیار ہے ابہی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پہر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت سعادت نہادی
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابہی تک کسی سے دغا
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمائیے
راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہوجیے اس صورت مین بہی وہ ناچار رفیق ہے
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھ بوجھ کر قدم ہٹا دینگے تب اونہون نے فرمایا
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجیے اونہون نے جواب دیا

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجھکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہو کر کہا
کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہے
تو کیون شریک ہوتے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا انکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
کو مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی بھمراہی بہت کر کوشش زور ہوئی بندہ
نے بیتاب ہو کر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونھون نے اپنی معذوری بیان کی تا انکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو پردہ کے باہر چھوڑ کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بفاصلہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کے استادہ
ہوا اور والد العبد بطلبی بخشی گری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقا کے
کو دست راست محمد قلی خان نے بجہد و قیام راجہ کا بندہ کوشش کیا کہ ایسا شخص بندہ نے نہین مسلسل
و ہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحوائے کلام سے فراست برستی ہے
بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو دی ہے یہ گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جاپذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہو گیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی و وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی ادائے ہمراستی سے
درمیان سے نکالکر اوسکی تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ اوسکی طمع اور بہر راجہ کے
روغن قاز ملنے سے اسقدر مبالغہ کیا ہوگا افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دولتخواہ سے نہ کہا کہ وہ اسقدر جہان مین ہے کہ فرمان بردار نکرے تو تم لوگ کیونکہ عہدہ برآ ہوگے بہت
جہان ہو نہ جرات کا بیٹھ سے کام ہو کر ہی پنجہ ناتوان کیا تمام ہوا القصہ تھوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین
آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام عمر بدیہی نہی کرنا تھا [illegible] خیرہ [illegible] کے سبب ہوا تھا یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان آپکے ہاتھ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کر کے اسقدر ملاحت مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کو لیجا کر خلعت بے بہا اور سرپیچ اور جیغہ مع نہایت کلغی عقار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تھی مرحمت ہوا امر لیہ بر تو اسے شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلی خان
اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہو کر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کی لیکن
رام نراین جیسے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر کھڑا ہوا

اور ہوش وحواس درست ہوئے نظر پیچھے کو کرکے شاہزادہ کی فلاکت اور امرا اور سپاہ کی
پریشانی جو ہر وقت در و دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کرایا بندہ کو اوسکی پیشانی
سے موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہو کر
اپنے مکان کو گیا وہاں جاکر خدا معلوم کیا سوا اوسے خام کا جوش کہا یا کہ سید بدام امدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علیحدہ خیمہ میں آرام پذیر تھے لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کرکے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جاکر کہو کہ صوبہ پایا
یعنی مرزا حسن اوسکے بھائی کا تھا تمکو دونوں صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بھی
ہمراہ کر دیا دونوں نے عرض کیا کہ ابھی یہ کلام کرنا مناسب نہیں آزردہ ہوا خواصی کو بھیجکر بڑا
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بھی ہمراہ والا کی
سنکر مبارکباد عرض کی قریب شام کے ایک گھڑی دن باقی تھا محمد آفاق کوتوال عظیم آباد کو جو
اوسکے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھسے کچھ کہنا نہیں ہوا استحال بندہ
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک اونہوں نے دنی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی آخر
انکار کیا اور یہ عہد ہی سے جو لوگ ان نے کہا یہی نکرنا چاہیئے اور قلعہ میں داخل ہونا مقصود نہیں ہوا
اوسنے یہ کہ قبول نکیا اور کہا کہ اسکی مجال ہے جو ہماری شمشیر سے روبرو کھڑا ہو جب تک نصیب اور
اقبال تھا جو ہمراہ کسی کا نہ خوش کہتا اوسنے شاہ عجب راجہ دہلی ہمراہ ہوا سبا تکلم محمد قلی خان سے ایک شخص
اوسکے ساتھ قبل ہوا یا آفاق قاصد عظیم آباد ہوا اسنید قدم جاکر عذر کیا کہ شہر و ستھا او
اور مسلمانوں کے ہمراہ پانی تک نہیں پی سکتا اور وہ قبیل تھا جی دار طلب کرکے اوسپر سوار ہوا
اور پانی پیکر طایر خیال کیطرح پرواز کنان ہوا بہنیت روان کیا سو آگو یا ملا پھر وہ بندہ کولی جو
قفس سے چھٹا پھر قلعہ میں پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی توپ حفاظت ہو اور محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور میں مست لہو لعب میں مصروف ہوا گویا جانا تھا کہ راجہ مذکور لوکر فرمان
ہے ہر روز احکام پے سر دین مرزا اسحاق او پیادوں کے معرفت بھیجا تھا راجہ نے شفقت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تھا تا انکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل میں معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذرانتے کو آتا ہے
یا نہیں اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچھ محمد قلی خان کے سوچا ہے محض وہم

خیال تا آنکہ روز فور نور جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو
اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا
اور لوزات ورق طلا مین آرائش دیکر ارسال کی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشتغال
کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تنک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان
ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہزادہ وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ
فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کر کے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ
شہر کوچہ و بازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کی لوگ
اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے لئے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی
کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچھ جسارت کرا وٹھین تو فساد عظیم برپا ہو جایگا مناسب ہے
کہ عملہ حضوری مع داروغہ بیلداران اینجانب کے کہ وہ بہی ملازم سرکار ہین شہر کے جنوبی
طرف سے زمین جلہ مین جو خشک تری سے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار بردار
کی راہ درست کر دین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہو کر جعفر خان کے باغ مین داخل
ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی ابتک راجہ کی فرمان برداری اسکے ہوش مین مرتسم
تھی تا آنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بہی گذری اور آمد و رفت پیادون کی بطلب کا غذ جمع خرچ
صوبہ کے جاری رہے بلکہ پیادول لوک کبہی کبہی شدت و تاکید بہی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر
کی انتظار پر سختی و سستی کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے
کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر
سے محمد قلی خان کے بہی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور ہر لیدر کے خوصلہ کی
تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین
کا تھا کہ چند روز اور بہی رفق و مدارا مین بسر کرے تا کہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر ہر لیدر
کو تاب نہ آئی دفع بد منطقگی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا
پیشہ وران حمقونکو چند ہوا ادر ہی سخنان دلاویز سے مفتون کر کے غافل کرتا تا کہ افواج انگلشی پہونچتی
کو شمالی گستاخی انکی قرار واقعی ہو جاتی ـــ

ذکر کہل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بد سلیقگی سے اور خائف ہو کر برگشتہ ہوتا بادشاہ اور وزیر کا سوے تدبیر سے

بیت ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیکہ بعد از خرابی بسیار ٭ جو کہ دانا کرین کرین نادان ٭ ہون خرابی مین جب بہت حیران ٭ کیا جو پہلا اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور ہلے پیر کی لینے لگا کہ کل صبح اس بدباز کو ایک سنائے مین اسیر پنجۂ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردا کی قیامت ہی فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحیی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد ٹہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آئے بندہ بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہر زادہ ذوالفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جا کر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح ہر ایک نے بجائے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید کو مقابل برج شخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن و سال مین برابر تھے سہاگل پور سے باوجود مخالفت پسران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بآرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو سقیرہ والد کے

فروکش کرایا ہے اب کہ معرکہ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہوئیں ایک
بیرق لطف فرمائیے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہوں یہ
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائیے مگر عذر چند کرکے میری بات نمانی اور قلعہ دار کو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر بہلاکر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو بہم آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولی برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتدائے جنگ کی اور جا بجا قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے
تھی باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوا حصار سے متصل کڑکی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈہونڈہ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ تھی تا آنکہ محمد قلی خان بہی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر ایستادہ ہوا مرلیدہر برج بجا اس
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ و احتشام اودہر کو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ نوکر استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارنا چاہیئے وہ بہی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر ادہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تہی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے بیٹھا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ میری نظر مین نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیئے کہ اگر بجا آمدہ یورش منظور ہے تو قلعہ گیر و دیر و حاضر
آو اور خود بدولت سوار ہین یہیں درنگ کیا ہے اوسمہ دوڑ سے کیجئے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار پاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بہی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال نے ادہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ ستغذار اول جو صلاح
تہی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بہی محض خلاف ہے بلکہ چاہیئے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کر کے بیشتر چھوٹی راہ عمارت سے اندرون قلعہ پہونچا اور باہم
تمام فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ مین لب دریا پہونچکر سوار
تفنگچیون کو پیغام کہیے اور مستعد یورش ہوجیے بڑی توپون کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جو پختہ خشت و
چونہ کا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق پختہ اور استحکام نہین رکھتی پوشیدہ
اگر نہین نکل گئین اور دیوار ہے بلند اور خشت سے ہے کہنہ پس حکم دیجیے کہ داغین یقین ہے
کہ چند شلک مین کام ہو دیوار مسمار ہوکر زمین سے ہموار ہوجائے یورش کی راہ کھل جاوے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کر کے باڑہ کرتے ہوئے یورش کیجیے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تھا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روان ہوئے
اور ہم بھی مع والد کے پیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج شخاص کا نشانہ بند ہوا محمد علی خان
نے اوس مکان پر استادہ ہوکر کسی کو بھیجکر والد کو روبرو بلایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتھی پر سوار کرلیا تھوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے بڑہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بھیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت مین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی گولی
صدا نہین آتی [illegible] کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کر کے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جمعدار کے بھائی اور میرے رفیق ہین رات کو بتقریب دعوت
شیخ مذکور کے گھر قلعہ مین گئے تھے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کو
روبرو کہتا تھا کہ مین اسکے ملازمت کر کے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استیصال پر کمر باندہی قلعہ گھیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو [illegible] پھر حضور مین لاوے پس تمکو جانا چاہیے اور کہنا
چاہیے کہ اب بھی اگر [illegible] اخلاص [illegible] حاضر ہو ہم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ حق راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بھیجکر اطلاع پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کھڑا
تھا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تھا اور شیخ نے مجھے
بھیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا آدمی [illegible] تمہاری واپسی کے اوسکا جھوٹ سچ ظاہر
ہوجائیگا بندہ نے کہا اچھا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تاکہ وہ بھی
گولہ اندازی و آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی کہلے اوسنے جواب دیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکرینگا اوہرسے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ سے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بلاتامل برج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کرڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جاسکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچھا بندہ لیچلی بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکی
ہمراہ ہولیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حضور
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تھا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تھا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تھا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تھا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تھا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نہتی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید بیشتر کی کی وہ شیخ متحیر ہوکر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ ڈہونڈہتا ہون تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہے تمہارا جاو سایہ سان دنبال سے آخر کار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے اودہر اودہر دیکہکر معذرت کی شیخ اللہ نے پانچروپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتانا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہنسونگا بندہ بہی آدمی ہے
آپکو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب جب پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہوکر بولے کہ اب لوٹنا چاہیے مینے کہا کہ بندہ تو آپکی ہمراہ رکاب ہے جہان آپ جائینگا وہان جاونگا
جو شیخ جی حالت سے میرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخ صاحب سے استفسار
فرمائیے محمد قلی خان حال دریافت کرکے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہارے
بندہ نے وقت تحصن تک ان نالایقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو واپس
ہوا پہر اسکے بعد تہوڑی دیر چلین والا وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوئے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جوکہ خارج حصار سے جہان
کی باشندے تہے ورود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتھ پہیلائی
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بھی اسی بلا مین مبتلا ہوئے حتی کہ ایک کوڑی اور ایک گز پارچہ تک بھی نہ رہا
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین کر گیا ہر چند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گمشدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجا لائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح پر معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید نتھی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین متشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکر داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدگی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تہین اور حصار عظیم آباد
کو دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سوارون کے مزاحمت کرکے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ میرن بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخرکار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑکر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پا شکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بھی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابھی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کردو بہتر ہے ورنہ چند روز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہوئیگا پھر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہے کچھ تدبیر نہین ہوسکتی جو
تمہاری راے مین آوے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ بار برداری کا کالم نہو
سی جسنگہ کر گاڈی بانون کا چودہری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تھی طلب کرکے اور چند نفر
کہار بھی طلب کرکے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بھی ہمراہ لیکر گنگا ور سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچا
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نور شاہ کہلن مین مقیم رہا کہ یکبار شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور شہزادہ سہسرام مین قدمبوسی والد سی مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سی تحریر کیا جاتا ہی

بعد ازان بندہ شکست سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تہی کچہ فائدہ نہوا محمد قلی خان نی جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تہا اوسپر ازدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوین روز تین چار بیلدار برج کے نیچے کام کررہے تہے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی ۲ دو تین نفر زمین دوز ہوگئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہوگئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چپکی اور سبوچہ باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اولے سی برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور بائین برج مین بہی جمع کثیر صدمہ بندوق سے مجروح ومقتول ہوئے کہتے ہین کہ دو سو آدمی سے زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس اودہم سے تہککر آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال وجواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سے حکم مراجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ نے اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بہیر و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہوگیا تہا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جاہاے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے تدبیر شبی دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تہا مضطر ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز بیشتر اسکے معلوم ہوگیا تہا کہ قلعہ آلہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

ہوش و حواس برجا نرہے بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ یہ شخص اسکا ہم عمر اور قراتبی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ سخت تدابیر تھا اور اجل آگئی تھی جو بات بیجا تھی وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کرکے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا وعدہ لوگوں سے کرکے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی اور نیز اپنے ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پایداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو تبدیل وضع لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہر چند بیلوان سنگہ وغیرہ رفقا سے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ شتابی شجاع الدولہ سے نامعقول ہے بہر صورت اسی جگہ لڑنا چاہیے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیے مگر کچھ فائدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موسیو لاس فرانسیسی کا لشکر میں اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کی ہمراہ نہایت شیفتگی و مسرت میں

بیلواری کے قریب موسیو لاس فرانسیس آلہ آباد سے سمجھا کہ ہر کسی سے غرض ہے اسقدر محنت کی کئی دور دور توقف فرما کر بہت سے حسن تردد کو کچھ پرست افغان وغیرہ ان حاضر ہوا انکو ملاحظہ فرمائیے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجیے ادہر سے کچھ بھی سماعت نہوئی لاچار موسیو لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کرکے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موسیو لاس نے حاضر حضور ہوکے کیونکر ضمیر استفسار کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے ہمارا یہ ضرور یہ جو کچھ ہوتا سرانجام ہو سکتا تھا اور اب مجھکو اسقدر زر و اسباب نہیں کہ فوج مشرقی کا مقابل کروں ضرور تا چھتر پور کو جاتا ہوں تا کہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہیں رہتا تھا رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سسرام میں وارد ہوا بملاقات کو گیا اور احوال دریافت کئی امراے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد میں خلق اللہ کی خرابی کو موجود ہوئے ہیں کرنے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہیں اور محمد قلیخان کی عجلت کو حماقت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھوسے ہیں بجز غریب آزاری اودھیا و توہم

کہ کسی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہر چند مینے چاہا کہ وہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک
وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن و خوبی بخیر
اسکی کچھہ نہ دیا فقط القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بھی و الد مرحوم
کیساتھہ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے
وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے شورہ طلب کیا کہ اب
کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہ جہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متوسلان کے آپکی خبرگیری کرسکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق
سے بسبب آپکی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہوگئی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگہ
ہی اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے
جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بھی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہیئے البتہ اوس سے کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو
کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر تنخواہ
اور بسر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور امر مجھکو نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریاچہ درکاوتی پر
باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو آکر بکمال فروتنی مافی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مصمم ہوا اور موشیر لاس کو بھی لوٹا لا دی مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جاکر
مکرر یہ پیغام دیے مگر موشیر لاس اور شاہزادہ نے اوسکی بیشکی زمینداری پر نظر کرکے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کالیوٹ کو
بوجوہات معقول بنا بر اپنے والیسی کے لکھے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث آبروریزی
کی ہوئی ہے کم ہوجائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بھیجدیا
تاکہ مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ نہ لکھا

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل مین آئے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے
قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب رضا لیلہ خان
ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کالیٹ کو پہونچا یا آپ پر بنا بر انتظام کیقدر
حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موسیو لاس اور بآبرو نکال لانا اسکے ناموس
کا ہزار ہا جستجو سے اوسکے مخمصۂ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام ملکر
احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور
چین پور مین اور بخوبی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگھ وغیرہ کا
اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگھ کی کاوش
سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے

ذکر سے نکاسے لے جانے شاہزادہ اور موسیو لاس کا چھترپور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگھ کے ہاتھ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بیے
حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور
ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگھ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق
ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو
الہ آباد نہ آنے دو جسطرح ہو اسپے قابو مین کرو راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق
ہوکر مقابل بنارس دریا سے گنگا کے کنارے سے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگھ
کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوئے اور
توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگا کر مستعد مزاحمت ہوئے شاہزادہ اور موسیو لاس
کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلیخان کو
مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھاوے شاہزادہ نے اپنا
نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصۂ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیو لاس کو اپنا رفیق

جا کر مرزا پور رہوتے ہوئے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چہتر پور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان ١
سید راجی کی سراے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکہتا تہا جو کوئی اوسکے لشکر یا الہ آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے زمیداروں اطراف بلوندسنگہ کے شکار
ہوجاتے تہے خان ولد زکریا خان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلوندسنگہ
کی اجازت سے مرزا پور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوال و جواب چاپلوسی مین بسر کرتا تہا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تہا اور امیدوار تہا کہ شاید پہر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہوجاے اکثر سپاہیون نے جو صاحب جرأت تہے صلاح جنگ
بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچہ مقدر
مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرأت نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تہے اور بنارس مین
لے جانے کا ارادہ رکہتا تہا سید علی خان کو بہی ہمراہ لیکر کرم ناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر حقیقی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے
حکم سے سب کشتیان کہینچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوئے ہین کوئی
بہی اگر ادہر سے جاتا ہے بلوندسنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوندسنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور رہداری کرے جاے مناسب مین باآرام تمام فروکش کر دے
اور والد بندہ نے بہی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اکثر
ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثناے
راہ مین بلوندسنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک آیا

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوند سنگہ کے برق انداز
موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوند سنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے
براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتی
ہین براہ الطاف حکم بھیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ
بلوند سنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بھیجا چوبدارون نے اُنمزاحمون
کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات
کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ
اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید
محمد علیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین
بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگزیب
سے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان سکونت کی
جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چندروز کے سُنا گیا کہ محمد قلیخان نے
چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت
مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے
بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے
عبور گنگا کر کے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجہا تھا کہ بروقت مقابل
اور مشافہہ یہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہو جاےگی یہ جو کچہ فتور
ہوتا ہے درا ندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہوچکا تھا کہ جب
وہ روانہ ہوا اور چندروز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کر کے سب مال و اسباب
ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجہین اور
جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہون گے دونون میدار یعنی بینی بہادر
اور راجہ بلوند سنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزیٔ
و فزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوے ایک خلق کثیر عجیب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری سپاہ اجڑ گئے اور مال و اسباب تاراج ہوا چند سپاہی نامور و کتان
بسبب قرابتداری اور خویشی دونو راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپکر
محفوظ رہے اور بہت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جماعہ دار لشکر ہندی نے بہادری سے
جان و مال سے بچایا چنانچہ نامآورون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخرکار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تھا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اسکی ذات مین رفقا
پروری اور مردم شناسی بہت تھی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی و خیر اندیشی پیش آتا تھا اسوقت
مین بھی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اسکی یہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ مین
حکومت رکھتا تھا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اسکے دریائے جود و عطا کو روانی تھی اور بحر نوال اوسکا موجزن رہتا تھا کشت امیدوارون
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب رہتی تھی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اسکی خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خانمذکور نے اس سانحہ
مین سمجھتا تھا کہ عزت اور شجاعت سے کہ جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکھا چند ملازمین
ہمراہی سے کمانون کے توڑے جو پشتون مین پہونچکر دیوارون پر چڑھ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتھ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تھا کہ جو کوئی اسمقام پر
میرے روبرو آویگا اور مجھے تعرض کریگا اوس سے بے شک لڑونگا کہ با آبرو
تو مرونگا اور با عزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ بہ آبرو گذری ہے اب اس بے
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچھا نہین ہے اگر کوئی مجھے مزاحم نہوگا مجھے بھی تعرض نہین ہے اور
جب یہ خبر بلونت سنگھ کی فوج مین پہونچی بعض لوگون کو معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکھتا ہے چونکہ ملازمین بلونت سنگھ کے اکثر اسکے پروردہ اسکے تھے اور بعض رفقا سے بھی بہادر
کے بھی اسیطور کے تھے باہم متفق ہو کر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس آبرو و ناموس لشکر سے فلا سنے خرابہ مین گہرا آباد کی
جانفشانی سے ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جا کر اوسکو بالعزت واحترام لاوین دونون راجاؤن
نے لاچار ہو کر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ
دونو راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنینگے
بلاتامل یہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائینگے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
لہذا درگذرنا اسکے خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ
اوٹھے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہو کر مودب سلام اور
کورنش بجا لائے اور آگے بڑھکر مافی الضمیر عرض کیے زین العابدین خان
نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر الہی بجا لا کر مع رفقا سے
حاضرین کے سوار ہو کر بکمال عزت واحترام لشکر بلوند مین داخل ہوا
اور بعد انطفائے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش
کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین
اور خصائل پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہ سمجھین کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے — اور یہ دنیا ایک دم مین خواب و خیال ہو جاتی ہے الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھ اوسکا معلوم ہوا انشاء اللہ
شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا — فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے ای صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکھنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے
ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تھی کہ اوس آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر
فوج کثیر کا ہوتا مگر یہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کے باعث سے تھین جو کہ ہر ایک کس و ناکس کے
ساتھ برتتا تھا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد و بشر کو چاہیے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اوس شخص کی بیخ شجرہ
حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے ہنگام دعا کے
کہ آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کو —

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی مدا فعت چشم نمائی پلوان سنگہ کو

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوئے اول یہ دونو اندیشناک ہوکر جماعۂ انگلشی سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمباجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے مشورہ برآنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تھا شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی جب دوبارہ برہمی معاملہ اور رام نراین کی محصوری اور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار پٹنہ گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشد آباد سے نہضت فرما ہوئے اثنائے راہ مین خادم حسن خان سے کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر و رنجیدگی دل صفائی نہ تھی یہہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ ہو مصرعہ کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ پہنچ کے مقام پر مقیم ہو کر قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کرلے اس ارادۂ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ رکھتا تھا پستعدی تمام بہت بہٹ فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ واقعہ گندہ گو کہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخر کار ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور نکے سر بیچ عہد و پیمان ہوگئے۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرکے میرن کے لشکر مین آنے سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہین ہے اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل دور اندیش یہہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری ہوجائے غرض یہہ سوچکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہو کر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہوکر وہین آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہ بسوگند ہو جاوین اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چندروزہ بسر کرین اور کوئی اندیشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چند یہہ امر خلاف رائے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسین خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہوئے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہوکر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھہ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھہ دلمین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین ارادے سے جبر کی ادہر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہوکر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کھولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکھی جب یہہ حال
بندہ کے ساتھ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکھا کہ پاے رفتن نہ رہا اسکا باذن
سے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تھی کہ انھون نے میری رفاقت ترک کرکے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کرکے باپ سے ملحق ہوئے الغرض ایسی ایسی ملاقت لسانی اور زبان درازیان
کین اور اسیطرح کی اور ایسی بیہودہ باتین بیان کرکے اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

متعجب ہے صاحبان انگلشی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و
اوضاع دشمنی ہے اور اوسکی سخن سازیوں سے پہر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجہا ہو سچ
ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چہپ جاتے ہین اور اچہا تو اچہا ہی ہے کیسا ہی برا ہو
کچہ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہے شعر اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا ✣ ستار عیوب وقاضی
الحاجاتی ✣ ترجمہ شعر ہذا محشی اکبرنامہ ہے سے اے زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بخدا ✣ تو عیب کو چہپاتا ہے
حاجت روا بہی ہے ✣ بہر صورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہوکر حسب استدعاء
رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز
جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کچہ عقل کو معاملہ جنگ
و صلح مین دوڑایا ولکن کچہ سود نہوا منہہ کی کہا کر رہ گیا اور صلح کا خواستگار ہوا آخرش گفتگوے
صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا
تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجئے اور
اسطرح کی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجاے انشاء اللہ تعالے
عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کرکے حاضر خدمت حضوری
ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور بسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے
کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود
تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق
وادید وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے
اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور اپنا خود با مشورہ و صلاح مین مقرر
ہوا کہ والد اپنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون
کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے
بلکہ بہر طور انکی اطاعت کرنا چاہیے الحمدللہ کہ تمنا سے دلی بر آئی اور شاہزادہ کا خط
بہی کرنل کو پہونچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود
اور متانت کلام سے بنہایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشی نے بہی بعد ملاحظہ اوس
پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشی
سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے سنے کہ جس منشی کے خط شاہزادہ کے طرف سے تمہاری نام تھا لایق مدح و ثنا ہے او سوقت بندہ نے
ظاہر کیا کہ اونکا محرر بندہ ہے نہایت مدح سرائی کی اور اونکا گورنر عماد الدولہ مستر منشنگ جا در جلادت جنگ
بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکر یہ یاد نہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی
ساتھہ روانہ کیا و الا بعد مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بھی اپنی سیدا کی
روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استمزاجی میرن مین مصروف ہوا —

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیر خان اور اصالت خان سے دغا کرنا

جب اسطرف سے میرن کی خاطر جمع ہوئی آرادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان
اور دلیر خان وغیرہ فرزندان عمر خان کو بسبب سطوت اور شجاعت انکے اور باوصف مرافقت
اور وفاداری کے نہین چاہتا تھا کہ اس دیار مین رہین کہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی
خوشامد کا ہے بند ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کر دی تھی کہ بعد وجہی تمام کے انہین دفع کرنا ورنہ
یہ لوگ تمہین پچھوڑینگے عال آنکہ اونہون کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بد نتھا
بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہین اور
اسی سبب سے سراج الدولہ نے بد ہو کر عمر خان اور دلیر خان اور دیگر ان کو برطرف کر دیا
اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی تھا جسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر شاہزادہ
مین گیا اور دیکھا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بار گران ہوئی ایکقطعہ خط دلیر خان کو جو میرا انتہا
بلکہ دستار بدل تھا لکھا اور اوسمین ترغیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
ناموس کیا درجواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمین رہیئے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارہ مین
لکھا ہے اوسکی بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بھی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا
خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون تا بقدم رہون القصہ میرن بموجب نصیحت پدر اور
نیز اپنی دانائی کی رام نراین کی پہونچنے تک دلیر خان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر
آنے رام نراین کی تھا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سے کہا کہ مردم معتمد
دلیر کی بغرلی دروازے پر مقرر کریئے اور کہہ دیجئے کہ دروازہ بند فقط کھڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کی دروازہ پر
انگریزی پہرہ ہو تا دلیر خان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پر سوار ہو کر مرشد آباد کو راہی ہوا اور دن
مشغول دریا مین بسواری کشتی عبور کر کے طے مسافت کی دلیر خان نہایت حاضر ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین نے بے تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بھی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے بنگالہ کی طرف
روانہ ہوا فتح سنگھ اور بنیاد سنگھ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگھ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کر دیا بعد چند سے فتح سنگھ اپنے کامون کی مضبوطی کرکے
میرن کے پاس مرشدآباد گیا میرن مرشدآباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان نابابرد و فرزندان راجمحل تک یا چند کوس زیادہ مرشدآباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور صداقت محمد خان پسر آغا باقر زمیندار اوڑیسا کہ سے ناحق بدگمان ہو کر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا وغیرہ عقبی کا
اس حرکت بیجا سے اپنی واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان نمین زمیندار ترہت شمالی کا بھی اون سلوکوں کا
سے جو بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کرکے اوسکو مقید کیا
تھا نہایت ناراض تھا باہم دونون نے متفق ہو کر شاہزادہ کو عرایض لکھے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم سکونت و مسکن چہتر پور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمت مین پہونچا تھا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم نہو کر ٹکاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکی ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور نہتی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے حسبقدر
اوسکو دسترس تھا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بھائی
سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تھا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب سے
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پھر عظیم آباد مین پہونچنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکھا تھا روادار میرے آنے کا نہوا اس لحاظ سے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تھا اتفاقاً اونہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
والد کے رام نراین سے بلکہ اوسکا معتقد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمت مین دو تین کلمے مشعر حصول
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کیے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدھر اور بعض اوسکے مقربین مسلمین کو ناخوش معلوم ہوا

بندہ مسٹر امیت جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسے ملکر اپنا اجرا اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد ہوا اسی اثنا میں شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگھ وغیرہ زمینداروں کو طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کے مرشد آباد سے اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنوں سے دریافت کرکے مقرر کیا اور پہاڑی کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور ذخایر اور بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلستانی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران ولایتی اور پیادہ تہری تواعد دان کے کل ایکہزار سکے مع بندوقون چقماقی اور دو ضرب توپ اور پٹی بارود اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد میں اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاے کرمناسہ سے حدود عظیم آباد میں وارد ہوئے گذر رہی چند منزل پیشتر کو یہ خبر ملی کہ والد بزرگوار عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب سکھلانے آغا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ میں وارد ہوا ہے بامل زیارت ہی پادشاہ نے اجل جو نزدیک تھی مہدی علیخان کشمیری اور علی قلیخان کے ولایت سے سوار ہوکر کوٹلہ کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہوکر جس حجرہ میں قاتلون کو بٹھلایا تھا وہانتک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نے ایک زخم کاری اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے دریا میں جسکا ریگستان اوس وقت خشک تھا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادرزادہ عالمگیر ثانی نے جو ہمراہ گیا تھا تلوار کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا مرحوم مہدی علیخان نے ہجوم کرکے قید کر لیا اور پالکی میں سوار کرا کر قلعہ سلیم گڈھ میں کہ مسکن سلاطین مقید کا تھا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹے کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا اور عالمگیر کی لاش کو بیچون تو مقبرہ ہمایون میں دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہوکر والد کے نام جو حسین آباد اپنے محالات جاگیر میں رہتا تھا اور اہل و عیال کو مقیم تھا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے والد نے بعد الثنا وکلمہ جواب میں لکھے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بضابطہ مسند جلوس کیجیے اور قلمدان عمدة الملکی شجاع الدولہ کو بھیجکر اونکی نیابت پر کسی شفقتیکہ حضور میں اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا کی خدمت دیجیے اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بھیجکر درخواست اعانت اور سیر تحریر کیجیے کمک مدد دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کرنا چاہئے اور استمالت
تالیف قلوب صاحبان مقدور میں ساعی ہونا ضرور ہے بندہ کیواسطے کوئی کام نہ تجویز فرمائیگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض
بجز استحکام دولت ملازمان کے نہیں ہے جسوقت بناء سلطنت درست ہو جائیگی بندہ کو بھی کمی نہوگی شاہزادہ
کہتولی میں تہا کہ عرضی پہونچی اوسیوقت بضابطہ خاندان بابریہ کے واقع سنہ ۱۱۷۳ جلوس فرما ہوکر شاہ عالم بہادر
بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالا برسم سفارت ابدالی کے پاس بھیجا اور شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ کو خلعت و قلمدان بھیجکر منشور لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان بیچ مع پانچ چھ ہزار سوار کے آ ہوکر مشرف
پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان بھی مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار و پیادہ تھی ہوگی حاضر ہوکر
مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے
پہونچاتا تھا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکہتا تہا چاہتا تہا کہ بعد آنی میرن کے لڑائی ہو تاکہ اوسکی دغا کی سزا کو پہنچاوے
لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب نہ دیکھکر تعجیل کرتا تہا
کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آوی اوسے بھی سمجھ لینگے اور یہی رائی بادشاہ نے بھی منظور کی
آہستہ آہستہ لشکر جمع کرکے مقابل لشکر رام نراین کے پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین کیساتھ اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریای دہوا کے کنارہ پر لشکر رکہتا تہا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور
دلیر خان اور فوج قدیمی کے جا پہونچا اور تاریخ معہود پر طرفین میں زد و شکست شروع ہوئی رحم خان اور احمد خان قریشی
اور مراد خان ولد بہرام خان بلوچ باتفاق مرکبیہ کے رام نراین کی مقدمہ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگہ کل بہوجپوریہ کے
ہمراہ رام نراین سی ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بعض شائستہ و ضابطہ لائق کے
صف آرا ہوکر رام نراین کے متصل استادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بھی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان
کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری میں اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ
عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر ژیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاون
اوکہاڑ دی دلیر خان اور اصالت خان نے اول واقف فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کہائی صفوف انگلشی سے
بندوق کی گولی پتہر برساتی تہی اور سپاہ بہوجپوریوں کی بندوقین برابر فیر ہو رہی تہین ہر قسم کی ضرب ذرجسم
ان بہادروں کے لگتی تہی اسی ضمن میں گولیوں کے صدمہ سے فیل نشان دلیر خان نے رنج پہیرا گولیون کے
دلیر خان سے کہا کہ اپنا ہاتھی اوسنے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوی دلیر خان کا منہ نہین پہرتا ہے یہ کہکر
گہوڑے سے اوترا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تہی اوسکے ہمراہ پیادہ ہولی اور اصالت خان

بہی بھائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای سر لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تہزلزل کیا بھگدر پڑگئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تہی دوڑکر صفوف مخالف کو پریشان کر دیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اسکی
تھوڑی سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہوکر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بہی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بہی زخم کہائی قریب تیس ۳۰ نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کرکے شگفتہ رو ہو کے عقبے
کے راہی ہوئے اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن روکش ارغوان بنایا انمین بہی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہاڑی موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تہی دوڑکر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بہی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکہا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور میدان خالی ہے
رام نراین کے سر پر چوند لوگون سے کہڑا تہا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکران کو
کہلا بہیجا کہ تہوڑے سے آدمی آپ نے میری کمک کو بہیجے اول کپتان نے کہا تہا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تہا اور اوسکی فوج مین بہی کچہہ حال باقی تہا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تحرجخیر نے اور بہی بدانتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے ہوچکی غبار رزم اوڑا یا نا قہنا بندہ
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر واچہہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بہی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تخت ہو دج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے اپنا نیزہ سے خوب چہید العبدازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بہی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکران اور مسٹر بارول وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے ادہی تفرقہ ہوقت مین تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکثر دلیر علم
کی سہرواری مین آئی تہے ... ال اس شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہگئی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑدی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی ہر وقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڈہی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کہڑی ہوکر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچہہ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار مین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بہی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو ہوشیاری کر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر

لیاقت ریاست کی نہ رکھتا تھا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسطرف ایک بلا ئی بے بنیاد ہے کہ تمام ملک کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین ہے الغرض بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب نہ پایا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بھی میدان نبرد مین اپنی اصالت ظاہر کر کے راہ عقبیٰ لی اور یہ دونون سرداران جلادت نشان کے رفقا ہی نمک حلال بھی اپنے سردارون کی خدمتمین روانہ عدم ہوئی اور مرلیدہر نے بعین زخم نیزہ سے ایک آنکھہ نذر دکھلا کر مقید ہوا اور رحم خان بھی اپنی جان پر رحم کھا کر قید کے زخم مین قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اصالت خان کو بعد انتقال اوس مزار کی جوار مین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹھ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو اوسی جگہ گاڑ دیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بھی محافظ نتھا اور رام نراین کا وجود و عدم برابر ہو جاتا اور بے حرج قلعہ فتح ہو جاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال مع لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہرصورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ مین بیٹھا تھا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز بامور لوگ بھاگے ہوئی پہونچے اور معتمدین نے عبد اللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تھا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تھا مصطفیٰ قلیخان برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کوٹھی انگلشی کی قریب بہ ہیرا نور دزیرلایا اور خود میر عبد اللہ کے گہر جو کوٹھی مذکور کے قرب مین تہا اور اوسوقت اوس کوٹھی کا مالک مسٹر امیٹ تھا آیا بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تہا اوسکا اضطراب دیکھکر کسقدر متحیر ہو کر نصیحت کی اوسنے شماتت سمجھکر و ہاں کا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چھوڑ کر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ کے رام نراین کے دیکھنے کو جا کر تسلی کی اور اونکی حفاظت کو اپنا پہرہ بھیجدیا رام نراین نے جب مشورہ پوچھا مسٹر امیٹ نے جواب دیا کہ گفتگو ہی بے فروغ اور تحریر دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح ہو سکے افواج مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جراتی کا عذر کر کے وعدہ حاضری بعد صحبت کیا جب دو تین روز گذر گئے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکریان رام نراین کے بھاگے ہوئے آکر جمع ہوی اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوی اور خبر قریب پہونچنے میرن کی مع لشکر کرنل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بھاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نرہے کہ قبل ازین میرن نے کبھی لڑائی نکی تھی نہ بران خون آشام کے موسکے ندیکھی تھے خود

جوانی سے آپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہمرتی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہیں کرتے تا کہ انتظام درہم نہووے اگر کوئی سردار پناہ چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بنا بر علیہ دونو فوج جدا جدا اگرچہ متصل تھی آئی ہیں جس تاریخ کو کہ واقع میدان چنپیٹہ مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علحدہ سوار ہو کر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیوں کو مستعد کر کے روبمخالف ہوئی اودہر بادشاہ کے لشکر میں کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کئی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے نمود کیواسطے سوار ہو کر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑ کر بلاے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور روبفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیوں کو بھی چار ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمیں تھے باوجودیکہ اون فراریوں کو ملامت کر کے لوٹ آنیکو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق میں بہتر سمجھکر پھرے
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے مجتمع ہو کر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پر پرواز کیا بعد ازاں
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی میں دوسرا تیر گردن میں پہونچا
مگر موت میں دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیوں سے بڑھکر طرفین سے بہتیرے
مجروح و مقتول ہوئے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہیں نکال سکتا تھا کمان ہاتھ میں لئے ہوے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کھاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولیکے لگتے ہی قادر داد خان نے جاندی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا مدد پر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پائداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہو کر
مقتول ہوئے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر بہار کی راہ لی میرن نے بعد شام پانچ
سات اپنی جراحات کا التیام کروایا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان میں رہا شہر کے لوگ بخدمت
بندہ نے اسوقت حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبد اللہ اور رام نرائن بسبب جراحات کے حاضر نہو سکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بیربہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کا واپس ہونا افغان وغیرہ ان

کامگار خان نے دو تین روز بہار میں رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو دریا نیچے اوٹھانا چاہیے لہذا اسباب ہائے موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ بہ سیم یلغار کوہستان تنگ سے اور طرف روانہ ہوا ارابہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی مامن میں رکھا میرن نے اس ماجرے سے آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی والد کو تحریر کیا اور رام نرائن سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بھائی دھیرج نارائن کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بھی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روساے انگلشیہ سے مددخواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگوں کے درمیان میں رہے اور خود مع عورتوں اور مصاحبوں فراہم کے اونہیں کے درمیان میں روان تھا اور پس وپیش بھی انہیں لوگوں کی حفاظت رہتی تھی تاآنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اور ہر شیوبہٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہاں کا فوجدار تھا آپہونچا اور لب دریای دمودر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اونپر دوڑا اگروہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جاکر ملحق ہوگیا لیکن مرہٹوں نے کسیقدر دوڑ کر اوسکے گرد وپیش منوداری کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشی کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت وحوصلہ سے باہر دیکھا رات کو بکر بیچ نقارہ کوچ جانب عظیم آباد کیا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار کرکے ارادہ تعاقب کیا شیوبہٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تگ و تاز میں مصروف کیا تاآنکہ بار بردار لشکرگاہ چار پانچ کوس راہ طے کرگئے بعد ازان شیوبہٹ نے بھی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوگئی شیخ عبد الوہاب جو کبھی سراج الدولہ کا نوکر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے دم توپ اوڑایا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا موسیو لاس فرانسیس کا ملازمت میں اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی میں اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پائی میں اس تگ ودو سے خستہ ہوگئی تھی

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان میں آکر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ کی تحقیق خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان میں تھا ہو جب انکی طلب کے مونشیر لاس جعفر پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد میں فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا اعیان شہر سرداران کو بھی مسٹر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہر چند انگلشی ہوجب ضابطہ ولایت کے تابع ان سے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط مونشیر لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور مصطفی قلیخان ناظم کو بھی دونو ہواس باختہ کہتے تھے اغوہ شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات میں ہم السنیے کرایہ دیگر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر مونشیر لاس سے تعارف تھا بھیجکر استفسار حال کیا جب وہ واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہیں یہ اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تھا اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع تھا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار رفت جاتا ہرگز تسخیر میں تقصیر نکرتا اگر مرتبہ سابق میں رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلشی میں بھی ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر پر آگاہ ہو کر سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی و مجمعی نہ تھی تا آنکہ مونشیر لاس مذکور نے اپنا لی پور سے کوچ کرکے نزدیک حصار نیچے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جا کر اقامت گزین ہوا انکے جانے سے گویا عظیم آباد والوں نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوائل شناسائی عظیم آباد کا شغل عبد اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرنا تھا انکا اسلام کیکے پھر اونکا حال کہا جب میں اوسکا حال استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا بیت از باد خبر کنید کہ با دل شکستہ ایم چوں خاک سر بہ دہر بر آتش نشستہ ایم القصہ بہار میں پہونچکر بارود وغیرہ کی طیاری میں مشغول ہوا اور … سامان سرانجام کی خبریں عظیم آباد پہونچتی تھیں تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے … کرکے اپنے ملک میں پہونچا اور مونشیر لاس بھی اوسے ملحق ہوا اور خادم حسین خان کے عرایض متضمن اخلاص اور رسوخ اور عزم جزم مدد دہی اور وصول زر راجہ دولبھ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری بھی بادشاہ کی اعانت زر و مشورہ سے کرتا تھا لیکن خادم حسین خان نے پہونچنے میں دیر کی اگر جلدی پہونچتا فتح عظیم آباد میں بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار لوٹنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کے اور کپتان نکس کا پہونچنا واسطے رام نراین کی مدد کے

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار میں پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد میں چونکہ سپاہ کم تھی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین نے بسلاح ترتیب سپاہ وغیرہ مین سعی کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہوگیا اور ہر ہفتہ مرشد آباد کو کم فوجی کے عرائض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تھا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو مستر اسیت
بہ وارفیہ طلب کرکے اپنے پاس تین کمپنی کا سرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور ۳
قلعہ کو گھیر لیا اس طرف سے بھی بمدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب رای بمقتضای شرم مبالغہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو برج
برج و دیوار حصار پر بیداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی اردو
مشرق روبہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور شیر بعض کپتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سد راہ ہو
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ پان مین ہاتھہ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آگرا اخذ امعلوم سچا یا مرگیا اور شتاب رای نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بہیجکر مدد کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دو ایک روز کے بعد موسیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چھایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگاکر اور علم اپنی کو نشان کرکے بالای حصار آیا اور چند دیگر
سپاہ اور بھی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو برج و دیوار پر تھے بہگا دیا چونکہ دیوار بلند
تھا کہ اوپر سے زینہ اوٹھاکر ادہر لگائے اور اس تعجیل مین دیر لگی کہ میر دل خان بلوچ جونپوری نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا اور بگر کہ دیوار بلند پر آ اکثر فلرٹن بہی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہوگئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوترنے سے
دوسرے گردن بلندون کو قرار دو نشیب سوجہنے لگا کسی کی جرأت نہ پڑی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہو کر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تھا اول برج کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر محلہ اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے دیکھا کہ ہر کوٹھی سے جو قریب تھا گرجہ

بجز دو فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہیں ہر وقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
بیشتر ہ روز میں بردوان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیاں بھی ہیں بندہ اران
بندہ اور میر عبداللہ بالاتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغ میں قلعہ کی فصیل پر وسط حصار میں
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اوپر خشک پڑے ہواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی تشویش ہے کیونکہ لوگوں کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری یا اور فوج شاہی کی راہ ہو گئی کل کی رات بھی بہادر خان اور اوسکے ہمراہی مجتمع ہو
دوسرے کی تاب نہیں پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگوں کے
دلمیں بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہیں کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا فضا صاحب کہاں سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبداللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن چونکہ ادنھیں منزل راہ پندرہ روز میں طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگوں اور گوروں کو عذر نہو اور دریا عبور کرنے کی آنکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج پادشاہی استقبال کر
کر کے مزاحم ہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر ہو اور اگر یہ ہو تو بدت ملتی اور از سبب محاربہ ہو جائی اور کیونکر انجام ہو غیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہوں نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کر کے مع دہل و کرنا سیت مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پٹنہ پادشاہی ہوا اسطور والو نکو
تسلی ہوئی فوج پادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس معہ دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدہام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریاں خواب میں تھا اور مردم ہمراہ بھی آسایش میں
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام میں غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے اضطراب ہو کر بہاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نہ پاتا تھا ناچار
ننگا پاؤں پیادہ اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لی آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہاں پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان میں خیمہ بپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تاکہ ایک شبخون رات کو دشمنوں پر ماری اور چند روز کے بعد وہاں سے طرف گیا پہونچکے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل زر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضا جوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذر خواہی کرکے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بھٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا ۳
لاچار والد نے شیو بھٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی جانا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حال کو برے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس انگریہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجیے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنابر تحریر خط مخالفت والد کے کلام
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھہ رام نراین نے آپکو کہا محض غلط ہے اور بعض راستے وال اتباک بہر حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائی کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برا نہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کر سکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انیکار و آزار پر ہین اور والد باوجود ہونے سید ان کے عدم القیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرورتا بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجیے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے نکلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو سمجھکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھہ مضائقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور مکرر اتمام حجت کیواسطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی مخالفت سے کچھہ اثر نہین ہو سکتا
کہ والد بادشاہ سے نملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجیے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقۃ ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور برادر اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسری طرف سے ایسی حرکت
بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھہ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہیں رہی اور تاب بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسباب اپنے فضل و کرم سے ساتھ
کام و آرام کے رکھا اور اکثر لوگوں کو دیکھا کہ ہزار دعوی دانائی اور فہمید کی کا کرتے تھے مگر مبتلا ہوئے انواع بلیات ہوئے مصرع
من ہمان شبہ پارینہ کہ بودم ہستم * القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے ع سنبھلے بیٹھے تقی علیخان کے
لشکر بادشاہ میں آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سربستہ اور پارچہ ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کار شاہی اور صاحب دستخط ہوا اہالی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موسیو لاس سے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موسیو لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگھ اور بہرت سنگھ وغیرہ کے
ملک میں فتنہ انگیزی کے گرد و پیش پھرا ہوا بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار میں رہتا تھا
اسی اثنا میں خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورنیان کو حسب دلخواہ غارت کر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لائق کوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح میں جو عظیم آباد کے مقابل
اور شہر کے اوتر رخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگرچہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کے جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیرے ہوئے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کے واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کے اور رام نارائن کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبریں پہونچیں رام نارائن نے کوٹھی میں آکر مسٹر اسمیٹ سے قلت فوج ظاہر کر کے
چارہ جوئی کی مسٹر اسمیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر ہے
تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھ مقرر کر دیا کپتان مذکور خادم حسن خان کی
لڑائی کا مستعد ہوتا ہے رام نارائن قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنے جماعہ داروں کو معین کر کے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا عملہ مع اسباب کے درمیان دوآبہ گنگا کی جو ریتی و نہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوس طرف گنگا کی رہتا تھا بنابر اطاعت آقا حاضر ہو کر ساتھ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راہ تنگ
انکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر اسمیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اوسکے لشکر میں داخل ہوا فوج رام نراین کی بے ضابطہ نہ ہوم دس روز چاہیے تاکہ تنخواہ پا کر اسباب درست کرین
ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج ہزاری کو عبور کیا تھا دو تین کوس اوپر فرود کش ہوا اور ایکرات
راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونے کے کہا کہ کیا آپ دیوانہ ہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض
اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے
ایک لاکھہ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہے لہذا اس جنگ مین ہین اور تمہین بہیجتا ہے خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہے ۳
اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتشبازی منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان
جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہے ایسے کیا ہوتا ہے اگر فرض کرو کہ آپ اور ردیف کا ایک ایک پیادہ ہے لیکن کچھہ بہتر ہی
سارے ہلاک ہونگے ہرگز تم رفیق نہو کوئی غدر کر کے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہوگا یہ کہکر رخصت ہو
اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسن خان کپتان نلس کی لشکر سے چھہ سات کوس پر آرہا

کپتان نلس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح پانا اوسکا اور لشکر گران پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چھہ سات کوس آ گیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا
مشورہ کیا کہ چونکہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہے اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجاینگے بہتر یہی ہے کہ شبخون کیجے
تاکہ انتظام برہم ہو اور لوٹ مار مین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہے گہٹ جاوے شتاب رای نے قبول نہ کر کے
کہا ہم ہر صورت آپکے مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بھی طعام تناول کر کے آرام فرمایئے اور
رفقا کو بھی آسودگی کا حکم دیجیے کہ نصف شب کو روانہ ہونگے الغرض شتاب رای نے حسب الاشارہ عمل کر کے
نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بھی ایک کمپنی لشکر مین چھوڑ کر مع باقی فوج شتاب رای کے ہمراہ لیکر
ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھے ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کے سبب سے ہرکارہ راہ
بھول گیا لشکر کو پہونچا دو گہڑی سے کچھ کم و بیش رات رہی تھی کہ کپتان نے گہڑی نکالکر فتیلہ شمع کی
روشنی مین دیکھا کہ رات نہایت تھوڑی باقی ہے شتاب رای سے کہا کہ اب وقت نہین ہے کہ شبخون کرین لیس دونو لشکر کو
واپس ہو کر پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی ہنوز ہاتھ منہ نہ دہوئے تھے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے
طیار ہو کر شتاب رای کو بھی مطلع کیا شتاب رای بھی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہو کر مع فوج استادہ ہوئی
خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بھیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کروا دی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے
لشکر کو جاتے تھے اونکو تلف کیا بعضوں نے فرصت پا کر راہ فرار لی کہاروں نے بعض کپتانو کی پالکی اور اسباب وغیرہ
جو کچھہ ممکن تھا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر پار کر دیا چونکہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارہ پر لگی رہتی ہین
اور عبور کر کے عظیم آباد پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہو کر ہر طرف سے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتش باری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے
مستقل استادہ ہوکر حکم شلک نہیں دیتی تھی مگر جو لوگ متصل پہونچتے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رائی کو
آگے بڑھا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کرتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئیں اوڑاتا اسیطرح دو پہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخرکار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کرکے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہوچکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گھوڑون کو باگ چہٹ دوڑاکے ہوکے
صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے
غرفہ سے منظور ون کا تماشا کر رہا تھا اور مسٹر اسپیٹ وہ بہی یہ پالکی کو بہیجتا تھا اور کہتا یہ کہ پالکی انگلشی کی
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بہی معاینہ کرایا بہاگنے والی چونکہ خادم حسین خان کے
ساتھہ ہی مضطرب فراری ہوئی آتی تہی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ و ادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تہا
تمام لوگ عظیم آباد کی و سرداران کوٹہی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تہی کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مسٹر اسپیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہی سو یون کہتا ہی اور
باروت کا دہوان ابتک اوڑ رہا ہی اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کی منتظر کہڑا تہا کہ دیکہی کیا ہوتا ہی ناگاہ شلک کی آواز سنائی دی
تب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئی تو سمجہو کہ کپتان غالب ہی ورنہ مغلوب پہر توپ کی
صدا ہونی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہی حیران تہی بعد چند آوازونکی
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پہر فرو ہوجاتا تہا اسیطرح مکرر معلوم ہوتا تا آنکہ دہوان بہی نہ
باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مسٹر اسپیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مسٹر اسپیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹہی مین جا کر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رائی کی اوس ہیئت سے گرد و غبار آلودہ اور عرقناک آ پہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رائے کی شجاعت بیان کی اور ہر دم شتاب رائی کی تعریف کرکے
کہتا تہا کہ ایسا کوئی جوان نہین دیکھا در حقیقت نواب بہی رام نراین اور مصطفی قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کہ اس خبر کہ سننے سی حاضر ہوئی خیال یہ تہا کہ دو تین سردار بہاگ آئی ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آتی تہی مسٹر اسپیٹ نے اسقدر مین مبالغہ کیا
لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہی مسٹر اسپیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تھوڑی تہی لہذا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا
لوٹ جانا ضرور ہوا تا کہ شبخون سی محفوظ رہی اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان
مع فوج کی برگشتہ ہوئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر
احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگادی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تہی اوسی باروت کی جوالی تہی
بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑ اپنا سنجا طر
راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تقید تہی سو ولی
اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوے صبح ہوتی ہو دیہہ خبر چار و طرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان
بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی
اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلیو
سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سی واسطے مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سی اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا مشیت ایزدی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ
اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا
عزم سفر گرم ہوا اور علاوہ رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کو رسانی نام
کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار
در ہزار کی ہمراہی کرنیل کلیو سیف جنگ اور افواج انگلشی نیز جنگ کی آخر تابستان مین اعظم آباد کی نزدیک آیا
اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تہا لیس داخل شہر ہوا شروع غرہ اول ذی قعدہ سنہ ١١٧٣ ہجری کو
عبور دریا کیا خادم حسن خان نی صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکہا تہا اب اس فوج بیقیاس سے آرای
میرن کے ساتھہ لڑنا اپنی تاب و توان سی باہر سمجہکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دون کی لیتا تہا مگر دلمین
مغلوب اور مسلوب الحواس تہا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانی کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گندک
جو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ عبور تہا بدون کثرت
کشتیون کے اسے کہ تہ تشنہ خدم کی ہمراہ تو تیز باموند و بہتا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کی
قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کردی اور خود دو رسے جریدہ فوج میرن

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کے جو کہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تھا ہوس جنگ
چندان نرکہتا تھا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تھا اور افواج انگلشیہ بہی جلدی اور جا بجا کے تعاقب سے
منع کرتا تھا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کے خادم حسین خان نے میدان سے رخ پہیر احسن جنگل مین جانا منظور تھا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قطعہ بیابانی سے چند کوس پیشتر جا کر منزل گزین ہوا اور
خادم حسین خان ابہی سو ہی چند کوس پیشتر بکنار لب دریا متحیر تھا کہ اب کہان جاوے القصہ روز عمر میرن کے
تمام ہو چکے تہے اور چونکہ خان کی بہی بار برداری اکثر بسبب بیراہ روی کے اوسکی فرود گاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسین خان قبیل سوا مع ہمراہیون کے لب گرسنہ بڑی تکلیف سے عزہ شب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کے اندیشہ صبح تھا کہ کل کدہر کو سفر کریگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادہ ظہیری میرن کے
گہات پر تہا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کہ بیست
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکے ہمراہیون کی نظر و تیغ جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کہ اوس سے رخصت ہوکر اپنے خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط و خوف
خیمہ کلان سے اوٹہکر پال دیر خان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہے زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر خواص کے جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند و نائرہ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچہ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ واہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گرجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین دکہلا کر میرن کے سر پر ہتیہ سیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تہا ویسا ہی جلکر تودہ
خاک ہو اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہوگئے بموجب بیت
زینہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
پانی بند ہوا جاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کے قریب اوترتے تہے اونہین بلاکر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا بت معلوم ہوا کہ پانچ چہہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کی طرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کے کہودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوس مین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہو گئے تہے اور ستر و باب لوگ کی گداختہ ہوگئے تہے اور سر کے طرف کی خیمہ کی چوب بوسیدہ

ہوگئی تھی جب یہ خبر جناب جامع فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نماز اوال
میرن سے خود آگاہی رکھتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکھتے ہو کیونکر جنبہ مین جاتی ہے
بخبندہ درنماکا فی یعنی ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا موجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الہی کو تماشہ فور او آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکے باپ نے صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیندار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو محض گمان فاسد سے دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسراف زیادہ مایل ہوا اکثرون مردو ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیون اور حرم کو بھی اپنے ہاتھہ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا اور کہا کرتا تھا کہ تقیقہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھہ بھی بدگمانی ہوا وسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا اسنے اپنی ایجاد کے موجب آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہوکر وغدغہ کامل بہم پہونچایا بلکہ حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح وصلاحیت تھا اونکے قتل کو حکم بھیجا اوسنے درجواب لکھا کہ بندہ اونکے باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت بندہ سے نہین ہوسکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسرے کو دیجیے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر میرن نے خادم حسین خان کے مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو زنہای مذکور کو کشتی پر سوار کر اگر معاودت کرے اور آباد سے دور نکلکر اونکو غرق کر دے اور جسارت خان کو لکھا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادہ جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر دونون بہنون کو لیکر جب مقام ونحواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کر کے لباس صاف و پاک پہن لو بلکہ اپنے ارادہ سے بھی آگاہ کر دیا اس خبر سے بڑی بہن گھسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کھاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا لیکن چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا کو وسیلہ نجات ہاتھہ لگا اور اپنا بوجھہ میرن کے گردن پر چھوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا اور بجای کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجای خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی اور گناہگاری سے تایب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کر کے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی کچھہ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کر کے ہین

ناحق مارتا ہی لہذا ہماری عرض ہی کہ اوسکے سر پر بجلی گرا تا کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام ہووے پس بمطلب اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لا کر غریق بحر رحمت نامتناہی الہی ہوئیں لوگ کہتے ہیں کہ اوسی شب کو میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق تبلاتے ہیں اسطرحپر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو ان بی بیون پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری واللہ اعلم غرض و انتقام میرن کے معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر میں ایک بند کاغذ میں نام دو تین سو نفر کا لکہا تہا اور کہتا تہا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ کے گہر پہونچکر ان لوگون کو صفحہ ہستی سے مٹا کر بآرام تمام مطلق مقیم ہونگا اور کسی بدخواہ سے کچھ اندیشہ نرہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کا لوح ہستی سے مٹ گئے اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھ سے رہائی پائی پوشیدہ نرہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و آفاق جسوقت کہ بندون اپنون کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکہتا ہے روا نہیں رکہتا کہ ایسی ایسی باتیں ناروا کریں اور بندگی اوسکی سے غافل رہیں پس غور السلاطین الملوک کا او پر اونکے کرتا ہے تاکہ تنبیہ مفسدون کی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو او پر مخلوق کے پایداری حکومت نہیں رہتی جیسا کہ مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہیں پاتی اگر بعد تنبیہ و سیاست مفسدون کی ظالم پہر رہیں اور ظلم سے باز آئیں اور دست تعدی دراز نکریں ممکن ہے کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکہے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور ہوا اور جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر زبردست بہیجے کہ اسکو بہی سنبہلنا دشوار ہو جاے اور بلا کی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا جیسا کہ مشہور ہے بیت بہت ڈرا مظلوم نسے ہنگام دعا ظالم چونکہ آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کو پس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

	رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر کوائف کا	

۱۹ ماہ
نور دہم ذی قعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خبر واقعہ عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلاے ناگہانی کی وقت شب او پر میرن کی گذری تہی کسی معتمد نے جا کر کے خبر کرنیل سیف جنگ کو کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ اور سر دفتر استظہار عساکر ہند کا سر دار تہا پہونچائی اوسنے بہی بموجب صلاح معتمد دوستانیون کے اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجہا اور لشکر میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو جا کر کیا آنت اور رودہ نکال کر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارہ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار میں رکہکر اسطور سے

کیا ہون ہو فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو فوج مین کیا ہو گویا سراج الدولہ کی شہید کا انتقام ہوا بصورت کرنیل صاحب نے قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس وکلاے رام نراین کے توقف کیا اور وہانکی زمیندار سے بپیام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے دیا اوسنے فوج انگلشیہ کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہہ دن بہ دریای گنگا کے کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راجمحل پہونچی جسجگہہ اوسکا اب بہی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کے عظیم آباد پہونچکر مقیم ہوا راجہ راج بلبہ بنگالی جو پیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تہا لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نایب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تہا انکر اہل

ذکر ہے مسٹر امیت کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی سیر وانکی اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل کلیف ثابت جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور کوٹہی کی دونون ریاست اسیکی متعلق تہین جب وہ اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوڑیسہ مین حسب سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تہا کرنیل مذکور نے مسٹر امیت کو کل ریاست کی لایق نہ سمجہکر شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسٹرٹ کو جو مسند راج کا صاحب کلان ہوتا کوٹہی کلکتہ کی سرداری مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین بہی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد ثابت جنگ کی مسٹر ہلول کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجیے بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیت اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد سے بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلول کرسی گورنری پر بیٹہا نہایت ملول ہوا کاروبار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے معزول ہوا اور اوسکی جگہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس پر کہتا تہا وہ بہی کہو بیٹہا ملک و مال فوج و سپاہ کے کاروبار مین تخلل ہوا میر قاسم خان کہ سید میر تقی خان بن امتیاز خان خالص تخلص ولایت شد ابرائی عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا میر جعفر خان کی دامادی مین تہا لیکن سسر و داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر ناچاقی مین ساعی تہا

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت بہت
امور والطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو مقرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اپنے خاندان میں نہایت کاردانی
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکو بوجہ خاطر نشین
منقش کر دیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی
لیاقت سرداری کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کر کے مراجعت کی
میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتا میر محمد قاسم خان مرجع امور کا ہوا
اور اس ضمن میں بسبب مرگ میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ میں نوبت بسیار
منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار سماجت کرکے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کرا دی اور اسی عرصہ میں چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا
میر جعفر خان اس بارہ میں پس وپیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ مخالفت کرے چار ناچار
مرخص کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت میں مسٹر ہنری ونسترت المعروف
نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہنچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس
زمانہ میں پورنیہ جانیکا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جنکا ذکر
خوبیونکا بتفصیل حال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال میں لکھا گیا ہے اور اندنون میں
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
کرتا رہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم بنابر انتظام وخبار
حال لکھا جاتا ہے

ذکر احوال عظیم آباد میں میجر کرنک کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ راجبلبھ کا ساتھ بادشاہ اور مسٹر لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہو کر مسٹر لاس کا محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان پر ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند سرداری صوبہ مرشد آباد کے نائب شالق العباد کے

میرن تو شروع موسم برشگال میں سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس لڑنے سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایہ فساد موجود میں تنبیہ صوبہ مذکور ہو کر مقیم تھی ریاست اوسکی راجہ
راجبلبھ دیوان میرن سے متعلق تھی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلشی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داود نگر بہار کے قرب وجوار تک برابر سیر و تردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاشیں منحصر کہیتیون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر مدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول شرب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تہا راجہ بنیاد سنگہ برادرزادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان اوس
علاوہ شرم پیشی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تہا اپنے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار تہا ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورواجہان متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کرلانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز تغافل میں رہا اور والد مورخ کے نام عرائض وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکے وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرماوین بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دیگا
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہہ تنخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہوگی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہاکر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح چہر خلاصی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس دردولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی ہر بہی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر احسان کیا اوسنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کی تسلط مین

ہمارا رہنا انکے بیچ محال ہے پس اب رخصت کا امید وار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور لاچار ہوکر رخصت دیدی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہے علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد ارسال کیے والد نواح جاگیر میں پہونچکر امر مامورہ میں مصروف ہوا

ذکر مرشداباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ ہیری ونسٹرت سے ملاقات اور سلام و پیغام کیا باہمی کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امور سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چنی لال اور منی لال اور انکے نون سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی جو غفلت اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تھے شمار کرا کر انکی رسوائیان بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشیہ مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش و سلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نیابت کل سیرو کی دیکر مختار کرے اور میر محمد جعفر خان کی روزمرہ کو کچھہ مقرر کردے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ بلاتامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا رای اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب اور بعدہ مرتبہ شمس الدولہ پر تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر السن اور مسٹر پالسن کے جو اوس سے متفق تھے اس رای سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین رای شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد و قدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص ہدیگر کی رای کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسری کی صاف رای کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رای شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جا کر مرشدآباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشدآباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے مع عماد الملک مسٹر ہشتنگ کہ جوانڈون مین ابتدا سے سنہ ۱۱۷۴ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ ۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصرت فوج انگلشی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشدآباد کو نہضت فرمائی اور میر قاسم خان نے علی ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بھرتی کرے اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرے اور اسباب تجمل سواری قدیم وجدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چوب نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال پلاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کرکے استقبال کو گیا اور میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ وحشمت اور تجمل وشوکت سے داخل خانہ خود ہو کر میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مرادباغ مین نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای بہاگیرتی سے عبور کرکے مرادباغ مین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کے راز دلی ظاہر کیا اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر چونکہ گفتگوی نرم وسخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی اسنے سعادت کا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہان پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹھاوے خان مرقوم نے سعادت کو سمجھا کی شدیکون اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تجاہل کو یا کچھ بھی نہین سمجھا اور ایسی حرکت کی باغمین شمس الدولہ پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو ہوا کہ اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جواب دیا کہ ہم لاچار ہین اسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ نے کہا کہ آپ ٹھہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی القصہ میر قاسم خان الگ منتحیر بیٹھا اور علی ابراہیم خان جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان مذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ لیجیے وگر کوئی امر نہو اسنے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے بردوم کو چلا جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر پایتخت تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے اور کامگار خان بھی مع بادشاہ تمہسے متفق ہو جائیگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے بہی کام دلی حاصل ہو چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نہ پاتا تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کر لیا فی الحقیقت مردان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان برداری سے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپچند بھی
مخفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے
فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہوکر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لا علاج فساد نظر آتا ہے
شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے وہ نکات مناظرات
درپیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کو دار الامارت
جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
رکھتا تھا اپنی فوج کو کہلا بھیجا تھا کہ اوسکے گھر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور علما کو حکم بھیجا تھا
کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنے کل حاضرین ہمراہیون کے حاضر ہو اور سرداران
فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گھڑی رات رہے فوج اور توپ تیار کرکے دار الامارہ کے دروازہ پر بجاے مامورہ
مقررہ حاضر ملین میر قاسم خان نے جب اپنے گھر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گھر تک
اژدحام کرکے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کرکے سپاہ و دولتخواہ
احاطہ مین دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات خوان رہا اور
تھوڑی دیر خیر طلب لوگون کی دلجوئی مین بسر کرکے چند گھڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خان کا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا افول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش
راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہت قریب ہوکر
پیش ہوئی کسوت اقبال و دلداری تن زیب کرکے طالع فرخ سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پر
سوار ہوا اودہر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ نے اور لسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ
مسٹر ہسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان جلوخانہ دار الامارہ مین پہونچکر
شاہراہ دربار پر اپنے لوگ مقرر کردیے اور ادہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے
جاکر استادہ ہوا پیغامبرون کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت مین ملکی مالی کام کا سر انجام دے اور تم فارغ البال عیش
و کامرانی مین ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہین ہے بلکہ بہبودی ہے ایسی تمہاری غفلت

تھا ملک مین خلل اور سپاہ اور رذیلہ خوار مشتمل ہین وہ بین مفلوک ہندو مالک ملک کردے ہین
نجیب و شریف جان بلب ہین گران باتون سے کچھہ سود نہوا اوس جاہل مطلق نے فہمایش سرداروں
انگلشی کی کچھہ نسنی اس باب مین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی پیدایش بڑھتی
ہوتی جاتی تہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارہ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارہ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہے افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا تعالے
نے اس ملک کے لوگون کے دلونمین مستولی کردیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہرونکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہوکر کہا ہر گاہ یہہ مجہول امر معقول کو نہین سمجھتا اسکو اس قدر خفا نے
کچھہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہئے چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوے پس اوسنے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر صوبہ کی
مسندایالت پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجیے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین بہی مصروف ہوجیے کیونکہ
یہہ بیچارہ شرفا اور نجبا ان دو تو ہندو وکیون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہورہے ہین اور اندرون دار الامارہ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہگئے تہے اونہین بہی باہر کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کردیا اور خود داخل دار الامارہ ہوکر بخلوت خاص داخل ہوا
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کار چوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہچا تہا مسند پر بٹہایا
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول ۱۱۷۴ ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارہ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک سمہر شتاب عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکون مین تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضائقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بدمجہی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نواور تحفہ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین سیر خانہ کی رکہتا تہا اور پارچہ ملبوس خاص
جو کہ یہہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحائف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات بدخو لیا اور اونکے خدمہ اور اطفال صغیر جو کہ تین لڑکے اور کئی لڑکیاں تہین ہمراہ
کلکتہ کی فوج کمپنی تلنگہ کی حفاظت سے اونکے ہمراہ ہوئین دار الامارۃ مذکور مین پہنچایا اور میر جعفر خان نے
اوس شہر کے چوک سے متصل ایک جدید زمین خرید کرکے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بنگلیہ حکیم بیگ نے وفاداری کی
اس سفر اور حضر میں ہمیشہ رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اونکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نرکھا
اب یہان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اوسی قریب
جلوس میں حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم میں بھی کسیقدر شعور رکھتا تھا
اور اس علم کے حکم پر معتقد تھا اوسکا زائچہ بڑے تفحص سے منجمون سے بنوا کر اوسکے وجود کا معتقد ہوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی وہ تین برس کا ہوکر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کیا تھا بخطاب ملک شمس الدولہ
میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر
چھوٹے چھوٹے ہاتھی گھوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چھوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بھرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چچا میر ابو تراب
کو بھی کہ اول مین مرد مفلوک تھا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کرکے
منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالر دار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے معزز فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان
اسکا اعتنا نہ تھا در اصل لیاقت بھی کم تھی اور چچا میر چند مخلص خاص اور استعداد و سروری کی فطرت
نرکھتا تھا مگر ایسے حقوق دیرینہ اور تمیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون سے
ساتھ تھا مرعی رکھتا تھا اور بقدر رمی کلمہ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تھا
القصہ بعد تمہید و تشیید مبانی عہود اور مواثیق کی جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعت انگلشی سے انعقاد
اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سرانجام لانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کا نقد کی
خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان
کے تھے بعض متصدیان قدیم کی بھی تالیف و ترغیب کرکے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکھتا تھا ناظر کیا تھے ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یکتا اور روزگار اور دفاتر دیوانی

وظیفہ یابی میں ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیفیت میں بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکی اور مشکلات
امور بھی اسپر ارجاع ہوئے پر محول بہو ستیار ام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کرکے اقدام کیے تہے
مگر سخت گیر اور بد طینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی او بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیوں پر مقرر ہوا
اور قدیم بخشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بھی سپرد ہوا خواجہ گرگری برادر خواجہ پدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکھلانے پیادہ ہائے برقندار کے حسب قاعدہ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تہا کہ اوسکا دوسرا ہمخانہ میر قاسم خان میں کوئی ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دل میں وہ جگہ تہی جو آجتک کسی نوکر اور آقا میں نہیں سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ و پے میں اپنا اثر کر گیا تھا شیخ سند علی لکہنوی جو کہ اجلاف القلم
قصاب لکہنو سے ہیچکارہ محض تھا زمرۂ سپاہ میں درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص متحقی گرگین خان سے کچھ کم نتھا
بعد اسکے مرنے کے بہتیجا اسکے بخشی رہا اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بہتیجا
فرحت علی کہ رسالہ میں کئی سو سوار سے علی ہذا القیاس برکت کا بھی یہی حال تھا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بضابطۂ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور کپتان رکھتے تہے اور اٹھارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ فقدراہ چلتا تھا
کیونکہ اگر لڑائی میں کوئی روگردان ہوبہ برہنہ شمشیر والی بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین
اور میرزا شمس الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تھا اور عظیم آباد میں قلوب مردم شہر اور لشکریوں کے رسائی تالیف کرتا تھا صاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص اور کارخانہ حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پر کنات کے
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط لکھا تھا قبل جلوس امارت کے لکھکر درباب تنخواہ
مقرر کرنے کے تمنا لی تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بھی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہوں
سعی کرکے صوبداری عظیم آباد کی بھی اوسکو دلادی اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یا وری بخت اوسکو نکالا کہ
تخت پر بٹہا دی والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا
اسباب تجمل اور استعداد کا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے جمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ خزانہ خالی ہیں اور ان زر میں متحیر ہوا چونکہ اپنی سپاہ اور نیز نوکران لطامت

اور افواج جماعہ انگلشیہ وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشیہ مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی انگلشیہ کے دین مین جماعہ مذکور کے
ہاتھ رہن کر دئیے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر فرد بخشی گری کا
تقلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح کے جو کچھ ثابت اور منقح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر ماہاہا بری کر دی اور بعض کی تنخواہ اینده پر موقوف رہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھ سے بجان تنگ ہوئی تھی جو کچھ مقرر اونپر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوے
شاید حکمت سے یہ بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضائی گوناگون سے رہا ہوا اور آیندہ کو
اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جیسے عہدہ برائی ہوسکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفائدہ
کو جو بطور بلاہی اور بلاغت کی تھی لغو وعبث سمجھکر موقوف کر دی مانند درندہ خانہ اور بلبل خانہ اور پری خانہ
وغیرہ کی برخاست کر دئیے بعض بعض جانور رکھ لئے اور باقی زمیندار ان صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کراوی
اور عملہ دیوانی نے اونکی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور جینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی ؛
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین
مع چند سوار کے ہمیشہ بپاس خاطر دوستی سابق کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان و دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب
بہادری تقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیاں تھین چھین لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میرن اور
میر جعفر خان کی نوکر تھین اور دفتر خالصہ مانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ لیگئی ہین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شے زاید واپس لیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
ستیزہ کرکے جو کچھ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ غرض کچھ ہین
نقش کر لیا تھا اسکا ترجمہ مجھے اکبر نامہ ذاکیا سہ نہین لیتا ہی تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی کہ ہو جا ہی خزانہ واسطے تیرے فراہم اپنا بہ لک نہ کسے
جو ہر انا متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبھ رام کا تھا نقد و جنس اونکی گھر کی
سپاہ کرکے بلا ظلم و کاست میر قاسم خان کے حوالہ کی وہ ایک مبلغ خطیر تھا میر قاسم خان نے تھوڑا
اوسمین سے راجہ کو معاف کیا باقی خود لے لیا اور سکت سنگھ سے راضی ہو کر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند میں بٹھالیتا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا رفیق قدیم اور لڑکپن کا مالک تھا بہت ساز و مال لیکر بدستور داروغگی دیوانخانہ میں مقرر رکھا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بھی خوشحال کر کے جنہیں لایق کار سمجھا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کر کے اونکی تنخواہ دلا دی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑنا کپتانان بردوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار سے

چونکہ صوبہ بنگالہ میں کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوای شجاعت نہ کرتا تھا اور میر قاسم خان کو باطن میں زمینداروں سے قدیم دشمنی تھا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ میں قابو طلب ناقص عہد سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش ہیں بمجرد اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کر کے سرکشی پر آمادہ ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبھی انکا اعتماد نہ کیا اور اپنی عملہ کو امور جزئیہ میں ہر ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر رکھتے تھے تب تمام دنیا فارغ البال تھی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوئے ہیں تمام رعایا پامال ہیں اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بھی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تھا اور ایام جوانی میں بلکہ کہولت میں بھی عیش و آرام میں مصروف تھا بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تھا بعد اسکے مرنے کے اور زوال دولت خاندان مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کے بطن سے تھا راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تھا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ میں کچھ اضافہ کیا چاہتا تھا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہو گیا اسکا سبب شاید یہ تھا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان نے اسی دیار میں نشو و نما پایا تھا اور زمانہ گذشتہ میں محض بیقدر تھا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکھتی تھی اندنوں میں کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگوں کے دلمیں کچھ نسمایا بہرحال میر محمد قاسم خان اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بیڑہ گام میں جو شہر سے بارہ کوس پر تھا مقیم ہوا اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدہ بخشی گری پر رکھتا تھا مع میجر یارک انگلس اور گرگین خان ارمنی کے اوس زمیندار ناہنجار کی گوشمال کو بھیجا اور اپنے نوکروں کو تاکید کی تھی کہ قبل پہونچنے اس ملک کے اوس مقہور کا فیصلہ کریں لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی میں سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کے کوئی نرہا تھا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوئے زنگی تھے کچھ کام نہ بنا سکے اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کر کے خود چار پانچ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ لیکر مسالک دشوار گذار میں جا بیٹھا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کر دئے اسی عرصہ میں بندہ

حسب الاشعار میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیو سیفت جنگ کے اور نیز مسٹر ملتی صاحب سردار کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر کاویر کے واسطے پہونچا نے بعض پیام زبانی کی اور نیز واسطے لانے میر محمد قاسم خان کی بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچکر یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض کپتان نے جو ہر دوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھ تعنات تہی دوسری راہ سے آکر عین غفلت مین اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہوا بقیۃ السیف رو بفرار ہوئے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بہی پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکر گاہ مین خیمہ زن ہوئے اس خبر سے اپنی لشکر کی بددلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ آزردہ ہوا حالا مناسب ہی کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کرون ،

میجر کرنگ کا بار اوہ جنگ بادشاہ اور موسیو لاس کے بر آمد ہونا اور دولتنگ ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کی سبب سی اور مورخکو بہیجنا میر قاسم خان کی پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کیا اور نہضت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر بلول تھوڑے دن کلکتہ کا سردار رہا اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر امیٹ اور بعد مسٹر کلیو سیفت جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لشنگٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کو کلکتہ گیا اور مسٹر امیٹ خود کلکتہ کا چہوٹا صاحب تھا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور اتحاد تھا چونکہ کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بالعرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تھا اوسیوقت تمام و کمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کر دیا اور یہ انکو معلوم تھا کہ چھہ لاکھہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے پرگنہ مونگیر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کر لیا تھا صاحبان مذکور نے نظر با خلاص جو بندہ سی تھا جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کرا کر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کرا کر بندہ کو نام لادی اور رام نراین کے ہاتھہ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور موسیو لاس اور کامگار خان سے اتفاقی فساد کو عظیم آباد سے نکالکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکر گاہ کیا اور رام نراین اور راجہ بلبہہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بہی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکہتا تھا میجر کرنگ اور سمتہ جی نے ایک خیمہ اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گہوڑے وغیرہ بانخانہ جیبی مقرر کردیے بندہ سمتہ انکی لشکر مین بخوبی بسر کرتا تھا اکثر اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس ورہہا مین گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرنگ وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے دل تنگ ہوکر باتفاق اہالیان کونسل مخصوص سمتہ جی کے بندہ کو طلب فرماکر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم خان کے بہی دوست خواہ ہو اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر ہین اور ہم ان دونون کی شاقت سے عاجز آئے ہین حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہی کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا ضرور ہے پکار اوسکو لکہا مگر کچہہ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے مفسدہ سے زیادہ ہر ہجوم نہین ہے تم جاکر یہ سب مدارج او سے سمجہاؤ اور اوہر لاؤ بندہ قبول کرکے عازم ہوا میجر کرنگ نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکہے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے میجر یاک کے نام تحریر کردیا اور ایک بجرہ خاص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے زیر حکم تہے بندہ کی سواری کو دیا بندہ او سپر سوار ہوکر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ مین سفر نگو میر کو دیکھا جو مدار المہام اور صاحب کلان کونسل عظیم آباد کا ہوکر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی مین عاجل تھا ٹہر نہ سکا دور سے باواز بلند سلام کرکے آگے کو روانہ ہوا **القصہ** بدہ گام پہونچا امیر قاسم خان سے ملاقات کرکے ابلاغ پیام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ نتہا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرادیا اور دونو وقت کہانا بہیجتا تھا اور بکمال لطف وعنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تہان از قبیل دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بہیجے تا آنکہ راجہ نراین نے گماشتہ جگت سیٹہ کی وساطت سے لکہوایا کہ غلام حسین خان تا پٹنہ پہونچے میجر کرنگ کے حضور مین گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکہتے ہین اور باپ اور بہائی اسکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجہنا چاہیے یہ مضمون لینے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کے گوشگذار کئے وہ خود مجسم توہم تہا مورد شبہے ہی توہم ہوا وہ سارے التفاتات جو پہلے کے تہے موقوف کر دیئے چونکہ مبارک لشکر مین تہا بندہ اپنے حال پر متحیر ہوا کہ کیا کریئے اگر رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہوکر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور لشکر مین باوجود بیسامانی کے بیدون اوسکے لطف وعنایت کے کیونکر بسر ہوگی ناچار دو چار کہر اٹہا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کر کے درخواست رخصت کی اونہون نے ترش ہو کر کہا عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کر کے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بہت بہ کراہت سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کے مکان مین منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور نیز بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بہیجا بعد چندے خبر پہونچی کہ میجر کرناک نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا اور موسیو لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیما بین مستمرہ رکہتے ہین باعزت قید ہوا اور بعد چند روز کے بادشاہ کو میجر کرناک نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کر کے ملازمت کی اور اپنے ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہو کر براہ کوہستان بکمال اضطرار بلغار کر کے روانہ عظیم آباد ہوا بندہ نے بہی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نایب کر گیا ہے حکم کیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ جانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخر کار کوٹہی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکہی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرناک کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موسیو لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد آنا بضرورت سپاہ کے

جب میجر کرناک نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بہیجا بعد ازان رام نراین اور راجہ بلبہ کو مع فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تہا گیا جب دونون لشکر کا قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موسیو لاس نے جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کر کے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج ہمراہ تہی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑ گیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نہ پاکر فرار کیا بادشاہ نے بہی اسکی متابعت کی میدان سے رو گردان ہوا ہمراہیان موسیو لاس نے اس حال کو دیکہا اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت پر سب چہوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹہایا کپتان موسیو لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گہوڑے کے مانند سوار ہو کر آمادہ قتل ہوا اور عار خواز فرار اختیار نکی میجر کرناک اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہو کر مع چند نفر سوار دوسنگے

گھوڑون پر سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسیو لاس پر نظر پڑی
گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹھائین اوسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور
بالکلیہ گفتگو کی میجر کرنک نے موسیو لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کرکے کہا
جو کچھ حق سعی تمہاری سے ظاہر ہوا التعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوگی الحال موافق ضابطہ
ملک سے کرچ کھولو اور ترک منازعت کرکے ہمارے پاس آؤ اوسنے جواب دیا کہ ہم کمر سے کرچ نکھولینگے اسیطرح سے
آنے مین مضایقہ نہو کیا مضایقہ اطاعت اختیار کرلینگے ورنہ ذلت مین کرچ کھولنا نہوگا اپنی جان اس میدان مین
نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی و حال کی دیکھی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے
اور باہم گر حسب دستور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگواکر موسیو لاس کو اوسپر سوار کرایا
اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردے چہوڑ دئے تاکہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکھین اس خبر کو
سنکے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے
عذر کیا کہ چند روز معذور رکہئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی
جو کہ مردیاوہ گو تہا اوسکے دیکھنے کو گیا اور بنا بر خوشامد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے
ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفتہ ہوکر نہایت تلخی اور تندی سے جواب دیا کہ ہم لوگون میچ کوئی کا ضابطہ نہین ہے
اور شجاع و جوانمردون کو زشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے
دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ ہو وہ تمہارے ملک کا ہوگا
کہ مردونکا نام ہر چند دشمن ہون زشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہوکر خاموش ہوا ضرورتاً تھوڑی دیر
بیٹھکر منفعل اوٹھ گیا انگلشیونین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تھا اور ہر وقت مین اوس سے باحترام پیش آتے تھے مگر
ایسی باتونسی کوئی صاحبان عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد
اس جنگ کی راو شتاب رائے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ
بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا راؤ مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جاکر عرض کی کہ حضرت
خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابہی ہم لوگ خود مستدعی ہین
مگر اس غرض سے بہی کچھ سود نہوا شتاب رائے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے سے
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر غالب تہا اوسواسطے مصر تہا
اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے مشفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اور سکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسپطرح کا عار و کیز سبب چہوڑنے کے موجب کسر شان خلافت ہے مناسب
یہی ہے کہ اب بہی راو شتاب رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی عرصہ مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھہ جو مدار المہام سلطنت ہند کے اگر شاہجہان نام بادشاہ ساختہ عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی پر
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ بہاؤ رائے کو تخت ہند مین جلوس کراے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا القصہ ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بہیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان ہر امراے مذکور سے سخت تدبیر کی شاہ عالم کے
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نایب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی پہونچے
اور بادشاہ بہی فرار ہونے پر کامگار خان سے تنگ آیا انگلشیہ کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راو شتاب رائے کو شقہ خاص لکہکر
طلب کیا شتاب رائے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنک وغیرہ رؤساء انگلشیہ کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرنک کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان
مصالحہ انگلشیہ خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کرکے فوج انگلشیہ کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنک وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو و جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثنائے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون نے لٹکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بصورت
نکل گیا بعض لوگ یہ حال دیکہکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ دوپہر کے وقت
میجر کرنک مقام سجاپن پر جو گیا سے سات کوس ہے اور خیمہ بادشاہی سے تھا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہو کر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنک کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنک ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار کے بغلین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلے سے گرم روان تھا آگے
دریاچہ جمنی پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا پھر وہنگاہ فرودکش ہو
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعا میجر کرنک کے باغ گیا مین جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرنک نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راجہ بلبہہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندوون کو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کر کے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کھڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنک
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات عرصے کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنے لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہانسے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنک کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہو
لشکر بادشاہی تالاب امیشی مین اوترا اور فوج انگلشیہ باقی پور کی چہاونی مین اور رام نراین اپنے مقامات مین
اور راجہ بلبہہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بہرہوم
اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے شرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فرودکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبہہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راجہ بلبہہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنک وغیرہ سرداران انگلشیہ نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرانی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گھر پر جاوے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹھہری اسمین بھی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ
میجر کرنک سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ لشرت سے منحرف تھا القصہ انہون نے
اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و لمعا وغیرہ سے آراستہ کیا اور اپنے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجائے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرنک کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہود پر جلوس فرما ہوا اہل انگلشیہ جمع ہو کر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کر کے پیادہ پا تخت روان کے ہمراہ ہو کر لیکے میجر کرنک
کو جا نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حضور سے بھی

خلعت بیس پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصعہ سپر کلغی عقار مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جاکر جو مخصوص مشورہ کو ہی تھا جواب وسوال معاملات بنگالہ اور دوادستند خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشی کے بادشاہ نے قلعہ پختہ بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد ہوزخ قلعہ مین سجائے لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر او بالیف واجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہوکر امر بامور مین مصروف ہوا رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہوکر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کیطرف سے برہم کردیا مخنان دوبارہ خیال اوسکے کان مین ہوگی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون ہوا رہوا اوسنے سرداران انگلشی سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تقبیل تاورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت ہین اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای عہود سے پہلو تہی کریگا لہذا مناسب ہے کہ سید ہدایت علیخانکو حکم روانگی جاگیر ہوجای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان عالیشان کے والد کو کہلا بھیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشی سے ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا لقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشدآباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان مضطرب ہوکر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیسا کہ ذکر کرچکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا تھا اور مرشد آباد مین یہ حال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بھیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنگ وغیرہ پر مخفی رہا چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف نہ ہوا چاہتا تھا کہ انگلشی کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بارہ مین بموجب گذشتہ کی لکہوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کردیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر کسیکو پہونچی رام نراین کے بہائی نے میر عبد اللہ صفوی کی کان مین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشدآباد مین مار ڈالا سید اکبر بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گہر مین رہا کرتا تھا اور سید مذکور سے آشنائی رکہتا اس خبر دروغی سے آگاہ ہوئی اور دونو شدت تمام زار زار اور رقت لبیار سے دوچار ہوئی مہیج نراین برادر رام نراین بدین حیلہ ممانعت کی تاکہ اوسکا نام ظاہر نہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشی سرداروں سے اسکا ذکر کردیا لیکن مہیج نراین کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر جو اور مسٹر امیٹ سے بیدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور میر قاسم علیخان سے بہی جو دست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکہتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف سے ہوے فوراً سزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسین خان
ہمارا آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا میر عبد اللہ کے
ہوش اوڑ گئے اور جلد اظہار اس اختیار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید بندگو یعنی بندہ اور صاحب قاسم بازار کو تحریر
فرمائیے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمائیگا القصہ اونہون نے یہی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
بسبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسم بازار سے جو کہ
ان دنون مین مسٹر اسٹیفن لک ناس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھ روانہ کی اور اوسکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسم بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اون دنون عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور ہمارا بھائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین بہت آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشیہ بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر ایلس صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر اسمیتھ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر ایلس کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا او دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشیہ سے تھے اور
نیز رفاقت برادر بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب تمام نوکری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشیہ سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب اصرار بیحد کیا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسمیتھ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسمیتھ جسمین متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکے کام جو بندہ سے ہوسکیں متعذر نہیں لیکن آپکے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر جسمین سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا

ہو گئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیلیٹہ جیسے لوگوں نے تمہاری نسبت جعل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ دراندازلوگ ہمیشہ شیوہ رکھتے ہیں مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل نہوا کریں خلاصہ یہ ہے کہ بندہ عہد و پیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلشی سے مرخص ہوکر عازم مرشدآباد ہوا جو تیسرے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گھر پر فروکش ہوا چونکہ لیے چچا تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کر دینے کشتی وغیرہ اسباب ضروریہ اطلاع دی تھی بندہ جس امر کو کہلا بھیجتا وہ سرانجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہوکر منزل مقصود میں فایز ہوا اور مسٹر اسیٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہوکر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودھ لکھنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ میں کہ بادشاہ گرد و نواح میں منیر الدولہ کی انتظاری میں تک و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ میں احمد شاہ ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادہ استقبال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہوں نے سلطنت کا دعویٰ کیا تھا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عماد الملک نے بعد مارنے عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان میں آیا اور نو مہینے میں مرہٹوں کا کوچ مٹا کر قندھار کو جو اوسکا دار الملک تھا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکے زیر اطاعت رہیں اور منیر الدولہ نے اس مدت میں رفیق ابدالی رہکر امرائے ہند کی نام رقم فرامین مشعر اطاعت حاصل کیں اور اسکے روبرو اچھی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نائب کے قلعہ دہلی میں بٹھالا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و سکہ اپنے ملک میں رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائے مقدم ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بھی عرضداشت مشعر مبارکباد جلوس تخت موروثی اور ارسال [illegible] شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئیں اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشی کو جہانی [illegible] خاطر خواہ فیصلہ کیا [illegible] و اسباب جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لاکر معاودہ ہوا شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے کہ شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

جب دریاچہ کرم ناسہ سے گذرا شجاع الدولہ نے اونکی ملازمت حاصل کی اور پیشکش شاہانے
لایق گذرانی ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور مستر لکو ہیر سے بہی جو رام نراین سے بد دل تھا لکر لکہوایا اور مستر لکو ہیر کو انواع الطاف وقسم کے
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکہا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بروقت انقلاب سراج الدولہ کے موشیر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشیہ کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور بہتان دروغ اوسکے کانمین بہر دئے اور اوسکے جاسوسون سے
موافق ہوکر ایک روز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چہڑہائی کا تمہارے لشکر پر رکہتا ہے تحقیق اوسنے فوجکو
طیار کرلیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خوابمین پایا اور ساری فوجکو غافل تب توانی سے شرمندہ ہوا کسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فور آبیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
معذرت خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور دستاویز شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی بجز ولایت چلے جانے کے تدبیر بد نظر نہوئی اور راقم اوسکی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات
جو کونسل مین آئی اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریرسے
درباب موافقت میر قاسم خان کے مستر اسیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجہی رام نراین سے کچہہ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اور رد و قدح مین ساعی رہے اور اب بہی ہین پس اب بدون انفعال کے لاچار
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہو سکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جہوٹہا اور روسیاہ بنایا بین
اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان ہمسے رجوع نہوگا اور اگر ہماری رائے
پسند ہوئی اور یہان کا اختیار ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچہہ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسنے ثانی الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تہی میر محمد قاسم خان کے التماس کونسل مین قبول ہوے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا مناسب سمجہے تعمیل کرے بندہ مورخ اس ماجرا سے واقف ہو کر مسٹر اسمیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی

اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا۔

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بسیار کا

میر محمد قاسم خان کہ خبر رسی اور تمہید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا کرتا تہا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے تمہید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ نام جاگیرداروں حضور کے لکہا تہا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تہا اوسکی تنقیح کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تہے نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارنک وغیرہ کو ملامت کرنے لگا اپنی رفاقت پر نادم ہوا اخیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرأت نامرد اطاعت و فرمانبرداری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرأت ذاتی نہ رکہتا تہا اور تقدیر بہی اخراج اعمال پر جیج تہی کوئی تدبیر ہوا ساتہ یاران [illegible] کے منظور نظر نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیون کو مانند ہیرا سنگہ وغیرہ کے بہگا دیا تہا کہ سر رشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسکے متصدیون کو پایا ملازمان مانند بسنت علی وغیرہ کو اور سپہر تقی بیگ کو نظر بند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ بر آمد کر کے اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تہی سات لاکہہ روپیہ نقد اور اسی قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچہہ اوسکی عورتون نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تہا وہ علیحدہ ملا اور بیتاب رام بہائی جو عمدہ مہاجن اور اوسکا مالدار تہا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بلکہ شریک تہا خیانت گرفتار ہو آیا اور اوسکے گہر برباد ہوئے کسیقدر روپیہ اوس سے بہی حصول آیا اور راجہ جگل کشور [illegible] کہ وہ جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تہا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدھر تہا اسیر شکنجہ عقوبت ہوا اور کئی برسون کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفٰے قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خست طبیعت سے گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلیخان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے سفر کر کے عظیم آباد آیا تہا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تہا مورد عتاب ہوا حضرت سے بنارس کا [illegible] ارادہ پایا تہا اسمین [illegible] ایک جو کسی کام مین مامور تہا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کہنا ہے جلا جاوے اسکے رفقا اور اقربا غیر ایک علاقہ اور کام پر تعین تھے اپنی جزا کو پہونچے خاندان کو بعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدھر کو پابجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور میں محبوس رکھا اور شدید تفحیص کرنے والے راؤ شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہ بھی رام نراین کا شریک تھا
چونکہ راؤ نند کور متصل اور مرد بالاستقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گھر میں بیٹھا اور چندان معاملہ وار
میر قاسم خان کا بھی نتھا لیکن چند روز بڑی تکلیف میں گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف میں
لایا اور اسی عجلت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راؤ نند کور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی میں کیے تھے انگلشی کے بارگران تھے اور اوسکی پاسخاطر بھی منظور تھی بہرصورت میر قاسم علیخان سے
نجات و لوالی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بھی باتفاق
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور اوسی موصوف ہیجر کرناک وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چون کہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نتھی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان کے حدود سے نکل جاوے
اور اوسی موج ہمراہ مسٹر ایلس اور مسٹر لشینٹن کے جو کوٹھی عظیم آباد کے چھوٹے بڑے صاحب ہوکر بعد معزولی
مسٹر ... کو آکے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد میں مسٹر لشینٹن ایک کمپنی تلنگا لیکر اوشتاب رائے ... کرکے
چہرہ اور سرکار ... اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جیسے دیوہ اور گہا گھرا بھی کہتے ہیں اوتار کر
حدود عظیم آباد اور اودہ کے واقع ہے پار کرا کے حدود ملک شجاع الدولہ ابن صفدر جنگ میں پہونچا کر
واپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل محصولات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور
اور میر مہدی خان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بھائی ہوتا تھا سرکار ترہٹ کی فوجداری پر مقرر کیا وہان
ہمراہ روانہ کیا راجہ رام نراین کا عامل تھا بسبب جہالت اور جرات خالی کی آمادہ رزم و جنگ ہوا اگرچہ ابتدا میں
مارا گیا میر مہدی خان نے فتح پائی میر قاسم علیخان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی میں
رہا کرتا تھا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تھا بلکہ خود اوسکا ... گویا ایکا ... تھا
سوائے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تھا اور سرداران ہندی بھی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجائے لایق مامور کرتا تھا
از انجملہ اشرف و اعلی اور سب سے معزز محمد تقی خان تبریزی کور کلائی تھا جسکو بھوجپور کا فوجدار کرکے
حکم آراستگی فوج اور مردمان کار آمدنی کی بھرتی کا دیا تھا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار میں مصروف رہتا تھا
اور لایق لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تھوڑے دنون میں فن سپہ گری میں البتہ آراستہ
کردیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکر سکتا تھا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ ہر کہتا تھا کہ گرگین خان

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا انتظام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئے تھا ناموس مروجی نگاہ
رکھتا اور وجود قلت مقدور اور اتفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ کے اور نیز خود سری اور
سرکشی شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشیہ کے اپنا کارنامہ جعفر نگار
برباد گار چھوڑ اور اقبال گرگین خان کا استحکام گویا متزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھہ
نسمجھا مشیت ایزدی نے انبدا کر دیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش
آلات حرب اور دیگر امور ملکداری میں کوشش کر کے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور میں بولایا کامگار خان
بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رامگڈھ وغیرہ کیطرف سدہارا اور بنیاد سنگھ اور فتح سنگہ باعتماد عدم
مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کیساتھ مشہور ہین
باتہام موافقت رام نراین خوف بادشاہ سے مطیع ہونے سے سرکشی دکہلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تعلقداران
مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بہتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ
اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود بہمراہ
اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن میں بندہ (یعنی کاتب) کلکتہ سے آکر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلے سے ملازمت حاصل کی
ازانجا الطاف و عنایت مبذول فرمائی مگر وہین بسبب خفت وزنگ کے جو بندہ سے دامن پر تہا ملول ہو گیا
انکی سبب سے شکایت ہوا اتنے میں بندہ نے عذر خواہی کی اور چونکہ دل اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تہا ہر چند ظاہر میں
بلطف پیش آیا مگر بدانست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
حاکم اور والا خفیف سے جاگیر اس دیار میں رکہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکہا چاہئے کہ پس اوسی قبیل پر راضی ہو کر
بجائے حفظ آبرو بعزم ملاقات عظیم آباد آیا اور میرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تہا معاینہ میر قاسم علیخان
بسبب ضعف سن اور نیز لطف مرتبہ سلطنت خود جو نہایت کمتر تہا راضی نہوتا تہا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے
شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہو کر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجہا کر
میر قاسم علیخان کے شرائط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کے واسطے قبول کیا ہر وقت ملاقات کی
والد نے جب کے بقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر بقدرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کر کے اپنے برابر
مسند پر بٹھا لیا اور مراتب خردی بجالا کر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کر کے شاد و کامیاب جاگیر کو رخصت دی
ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان میں تہا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا وہ خلوت میں آیا
بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین میں نے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجہسے طلب کیجیگا جو مجہہ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمیں دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کے گرگین خان کو حوالہ ہوے بسبب نہایت اتصال محالات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمیں دو اور اوسکی عوض بہتر اوس سے وام لو مورخنے کہا جسمین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہ بھی آپکی بخشش ہے اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھہ کو جو کہ اندنوں میں عظیم آباد کی نیابت میں رام نراین کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت و لعل میں ٹالتا تھا بعد چندروز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف چلا گیا اور اوسکا عوض کچھہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسباب سفر کی رکھتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر میں تاب نہوئی چند انگریز ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجراے تنخواہ کی دلادی مگر پھر بھی ہاں ہوں میں ٹالدیا ناچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہاں کے زمینداروں کا شکار گہی کیطرف فرار ہونا اور خان مرقوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگھ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑھا وہ لوگ شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے چلے گئے اور دریاے گنگا سے اوترکر اوسپار آباد ہوے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد بطرف منشی راحت خان متین مقرر کرکے خود سہسرام میں مقیم ہوا چونکہ اس مہم کے فراج میں جزویات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور کئے حالات زیادہ بیہ منقح اوسکو ملا کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے چھوٹل ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول حاوشی کا نوکر ہوکر پورنیہ میں اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنوں میں رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و ناحق لوگوں کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غریب بیچارہ کو مع جان و مال کے راہی ملک عدم کیا اور پرانی عداوتیں میر قاسم خان کے دلمیں ایسی منقش ہوگئی تھیں کہ مطلق عدونہوئی تھیں چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیروں پر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابوالحسن برادر حقیقی بو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ کہرگپور اوس لڑائی میں کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ ہر وقت عموہر جرنیل کوٹ جسوقت کہ موسیو لاس کے تعاقب میں گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا ادنہوں نے بھی ملاقات کی یہ دونوں قصور میر قاسم خان کے دلمیں جاگزین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور سیتارام اور شیخ سعد اللہ او بعدہ سرجنٹ انگلشی سے دلیر ہوا
راجہ بلبھہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راجہ بلبھہ کے ان کو گئے تھے انہین لوگون نے بندہ مورخ کو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبھہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخ کا دریافت کیا
خجالت سے عذرخواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الٰہی بجا لا کر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کہی تھی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین نہ پہنسائے اور پنجہ ظالم سے مقیدان بیچارہ کو جلد رہا فرماوے
الّٰہم آمین آمین الغرض لوگ جب بانداز ربطہ معہود و باہمدگر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہتی تھی راجہ سیتارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تہا آپکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون کے
کام مین رشوت لیکر جہوٹہہ کو سچ اور سچ کو جہوٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام معمار زادہ جو کہ اکثر قبل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تہا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تہا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تہا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تہا
اور تین چار نفر کہ سرگروہ جاسوس کے تھے اور ہر ایک خانہ امیری و امرای نشین سے ریاست فرقہ مذکورہ پر
ممتاز اور از روے عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تھے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوے
قصور تساہی ساتہہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انگاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تھے خلاصہ
یہ ہے کہ ہر پنجکس سزای بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ
تحریر کیے جاوینگے مقبول الروایہ معتمدین سے ایسا سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور سیتارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تہا
او یہین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تھی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع عدو اور بدکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر شاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس مرتبہ ناز و کمال رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی پوچہا پڑگئی تہی ہرچند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تہا

واقعات ربیع الاول ۱۱۷۶

مگر اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے حفظ استفسار موجب بہیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ
وغیرہ کی مہر سے ہاتہہ آگئے تھے دستاویز قتل کرکے بعض انگلشیہ کے مخصوص خصوص مگویر اور ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ کو بہیجا
چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تھا اونہون نے وہ خطوط مجھی دکھلائی اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر
مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بے شعوری سے کی گئی تھی
شاید کہ اونکی قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہری بہم پہونچا کر اور حیلہ بنا لئے
ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بہی جعل ہے اور کچھہ کا کچھہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خود کونسل
مین گئی یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی دید کا اشتیاق ہوا نثار علی کو
جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تھا اوسکی نیابت پر ساہ مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جو اوندنون
بتقریب ملاقات وارد سہسرام تھا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تھا اور تقی علیخان نے
باوجود ارشاد خانمذکور کے رفاقت نکی القصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہانکے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا
اور ساہ مل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تھا قید کیا اور والد کو عظیم آباد جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا مونگیر مین اور راج بلبہہ کو قید کرنا اور نوبت رائے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو مہم کار شاہ آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرین گہنہہ سے بہی کشن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا
مفرور ہوکر بنارس گیا میر مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو سانوٹ مہہ مین چین پور اور سہسرام کی فوجداری
مع شیخ محمد اکبر خان جمعدار تلنگوں کے بنا بر خبرداری پہلوان سنگہ کے چھوڑا اور مرد فقی کو مع چار پلٹن تلنگوں کی
اور چند ضرب توپ کے بکسر مین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدولت
بطریق سیر سرس کیتہہ اور امرول اور ملکاری اور بہار اور بلیج وغیرہ ہوتے ہوئے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل
ازان کہ مونگیر کو روانہ ہو راج بلبہہ کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر
روانہ کئے اور راجہ نوبت رائے کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود
بکمال عزت و احترام قلعہ مذکور کو گیا بتاریخ ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کی شب کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم کرکے
اور کچھہ عمارت بہی نو اکر آراستہ کیا اور بکمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا از انجا کہ اپنے ایام دولت
و اقتدار مین جملہ عورات جمیلہ بہت پاکیزہ رکہتا تھا اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل
مین مصروف تھا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تھے مگر کچھہ فائدہ نہوتا تھا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے
خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹھایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

دربیروہ اپنے اخلاص کیشون کو بھی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بھی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا القصہ جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا اقتضای مصرعہ
مشہورہ کی اکتفا کی سے عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور محشی اکبرنامہ کا بھی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا ہے شعر سب عیب کہا تو ذمی وساوٓکا
کچھ ہنر اور فواید کا بھی مذکور تو کر جو کچھ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکھا جاتا ہے مخفی نہ رہے کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی بسبب ملاحظہ احوال نمکحرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دوروئی اور نیرنگی عموم مشاہیر اس ملک کے زیادہ تر تھی اور اعتدال اور قتل اور قید مین نہایت بیباکی کرتا تھا لیکن
معاملات ملکی کے خبررسی اور انفصال قضایا اور عطایے تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدردانی علما اور میانہ روی بخل وسخا مین
نادرہ وقت تھا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا پر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تھے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کرکے خود متوجہ فیصلہ اور کشف دقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نتھی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمینداران مقتدر کوتہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تھے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ وثیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری و دستخطی ملی اور سزاول
ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق والا فقط ایک بات اس شخص کے لوازم نادرات سے تھی کہ ایام تعزیہ داری
اکثر امام باڑہ سراج الدولہ کو زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکھون کے تھے اونکو ٹکڑے ٹکڑے کرا کر واسطے
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زاہد حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع ہیئۃ زوایہ کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم کے فرزند کو جو مبلغ کلی تھا اپنے گھر سے ادا کرکے
تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کردی اور جب شیخ اوسکو دیکھنے کو جاتا مسند علیحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹھاتا اور استقبال
و مشایعت بجالاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تھا
اور ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبھی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نتھی بندہ کو جب ایک مدت خلوت مین بمقام عظیم آباد گذری ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتی بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کرتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کرسکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاؤ شاید کہ کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مسٹر السن نے تمسے کہا حمایت نہین کرسکتے ہین اور بنا بر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے
کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہر سہ صوبہ مین جملہ شرایط و عہود انگلشیہ سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور باز پرس نکرے بندہ نے جب دیکھا کہ سچ کہتا ہے

بہر صورت ہوتا ہیر جاکر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف وکرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر دوسرے روز نا آشنا محض ہوگیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشہ لاحق ہوئی بضرورت عمل کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کرکے سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خدا تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب فرماے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جاکر بندہ بیٹھا اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بٹھا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرز پر روز میرے برابر بیٹھا کرو اور کیون آجتک اپنا حال مجھسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے خوشخاطر جوابدیا کہ عالم الغیب نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے بندہ نے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہورہا ہے اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی بار یاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور ابتدا ہی نوکری سے لغایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوا دی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے مجھکو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چھوٹے بہائی کو ہفتہ میں ایکبار سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکمدیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نددیا بدین سبب کہ چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا راز دار جانتا تہا بہر صورت باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنابر تقارب الملک شیہ کے اوسکے ساتھہ بسر اوقات نہایت تنگی مین گئی اور بکمال بیم وہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو شوہر ہیبت جنگ کے عہد مین بنابر اصلاح سید علیخان میرے چھوٹے بہائی ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور منظور پہتا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین حسب تجویز گرگین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہوکر بنابر اخفال زر اندوختہ باپ کے قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقرباے میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ دار ٹہٹہ صوبہ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین بہیجاگیا

ہونگیر مین ٹہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا اوار قلی بیگ داروغہ توپخانہ جلسی مہابت جنگ مغفور باتفاق دیگر روسای ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن حقیقاتی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک نیپال اور تنبیہ زمینداران ملک اور تخریب قلعہ کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور چنتا مین داس اور شیخ عبد اللہ

چون کہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بھی خطاب اشرف طلب کیا اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے تشریف خاص الخاص ہجری مین بہیجا اور اس خطاب نے رواج پکڑا اسی تخص سے تئین نواب عالیجاہ کے نام سے پکارتا تہا اسی درمیان مین بسبب تقدیر شیخ عبد اللہ خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بہتیجے برکت علی و فرحت علی جو روسای سپاہ اور نمک پرورد حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کر کے متفق ہوے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور عملہ اور ارکان دولت پر ظاہر ہے فدوی نے بپاس نمک عرض حال کر دیا آیندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپکی ذات مین نتہی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی حاضری کا تہا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تہا جہت سمجھ گیا اور اقرار کیا کہ ہوا ہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لیے باہم عہد و پیمان کیا ہے برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خدا داد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تہا کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹہہ سے ہے اب اور بہی توہم ہوا کہ جگت سیٹہہ کی تحریک سے اپنے دشمنی بلباس دوستی مین مجہسے کی ہے پہر بہی فوج کی تدبیرین ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تہا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازی سے کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نام ہی پٹہان کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کہینچ لیتا تہا شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تہا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تہا ایک گہوڑا بقیمت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط دستور استدعای مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تہا اور خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض ہو گیا تہا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان نے عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی حویلی مین ایک منزل گہر مین تہا عبد الرسول خان کے لڑکے عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تہا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ نہایت جنگ کا مقدور نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے مع زن و بچہ کے تمام خاندان تلف ہو جاویگا وہ
ناچار ہو کر جرأت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلو خانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبد النبی خان زہر کہا کر مر گیا اور اونہین دنون مین چنتامن داس نویسندہ جو پیشتر بجرم ہوشیاری عالیجاہ کے
مورد مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تہا اوسکے خطوط جو بنام انگریزیداران فراری کے لکہے تہے
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہو کر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تہا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کر و فر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تہا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست نیم گہڑی کی اوٹہکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پہر بٹہلایا ناچار بندہ
بیٹہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہو گئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور یساولان قلعہ بہی ایستادہ رہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کر کے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ تینے مکرر تجہے
منع کیا تہا باز نہ آیا اگر اوس صورت سے سرکار نہین تو یہ گہوڑا اتنی ہزار روپیہ کا ڈیڑہ سو روپیہ کی نوکری کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا رد و قدح کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن کے
خدمتگار کو کیون اپنے مکانمین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچہہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کرو بعدہ چنتامن کو حکم دیا
کہ ہاتہی کے پیرین باندہکر گہسٹواوین تا کہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اسپر فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط سے موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہر چند اوسنے بہت کچہہ کہا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوئے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسپ رسالہ بہ منصب طمطراق ملا ہے اور گرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ کفش فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان کے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
گرگین خان کے سمجہا یا تہا مطمئن خاطر ہو کر جواب دیا کہ حضور جو کچہہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچہہ بجز حضور کی غلامی کے اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جاوے سزا دیجیے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جواب دیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تہا طلب کر کے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور در صورت اقرار کے خود مترصد پاداش ہوجیے کیونکہ اگر جہوٹہ ہے
گویا آپنے میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل کے روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہو چکا ہے اور میر اسپ کوئی محرم راز ہے اسے گواہی نہ لانا عار تہا بہ تقدیر اگر در انہا دیکہا کہ

خاموش ہوگیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمارا اور دن بہی دوپہر کے
قریب آیا اور اوسوقت جلد درباری پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست تھے کہ یا حضرتا
میری طلبی کا کون سبب ہے کیا مجہہ پہی کسی نے تہمت لگائی ہے تا آنکہ خود اوٹہا اور رفیقی بسبقت کرکے
در خلوت سرا پیر سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجہا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اوسے
تحقیق بدنامی سے جو کہ نمکفروشی مین تہا حال مسٹر ہکویر کے ہوتی تہی اور ہکویر کا قصور اوسمین کچہہ نہ تہا
بندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات
مدعا ہفتہ مین واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کرکے پورنیہ مین بہیجا کہ آخرکار بروقت جنگ انگلشیونکے
بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسٹرٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد مین اور آغاز فساد درمیان انگلشیہ اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

بحسب فرمان مہربان تقدیر مسٹر ہنری ونسٹرٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ
اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا پس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسم بازار اور مرشد آباد
اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوئے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولے ۱۱۷۶ ہجری کو وارد مونگیر ہوا
عالیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو در کہنتک جو تین کوس تہا استقبال کرکے بکمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا
اور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور خیمہ ہاے عالی نصب
کروائے اور گرگین خان وغیرہ جملہ خانسامانی کو واسطے مہمانی اور سر انجام فرمائشات کے مامور کرکے
خود مرخص ہوکر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکہنے کو قلعہ مین آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ
عماری تک استقبال کرکے اپنے مسند پر لیجا لا بٹہایا اور نذر وغیرہ لائقہ قرینہ پیشکش کین تیسرے روز عالیجاہ
اوسکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ
کے مکان مین آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص و سرود دیکہکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر نادر تحفہ
عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے ایکروز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام
گرگین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوے تہے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا
کہ جو فوج آپکی آراستہ اور ترتیب دی ہے بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے لیے ہے
مگر خوب خیال رکہیے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلشیہ کے مقابلہ کا ارادہ نکیجیے گا کہ عہدہ برائی نہوگی
اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظر مین سہاب اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑتا اور غالب ہونا چاہتے ہین ظاہر اور قاعدہ
جینے قیام مین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدئیے ہین اوس ہی تجاویز کرینگے تا کہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکے اتفاق سے
آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پٹنہ کو روانہ ہوا اور یہ بیت پڑہی سے نہ پہنچے کہ نمت شہرو
بہانہ مگیر جو ہر استخارہ صحیح شفیق بگو بدیت بیند ہیر ہا اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ تجارت نام انگلش کے اکثر
سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بہی حکم لینے محصول کا دیجیے اگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابہی
عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے بسبب حکم کمپنی تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہو گیا عالیجاہ اوسکے
وعدہ سے مطمئن ہو کر وصول محصول کا عازم ہوا اور تہوڑے عرصہ کے بعد عمال کو لکہہ بہیجا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہوگا تم لوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم
کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کہل گیا بلکہ
بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بہی جیسا کہ مسٹر پاٹسن اس عمال سے بیتاب ہو کر
بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو موجب کی تہی قید کرلیا تا کہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے
سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر
نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا
اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی
حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بے نیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی تہا
فتح کے گہمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشاعرہ اور نشاہی اور فرانسیسی باورچی لوگونکو
جو اودہر آمدورفت رکہتے تہے بہم پہونچا کر اکثر وں سے جو ہوشیار تہے اپنا یار بنایا اور راہ کے تفحص و جستجو در پے ہوئی
کوہی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگامہ پردازی مخمر تہی متعہد رہنمائی ہو کر
تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکا باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے
بلاد نیپال کی فتح سہل و آسان سمجہکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہوں نے
باہم متفق ہو کر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بہی ہمراہ لینا چاہیے تا کہ اگر فتح ہوئی لوگو

ورنہ اس جماعت کو بھی موقع شماتت نملے در صورت تنہائی ہر ایک بکرو یہ فقط جماعت حضور پر عاید ہوگا واقعی یہ صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی القصہ چونکہ نیپال فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے بیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ بتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل اودہر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چارون طرف سے تیر
و بندوق کی مار و مار سے اکثرون کو نیست و نابود کر دیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بجز اسکی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے نا امید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹہرنے کی تاب تھی نہ معاودت کی راہ دریاے تفکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا اصلاح یہ ٹہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی گروہ اپنی حماقت قدیم اور خجالت جدید سے معاودت نکرتا تھا عالیجاہ نے چاہا کہ کسی کو بھیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نآیا لہذا انہی کو
حکم دیا اور فرمائی وہ جریدہ عازم ہوا راستہ مین جو دیکھا کہ اکثر لوگ لشکری مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریبان چاک آتے ہین منہ پھیر دیا انکو
ٹہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹہرو مقام فقط نہین ہے اسطرح کے جانے مین
تمہاری بے آبروئی اور سردار کی شرمندگی ہے چونکہ خان مذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تھا لہذا فرمان پذیر
فرمانبری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فورا الطبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعت انگلشیہ نے بنا بر اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عمال عالیجاہ کو قید
کر لیے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عامل جہانگیر نگری قید ہوکر کلکتہ بھیجا گیا اور اسیطرح مسٹر الیس نے عمال
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کر دیا عالیجاہ اس خبر سے ازحد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشیہ گماشتون کو
قید کرلانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشیہ گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر الیس مدار المہام کوٹہی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکھتا تھا راجہ نوبت رائے کو لائق نیابت عظیم آباد دیکے بعد ازان سید محمد خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بہانگی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشیہ کے پل باندھکر عبور کیا
اور مسٹر السن سے ملاقات نکرکے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدی خان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چھوڑا اور راجہ نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضہ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بہائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علی خان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو نگر سفر مین کیون
تصدیع اوٹھاتے ہو بہتر ہیکہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ اب شاید منازعت انگلشیہ سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشیہ کے چندان اعتماد نہین رکھتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا ہو پس ضرور ہوا کہ حاضر ہوکر
امر کو خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گہوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتہی کشتی
کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونہون نے بہی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تھا بیان کیا لیکن فی الحقیقت مافی الضمیر عالیجاہ کا نسمجہے اس حکم کو فرط انجاب سمجہے لیکن بندہ اندیشہ مند ہوا
تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چہہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بہیجا
کہ اگر مجہے انگلشیہ سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے مرزا سے مذکور کو بندہ سے
راہ و رسم اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکہتا تہا او سنے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو بخوبی سمجہا دو کہ میرے
ہمراہ ہو اپنا سے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بہائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جواب دیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچھہ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بہی کسی کے روبرو زبان پر نلانا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشیہ کا
جاسوس سمجہتا ہے لہذا اندلو نہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہو اسید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا
نہین کرتا اگر تنہا آپکو رخصت کرتا راز برملا ہو جاتا اس سے غالب علیخان کو بہی آپکا مقرر یہ کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکہتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسکیں ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
مرزا نے جواب دیا انکو اپنی کاربراری کیواسطے چونکہ انگلشیہ سے ربط و ضبط زیادہ رکہتے ہو رکہتا ہے اور نیز تمکو
بطور یرغمال تمہاری والد اور بہائیون کے رکہا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس مین تنہا اور بیکس رہگیا
اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجہا دیئے اور اخفائے راز کو کہکر بحفظ خدا رخصت کیا اور خود تنہا
مونگیر مین بیمار پڑا تہا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر جویدار بہیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا روز بمرہ

اپنی سرکار سے بہوانا تھا تا آنکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو دونہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب یہی برا کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی تاکہ بآرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی پر عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ دربانہ اپنے ذہن میں لیوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھہ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہوٹہہ کی بہی لاچار ہو کر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے اوجہ تباین مزاج کے کچھہ بہی ربط و اتحاد نتہا سید علیخان اللہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تہی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکہتا تھا

ذکر ہے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایمائے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سے اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر مذکور سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر امیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک میں ملگئی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو لکہ بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضائے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکے اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور دربارہ اوسکے تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور درصورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوینگے غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار سپاہیانہ
اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہیے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئے ہین جوان بیچارونسے ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا العاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتے رہا کرکے بہیجدین ہم بہی اونکے گماشتون کو پہونچادین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہوکر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہم لوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بہیجتے ہین تاکہ جو کچھ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگرچہ ہمارا کہنا قبول ہوتا ورنہ ہرگز آشتی نہوسکیگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکہکر مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی راے کے برخلاف حکم نہین دیسکتا تھا
لہذا لاچار ہوکر اونکا حکم قبول کیا اور مسٹر امیٹ اور مسٹر ہی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان کے سوار مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بہیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے بنجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہرگز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمسے برخلاف ہین کلکتہ مین جمع ہوکر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
غرض کوتاہ مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے بہم سفارت آتا ہے جو بات کہی گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
نگہ پاسخاطر مسٹر امیٹ کے منظور کیجے اور اونکو خوشنود رخصت کرنا تاکہ کچھ فساد نہ برپا ہو خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو میری تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چھ مہینے مین برطرف ہوجاینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد علیہ تھا بلاکر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کینہ اور مردک مغرور عقل سے دور تھا
کہا کہ ہرگز اسکے مضمون پر تعمیل نکیجیے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرات دکہلائیے گا روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا ہمخیال تابع فرمان تھا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کیونکہ ہماری پاس بہی جم غفیر ہے

نسبی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ ہتھے سے ہم ہوا اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ بہادر بدخواہ ہو گیا اور جو بیہودہ تباہی
مخلص لغو اور پوچ

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ مین سپاہ برخلاف کونسلیہ جمع ہین اور نیز سامان فساد انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکے بھائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجھا بدین وجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دونون سے اور جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جھگڑا اندر ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجھا بلکہ خیال کیا کہ ایسا نہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کو زرہ کلانی تبریزی حاکم بیربھوم کو جو کہ دولتخواہ نیکو و تنہا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کر لیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مالکار ارمنی جو ایک بازو گرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بھائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن جو نوبہ اور ان مذکور کے نسبت ظاہر ہین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم خالی جا کر جگت سیٹھ کا گھر گھیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بدلجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بھائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار ارمنی بھی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپ چند کے اوسکے ہمراہ ہولیا شرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بنا کر لیوے فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کر رکھے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف وہ نجانے پاوے اونہون نے چار ناچار جائے معہودہ پر حویلی کی بنا ڈالی اور بہ تقدیر روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند کے نواسے ہین اور دونون بھائی تھے اور لڑکے فتح چند کے عین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئے اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوس وقت مین ایسی دولت رکھتے تھے کہ کسی مہاجن دکہن اور ہند کو اوسے مجال برابری کی نتھی اور تمام مہاجن گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتھا سب سے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول ہونے جنگ کے لوٹکر غارت کی کہتے ہین کہ دو کروڑ روپیہ فقط ارکاٹی
نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر بھی نسمجھا اور بعد اسکے ہنڈوی کروڑ روپیہ کا تھا جو ورتی تھی
سیٹھنے بمجرد ملاحظہ پا چپہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلا تعمیل قال ادا کردئے خلاصہ یہ ہے کہ انکے پاس دولت
اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزاروں گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہو گئی اور اتنا
کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تھا
اونکی اولاد کو نہ رہا اسی ضمن مین آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور بار اجانا اوسکا ہر وقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات مختلفہ بیچ ان اوراقونکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا
کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی
بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنابر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونوں مسٹر مذکور کے آشنا ہو دیرینہ
اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاؤ اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
اور بیش نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کر دیئے اور دونون
جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگارونکا پہنکر ایک سایہ وار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر
میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہونا
تا کہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آوے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک
استادہ رہین اور جو گفتگو مین گذرین لکھکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ
اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پرشاد مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ
ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کر دی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم
و احتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اوسکا مذکور نکرتا منزل منزل مقام بمقام پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت
اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکھنہ بھیجتے ایکدن
بندہ مورخ ہذا نے بنابر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے باواز بلند کہا کہ سبب ہزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے
خیر خواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر اسیٹ نے بھی باواز بلند جواب دیا کہ صاحب ہندوستانیونکا
یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین
اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہین تا کہ خود
جو کچھ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہین دوسرے کے توسل کی کچھ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون سے رد وقدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرف سے بدگمان ہوکر مجبور اصرار نہو جسروز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بھی لکھی اور ہرکارون نے بھی عرض کی بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام بمضمون طلب صادر ہوا اوسمین لکھا تھا کہ جبکہ مسٹر اسمیث آپنے حال دل نہین بتلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر اسمیث کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

ملاقات مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خان سے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہا سے طلب پلتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آیا اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے مکدر ملول ہوئے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ خدایگانی نے آپکو مع خانذکور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکھا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بھی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تھا ویسا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا کہ آگے آپ جو کچھ معلوم ہے گرگین خان سے کہئے خانذکور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بھی اوسکا مرکوز دلی معلوم نہوگا بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا جواب دو اول یہ کہ مسٹر اسمیث کا کیا ارادہ ہے اور خود یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے ارادہ دغا رکھتا ہے یا دغا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکاری کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے یہ کہ کچھ ارادہ دوستی رکھتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکے منہ کو دیکھکر کہا کہ بندہ انہین پہلے سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے کرڈالے مگر باقی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا لیکن جسوقت کہ ایسا ہے کہ بندہ مورخ اوسکے مکنون دلی پر آگاہ ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بھی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے اندیشہ دغا رکھتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل مین نہ لائے اور جو مسئلہ

ہرکارگی کے بارہ مین استفسار کرنے ہو ظاہر ہے کہ جو قلعہ مین آویگا القدر شعور و لیاقت کے اوسکے کم و کیف پر
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر اسمیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب و سوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استمزاج کرو گے دوستی رہیگی درصورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بدول تھا زیادہ تر
بد ہوگیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشائے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوئے ہین اخر اپنے گہر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بہائی میر لو علیخان اور راجہ نوبت رائے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بہیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۴ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکا فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوئے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرف سے مراسم مدارات کے تعمیل ہوئے دوسرے روز مسٹر اسمیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ہلکٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آئے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسند سے
بطور استقبال بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچہائی گئین تہین بیٹہایا اور خود بہی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر اسمیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بروقت برخاست کے بہی
لب فرش تک مشایعت کی پہر بکرر آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آئے بعدہ گلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن ہر مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تہی اور اونکے آنیکے وقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر اسمیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجہے گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر ہلکٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنابر ہوا خوری اور سیر و شکار کے سوار ہوکر خیمہ سے برآمد ہوئے کچہہ دور گئے تہے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چار و نطرف آکر گہیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہوکر بنابر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہوکر بندوقکے
فتیلہ روشن کرکے فراہم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ
کرتا تہا اور وہ سب بعد تامل سخن مناسب عرض کرتے تہے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بھی بعض سخن کو سمجھتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کرگین خان آتا پہر ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذکور کے بیان کا اسکے
اعادہ کرتا وہ بد عقل اولٹی پٹی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہو جاتی اور صبح کو پہر اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہو کر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہم لوگون کے کلام مشورت ہر چند پسند
حضور بہی ہون لبسبب ایمائے کرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچہہ ضرور نہین آخر جو کچہہ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ کرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر اسیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہیئے اگر منشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچہہ ربط نہین اور اگر حسب صلاح کرگین خان
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیری مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہو کر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی محمولہ اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین کرگین خان مزاحم ہوا مسٹر اسیٹ نے
ملکر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضائقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نہیر پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہیئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جا کر پوچہنا چاہیئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہو کر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح ہووے اونہون نے جا کر معاہدہ کرگین خان سے آشفتہ ہو کر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد سپاہی ہین ہمین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہو کر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور ظاہر ہے کہ بدون تمہاری صلاح کے کوئی امر نہیں کرتے ہیں پس جو لپٹ آقا کے حق میں بہتر جانتے ہو
بیان نہیں کرتے گرگین خان نے علی ابراہیم کی طرف رخ کرکے کہا کہ جواب سے دونوں ہاتھوں کو لپیٹے ایک دوسرے کے
مقابل کرکے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشیہ اس قسم سے برابر ہیں پھر ایک ہاتھ کی انگلیاں بلند کرکے دوسرے ہاتھ
کی انگلیاں جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر ایمیٹ کی اطاعت نکرین اسطرح برا و پر غالب ہونگے اور اگر اطاعت کرینگے
دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے مانند سرفرو و مغلوب ہونگے آیندہ مختار ہیں دو صورتیں جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین
یہ لوگ وہاں سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو ظاہر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہوئی مسٹر ایمیٹ نے ناچار ہوکر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتہا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر ایمیٹ اور دیگر انگلشیہ جاوین
مگر مسٹر ہے کو بعوض میرزا احمد علی وغیرہ محبوسین کلکتہ کے مونگیر میں نگاہ رکہیں بہ ایں وعدہ کہ جب وہ خلاص ہوکر
آوینگے مسٹر ہے بھی رخصت پاوینگے مسٹر ہے اپنی سعت سے راضی ہوکر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر ایمیٹ
وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر ایمیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر السن کا عظیم آباد میں میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدی خان کا فتح پانا اور مسٹر ایمیٹ کا مرشد آباد میں مارا جانا اور شعلہ فساد کا بہڑک اوٹھنا

جب مسٹر ایمیٹ نے دیکہا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہیں ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر السن کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچہ تم سے ہو سکے اوس میں دریغ نکرنا مسٹر السن
اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تہا اب کہ یہ سمجہا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر ایمیٹ کے کلکتہ میں حکم لڑائی کا صادر ہوگا
چند روز اس انتظار میں کہ مسٹر ایمیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹالے گیا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر ایمیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہو گیا ہوگا امیر مہدی خان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ
بالجزم کیا اور میجر کیرس کو جو سالار فوج انگلشیہ متعینہ عظیم آباد کا تہا چٹہی لکہی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹہی میں
آکر آرام کیجے اور صبح قلعہ پر چڑہائی کرکے فتح کرنا چاہیے کوٹہی میں متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑہنیکو درست کرکے
پہر رات گذرے ڈاکٹر فلرٹن کو جو شہر میں سوداشت شہر میں رہتا تہا چٹہی لکہکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور بحسن واقعہ رزم سے
بیخبر تہا اوٹہکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدی خان محض بے خبر قلعہ عظیم آباد میں
جو دار الامارہ صوبہ مذکور کا تہا استراحت میں مشغول تہا اور افواج متعینہ حراست بہی بنا بر بیخبری اور بد انتظامی کے
جیسا کہ اب اس ملک میں مروج ہے بعض حاضر بگرم خواب اور ناچار اور بعض اپنے مکان میں مصروف عیش و
آرام تہے کوئی بہی ہوشیار نتہا میجر کیرس وغیرہ انگلشیہ مع فوج ہمراہی کے قدم بڑہا کر زینوں کو دیوار حصار پر
اوس رخ کی طرف سے جو لب دریا ہے حویلی میر عبد اللہ اور کوٹہی انگلشیہ کے سے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالا سے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئی
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستے سے جو کہ
مابین دروازۂ مغربی اور قلعۂ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کٹہرہ کو توڑ کے راستہ محلہ دیوان مین ہو کر شتاب
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور رفوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہو سکا مخالفون کے روبرو آئے سر رشتہ گو بیٹہ پر مقابلہ ہوا ادہر سے توپ چہرہ دار اور بندوقچی
شتاب سے آتشبازی شروع کر دی ادہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جب مجروح ہوا اور ان کے ہمراہ کے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازۂ شرقی سے نکلکر ہونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہر کی راہ سے باہر ہو کر چلے سر و پا ور یا چادہو کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا بناتہا محمد خان لوگ چہل ستون کی عمارت مین آیا دروازہ بند کر کے مستعد مدافعہ بیٹہا لال سنگہ بہی اندر
قلعہ پختہ کے دروازہ کو بند کر کے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تہا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور برج شہر کے مستحکم کر لئے دروازہ شرقی سے مغربی تک بغیر
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلش آیا دو پہر
جہانتک تلنگون اور سرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتہ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گئے صاف
کر دیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فتہروہ تک
پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پائداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ شرقی پر یورش کر کے جب تک کہ
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگا دین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میرزا مرخان داروغہ باندار ان اور جعفر خان اور عالم شاہ سے
جو بیشتر بالکار ارہتی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کر لائے تھے بضرب بان اور شتاب تفنگ کے فوج انگلشی کو
متزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے گہبرا کر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کر کے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہمراہ سرداران مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہو کر مضطرب ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جو ہوا اور حصار پر تہے انگلشیون نے
بہاگ کر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے اہر کی رہنما کو فصیل پر قدم جما کر کے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر الس مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کے کوٹہی سے بہی بیتاب ہو کر آخر شب کو فراری ہو کر باقی پورکی

چہاونی مین گیا اسی عرصہ مین نالکار ارمنی چھہ پلٹن اور آٹھہ توپ سے پہونچکر میر مہد نجیان سے شریک ہوا صبح کو مسٹر السن کے فرار سے آگاہ ہو کر سب مجموعہ متوجہ تعاقب ہوئے مسٹر السن نے مطلع ہو کر شتاب بسواری کشتی چہپرا ہو کر دریاے سرجو مین جہپکے اور سیار شجاع الدولہ کے صوبہ کی ہے عازم ہوا رام ندہی فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تھا مگر جرأت کی بہت بڑہائی اور ایکیسر کی طرف سے مسمی سمرو مع فوجکی متحرک ہوا مسٹر السن وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تہین مگر کچھہ نہو سکا رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر موجب غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا استحکام ہوا القصہ اسوقت مہد نجیان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اوڑہون پر آرہی تھی دو پہر رات گذری میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہد نجیان کے غالب آنے اور السن کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زار مین استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد نجانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے اپنے گہر سے جو متصل کوٹہی کے ہے داخل کر دے **القصہ** میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی ربرو نہو سکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی ڈاکٹر فلرٹن نے ہمسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہو گا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہملوگون کو چاہیے کہ حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بہی آشنا ہے ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین **القصہ** بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اور شاید مسٹر امیٹ کو پٹنہ مین بہی حکم صریح لکہہ بہیجا تہا یا اسی حکم عام کا شہرہ جو مرشد آباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع ہمراہیان کے شہسوار بیگ وغیرہ جماعدار ان عالیجاہ نے محصور کیا ہر چند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین بندہ عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون کشتیون سے کچہہ نسنا روز پنجشنبہ ۱۵ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کے نام سے اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر لانا اور مقید آنا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر کی

کٹوہ مین افواج انگلشی سے اور قتل ہونا کمال شجاعتین عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکہا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم خبرداری
اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پہ بہیجکر
مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشی کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد مقابلہ پہ جاے اور فوج متعینہ مرشدآباد مین
پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشدآباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جا پہونچے
اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی
شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایک قطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا
یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہ فعل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ
بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ع بآئین شاہان دو رسم کیان * فرستادگان امین اند از زیان اور یہ بہی لکہا تہا
کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچیگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دیکہیے
خواستہ خداوند حقیقی سے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش بجان ہوکر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو
عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوے اتفاقا اون دنون شمس الدولہ بیمار تہا کہ ایلچی آنکے کونسل کے
نہ ہوتا تہا اور مسٹر ہیسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور
خود بہی عملا کونسل مین تہا کونسل مین پہونچایا تاکہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و
جواب مین معروف ہو جب مسٹر ہیسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا
نہ آنا موجب ملال سمجہا زیادہ رنج پڑا چونکہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے محاربہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے
خود آرائی تک پہنچے لیکن گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہیسٹنگ کے کرا دی مسٹر ہیسٹنگ باوجودیکہ
کمو تحمل تہا مگر مسٹر ایلسن کی گفتگو کی تاب نہ لایا باجود گذشتہ نہت واقع ہوئی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی
لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا لیکن وہ مجلس سے کہا کہ کیا حکم کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اگر کونسلیون نے
جو مسٹر امیٹ اور مسٹر ایلسن سے ہمدم و ہمنفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی
قتل اور متعلق مسٹر ایلسن نے اور بہی نمک افشانی کر رہی تہی شدت غضب سے بے لحاظ ہوکر بولے کہ ہماری
مرضی یہ ہے کہ انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ سے اور کیا پوچہتے ہو شمس الدولہ نے در جواب لکہدیا کہ
مسٹر ایلسن وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشی عالیجاہ کے قیدی ہین جس وقت ادہر سے ہماری فوج
اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان ہی عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے
کہ اول دم و دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرادین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو بگر وتندو بیرغیان کر کی آشفتہ ہوکر
اور درجواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو حصہ اور زیادہ مارڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوسسے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے
رفع بدنامی کے عمدہ دست آویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلا تامل میر جعفر کے پاس جانا چاہیے
اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کرکے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے بالاتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خاندکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی اور بعد گفتگو اور تمہید بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ کے
ارادہ لشکر و جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ
انگلشی رام نرہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہاے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پورہ مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدیخان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کرکے سولداوان
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اسکے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
براہ ترحم چندروز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیرہ سر اور بیخبر و مغرب رو یہ افواج انگلشی سے دور تھے مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کو
شیخ فرحت علی اور گرگین خان کے حوالات مین سپرد کرکے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور بمقتضاے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا ہے شتابہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمان زیادہ ہوجائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جوابدیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضائقہ نہین لیکن یہ کلام طنز آمیز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ جنابعالی سے آشنا ہے
چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل کیجاوے اور اگر
سرکار کا اقتضا [illegible] مجھکو کچھ سروکار نہین اس کلام سے متبسم ہوکر فرحت علی کو روبرو بلا کر کہا کہ ڈاکٹر کو [illegible] سپرد کیا
پیغام [illegible] انہون نے چونکہ بہت دوست تھے مجھکو مطلع کیا اسیطرح [illegible] جگہ اوسکے آدمی کئی ہون کہ تم اپنے
[illegible] آیندہ احتیاط رکھو کہ [illegible] ضرور بات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن
یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد رفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پائے کہ مبادا فتنہ تازہ برپا ہون
بندہ مورخ نے اپنی جانکا خوف کیا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلشی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ہاتھہ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمانبرداری اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلیشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نایب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سرفرو نہوتا تہا اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلند نامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ خانمذکور انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہوکر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اون احمق نے بآرزوی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکے آقا کی برائی سخت تھی نہین سمجہتا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہوکر آگے کو بڑہی تھین عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکھتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہرچند خانمذکور نے اونکو کہلا بہیجا کہ یکجا ہوکر باہم اتفاق کیجیے مگر اونہون نے نمانا بہاگ گئے اوسطرف علحدہ فرودکش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی کٹوہ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بہیجا کہ بعض برق انداز دے نیے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنا بر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شمشیر کہنچا اور جوانان منتخب جو کہ اوسکا تازہ بہم پہونچائے ہوئے تھے اور دس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت وہ بانتی اور پورباتی اور مناسب بانتی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا ورماہیہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھہ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگو نسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گہوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو خنجر شمشیر اور اوسکی سازکے کچھہ کندہ سے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر جزائر انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بہیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہوکر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز کے حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جانسے آگئی وہین پر جا بہگایا اور خود پہونچکر ہائی کوٹ کو محصور کر لیا تا آنکہ وقت شب پلٹن بردوان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین صبح ہوتے سب مجموعی بڑی کروفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھہ پیر ہلائے آخر الامر کثرت

جو انہیون کے مقتول و مجروح ہوتے جماعہ مذکور بیتاب ہوکر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے
خانمذکور نے کشتیان اپنی طرف کہینچ لین انکو اوترنے کی راہ نہ دی تاکہ یہہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دلشکستگی
باقی فوج کے ہوون اور فوج انگلشی غالب ہوکر دو تین کوس وہان سے پیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کو زہ کلانی کا اور جان نثار ہونا بتقدیر آسمانی کے

محمد تقی خان بہادر دوسرے پانچسری روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھ سوار ہوکر میدان کارزار مین بعزم استواری جو اس شیر بیشہ شجاعت کی عمر سبک رفتار تھی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار فرمائی تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرکے ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تیغ و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا ایسا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانمذکور نے تاکید کرکے فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردونکے دل گہٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آسودہ ہوکر القائے وعدہ مین منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلیرانہ اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ بیشتر فوج انگلشی مغلوب ہوتی نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیرون گولی لگی گہوڑا اوس کا عدم پر لوٹ گیا جو اٹھ دوسرے پر سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن حسب ضابطہ انگلشان ناگاہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گہوڑے کو لگی اور اس راہوار نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے گہوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضارا خانمذکور کے پہلو سے سینہ مین گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے دامن فراہم کرکے کندہے پر ڈالا نظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے عین لب ہاتہ مین فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تھا چونکہ دریا مذکور پایاب نہو نے کوئی گہات تجویز کر رہا تھا اوسی وقت مین غنیم نے بیتحاشا ہجوم ہوکر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہٹ گئی اور ایک گولی حسب تقدیر پیشانی محمد تقی خان کو بھی لگی کہ فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھ دنیا کو خیر باد کہی روانہ عرصہ عدم ہوا ایتماندہ لشکر پر شکست آئی ہمراہ سراسیمہ ہوکر پہراپر فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کی تجویز ڈاکٹر کے سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہوکر عازم پیشتر ہوا اسد محمد خان اس خبر سے مضطرب ہوا اور اپنے لشکر کو جمع کرکے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کرکے فراری ہوکر لشکر عالیجاہ کی راہ لی میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا سسرا جو کہ مرشدآباد مین عالیجاہ کی نہایت صحبت سے محروم تھا میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جبٹ پلٹ کر مرشدآباد مین

اوسکی منادی کرائی اور خود فاتح البال بلدہ مذکور کے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا اسقدر خفیف سا متزلزل شہر مین واقع ہوا اگر کچہ لوگون نے تھوڑی سی دست بردی کی تھی میر جعفر خان چھہ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہیجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج کو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کتوہ اور مردوان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشنولی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار تربہت شمالی کا تھا مع شش ہزار سوار اور رسالکار اور بقدر دو سو سارت آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور فوج مذکور کی مدد کو بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آزما ہون اور شیر علیخان فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین ترقی کرکے بخطاب صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کرکے کشتریا سے اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کرکے شیخ حبیب اللہ سے میدان سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیو ن سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مالکار اینی اور سمرو نے مٹرک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان انکے دست راست آٹھہ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا او وہر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہو گی صف آرا ہو کی اور توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم جو بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تہا اپنی فوج لیکر پہلو کیطرف متحرک ہوکر نصف میل یا کچہہ زیادہ راہ طے کرگیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور مالکار ار منہ پر غلبہ کیا اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسیر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان سالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہوکر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑے چھوڑینگے انشا اللہ ہمین بہی پیشتر جانے یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ اللہ اکبر اوس مجمع کرنے گوش زد ہوا اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی نو سو سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے میر ناصر داروغہ نے یورش کرکے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تا نگہ مقابل میر بدر الدینخان کے کمتر ایک پلٹن بہی تھی لیس پا ہوکر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہوجاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک تھا بعض ہمراہی میر مذکور کے مجروح و مقتول میدان میں گرے تیرہ نفر ہمراہ تھے بندوق کی گولی اوسکی
گھوڑے کے لگی اور اوسکے بہائی کا بہی گھوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدم ہوسنے بہی اکثر
کشتہ اور بعض نیمجان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکھکر جرأت ہاری دور سے میر بدر الدین کے
روبرو کھڑے ہوے اور میر بدر الدین کی روبرو ایک سد حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اور اوسکی سمت روبرو بہرائی تہی
بہا لینے نکل نسکتا تھا کہتا تھا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کے
پہونچکر تلنگون پر توپ لادی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلشی کی فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف
اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تھے بسبب نہ پہونچنے مدد کے کچھ نکر سکے
بڑھی وہین تک مقابل غنیم کے دست نگریبان کھڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تھی حسب الحکم میجر اوس کی
اپنے بندوق چھتیالین اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر چندین تاکہ دشمن کو اونسے گذرنا
ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ
جو اوسوقت مین کپتان یا لفٹنٹ تھا کہتا تھا کہ اگر جنگ سوتی مین عالیجاہ کے لوگ ہمکو عبث چندروز
میدان مین مصروف تگ و تاز رکھتے تو ہمارا کام تمام ہوجاتا جب تہوڑی دیر مدد کے انتظار مین گذرا اور بے تنقید ہوئی
پاس کوئی الپ حربہ نتھا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر وار کرین ہر چند اشارہ اور آواز سے پس ماندون کو
طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہو کر کمال افسوس مین تھے کہ اسی
ضمن مین کپتان نے فوج مقابل مالکار اسی اور سمرو مخالفون کی مغلوب و ہزیمت کرکے دو تین کمپنی تلنگہ کی
انکی مدد و پر بہیجی اور اوہر جب یہ دیکھا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا جسارت کرکے حواس درست کیے
میر بدر الدین اس کو دیکھکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بہی اوسکے پیچھے آبروسی
ہاتھ اوٹھایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹہرے رہے اور فوج ہذا انگریزی سے جان نثار ہوئے
اکثر [illegible] سے فرار ہوگئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے بدی ستانے سے
قطع راہ کرکے دریاچہ او وہوا تک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکہا تھا بہاگ کر
اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے یکجا مجتمع ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت
مشوش اور متردد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر رقیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مورخ سے
روبرو بیان کرتا تھا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ مین سے ایک شخص تھا جسکے سر پر زخم تلوار ایسا تھا اس سے

لگا تھا کہ وسط کاسۂ سر مین کا نکر دونون شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو امید شفا نتھی بلکہ مردون مین سمجھا تھا اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بھی زخمیون کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چیتھڑہ سے باندہ دیا تیسرے روز جب مجروحون کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور چاق بدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت مندمل حاجت مرہم نہین البتہ بصارت سے محروم ہوگیا ہے

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال ومتاع اور متعلقون کو قلعہ رہتاس بھیجکر خود عازم جنگ ہوا لمال ہم و یاس سے

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر مین ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رہتاس روانہ کرے بہت سی عورتین جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکا مکانین جمع ہوئی تہین اکثرون کو نہین قابل طلاق سمجہا تھا حکم دیا کہ جدہر چاہین چلی جاوین اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال ومتاع کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کرکے مصحوب میر سلیمان خانساماں اور راجہ نوبت رائے اور بعض معتمد ملازمان کے قلعۂ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تہوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلمین پیدا ہوا لیکن خوف کے مارے کچہہ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام مین نکر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مقام سوتی مین پہنچنے سے مضطر ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ دریاچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا راج محل کے جنوبی پہاڑون سے جاری ہوکر گنگا مین ملا ہے نہایت عمیق اگرچہ اوسکے کنارے صحرائی خار دار ہے اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہین ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چہوڑکر اوسکی آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس خندق کے ایک جھیل بھی پہاڑون سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر تمام پل باندہکر سد مذکور مین بطور قلعہ کے راہ پیچ پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے اودہر عبور کو نہین ہے ہان اگر چاہے گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی درصورت مراجعت کے متعذر ہو لہذا چاہئے نہ کہ کو عالیجاہ نے استحکام و بکریدا فعہ انگلشیہ کو موقع مناسب سمجہا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ سفر مقرر کرکے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدونکا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۲۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت مسعود نکلکر داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج مین سفاکی بدلالت گرگین خان کے طبع تھی اندنون ہوا دیدہ حال قیدیان کرکے اور اونکی طرف سے اندیشناک ہوکر خوالان قتل ہوا ہر چند بیچارہ قیدیون کے نام معلوم نہین مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

کثیر تھا جماعہ عظمای مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبہہ دیوان مہابت جنگ نایب ناظم عظیم آباد مع چند
فرزند و لبند اور رای رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد اللہ
جو پورنیہ مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ناموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندھے سنا
کہ بالو کا بڑا گڈا اوسکے گلو مین لٹکا کر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور
جماعہ انگلشیہ کو نہایت احتیاط سے محبوس رکہا تھا ہر چند گرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھہ اپنی مصلحت سمجھکر
اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے خیال کے کہ رکہتے ہین فرار کا وقت نازک دیکھکر بتالی
کو خرگاہ پہنچی عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے جنیا تک پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ
اور لاحقہ مورچہ اودہوا سے مستعد ہو کر سد راہ انگلشیہ ہوئے اسی جگہ مین جب انگلشیہ کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی
عالیجاہ جو پانے سر وہان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان مین بہی اپنا رفیق ہوئی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین
واسطہ کیا خانہ کور نے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصرف لائق اوسکے لئے معین ہوا اسقدر کہ جنیا نگر مین ٹہرا تھا
جب چند روز اسجگہ گذرے کامگار خان کو گرگین خان نے نالہ اودہوا میانکو کہا کامگار خان نے جوابدیا کہ وہان بہی
احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹہی ہے اگر مین بہی گیا او نہین شریک ہو جاؤنگا بہتر یہ ہے کہ کوئی رئیس دولتمند
اونکی سرداری مین جاوے تاکہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین
طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکہی بندہ جو کچھہ مناسب حال دیکہتا ہے کہتا ہے
گرگین خان نے آزردہ ہو کر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے
جنگ اودہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم موجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتاً فرمائے
خلاصہ یہ کہ کامگار خان قضیئہ نامرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے ارادہ رکہتا ہے کہ اگر نوع دیگر ہو تو بالکل
لشکر کو غارت کرے گرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکہتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
تدبیر آسان ہے بندہ کو منظور ہے کہ کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہوا اتنے علی ابراہیم خان سے
جو سوال جواب گرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس
سلاح کا جانا واسطے لشکر اودہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی سے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز
گرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان
ملتمس ہوا کہ اچہا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب گرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جوابدیا کہ احوال
اودہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا پیر حضور کے پیر مین باندہا ہے
اس دار و گیر مین حضور کو تنہا نہین چہوڑتا بہر صورت گرگین خان نہ گیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

رفع بدنامی اپنے کے بیرہوم جانے پر راضی کیا تاکہ وہ وہان جا کر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشیہ کو پریشان
کرے لیکن بسبب اخراج بالتقدیر پورنیہ ہی قبل اسکے پہونچنے کے اودہوا کا فیصلہ ہو گیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی
اور جھیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین بکثرت ہین کمک تاتاری راہ مسدود ہوئی چنانچہ دلی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اودہوا
کاسگار جان لوگ اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین مل سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریا چنپا پر مقیم تھا نجف خان
جو اقربائے میرزا ابو الحسن ہے اور صفدر جنگ میں اور اوس نجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا تھا
شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے اتفاق سے عاجز ہو کر مع چند رفقا کے نکلکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو
وہدار اکرکے کمک اودہوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بالطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس عرصے مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبہ دار کابل
جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر تک گیا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت
عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پا کر کشتی مختصر کرایہ پر ہمراہ لی
اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کر لیا اور کنارہ دریا گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہ گیا تھا
اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا تا گہان کل وہ مستوفی بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین
محمد بیگ اپنے باپ کے میرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہایا
عالیجاہ کی وحشت سے ڈر کر اپنے مکان مین لیا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار
اوسی کشتی پر سوار ہو کر دریاچہ کو جو قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ
مذکور نہر سونرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اور دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے
نام تبدیل کرکے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ شہرا اودہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ
اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشیہ مخالفان اودہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی
شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسین خان کو پہونچی اسوقت مین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودہوا تھا
پورنیہ جا لے اوسکے ہی دو بہائی چند لوگ سے دار الامارہ کے دروازہ پر خس و خاشاک کی طرح پڑے تھے
اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کی
قریب فرودگاہ تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پا کر سر شب میرزادہ
کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہانکا حاکم اور صولت بنگالہ کے عہد مین اوسکا دادا وتھا یہ دونون
صورت سے مخدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے پاس نوکر اور

ہمراہیون احسان راضی و خوشنود رہے تھے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست و آشنالوں کو جنپر اعتماد و تھا مخفی
بلاکر ہر ایک سے کہا کہ جو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرات او مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہئے
تاکہ صبح بفضل خدا اس ضلع کے سند ایالت پر زیب افزا ہون دوست لوگ چار طرف دوڑے اور یاران معتمد کو فراہم کر کے
حاضر کیا صبح ہوتے اکیسو نفر کم و بیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگہ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت مین پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ جلدی مین حاضر ہوا بمجرد آنے کے اوسے قابو مین لاکر معتمدونکو
سپرد کیا اور خود سوار ہو کر بے خبر دار الامارۃ کے دروازہ پر آیا سپاہی کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
بلوا کر ہاتھ پکڑ کر سیہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذرانتے نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نہ دیکھی
سیہدار جنگ نے دار الامارۃ مین جلوس فرماکر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہو کر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بہیجکر خزانے کی کشتیان طلب کر لین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشی کے حضور مین روانہ کیا بلکہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند اپنی پورنیہ کی اوسکے نام لکھ بھیجی سیہدار جنگ یا وجودیکہ اقدر جری سند آرا ہوا

اور نا او سیاہی نیابت نظامت مظفر جنگ کی بہ ترار اپنے بحال رہا

ذکر جنگ اودھوا اور فتح انگلشی اور عالیجاہ کے شکست پانے کا

عالیجاہ کی فوج بطور استقامت دریا چہ اودھوا پر بمقابلہ انگلشی کے دا سے استحکام مورچے تو پخانہ اور برق انداز و نکا حد سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور بالکا رانی اور ارالیون مع توپ اور بندوق چغتائی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
تنگاسہ باشی اور عالم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر ہیبت علی نجفی اور بعض فوج رسالہ محافظت کے
لیکن گذرہ مخالف دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر زرداری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان
جب وارد ہوا بعض لوگ رفقائے میر مہدی خان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور نیز عالیجاہ کے
ہمراہیون سے منتخب کر کے ہمراہ لئے اور سوچال اودھوا پر جاکر واسطے کوہستان سے راہ بہم پہونچایا ایک جہیل سے
پایاب راہ جو کہ سد پورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کے وہان سے نکلکر عین غفلت مین لشکرگاہ
انگلشیہ مین جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین ہراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہو کر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھا دے ہو کہ بعض فوج انگلشی نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان پہ دست برد
کر کے اپنی جگہ کو لوٹا اور اسیطرح تنگ و تاریک جو بکر رہ گئی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آئے مین
ظاہر ایک سوار اور فرقہ انگلشیونکا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہو کر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

موافق ضابطہ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھہ پڑ جاتا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بتا آیا اور خود جہیل کے کنارے آ کر زبان انگریزی مین فریاد زن ہوا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کر کے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے آواز پہچانی
اسیان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکو ہمراہ
لیجائے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کر لیا منتظر موعود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اوندلونین کرنیل گاڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدہی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جہیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم نہو گا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی مین جاتے ہوئے دامن مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگا کر اوپر چڑہے کوئی نفر آواز پیدا ہوا جاتا کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر
پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ اوپر چڑہ گئے صف آرائی کر کے مشعل
مہتابی روشن کی افواج انگلشیہ جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر کہڑی تہی بمجرد روشن ہونے مشعل معلوم
انتہاب نائرہ جنگ و جدال مین مصروف ہوئی توپ و گولہ کی شلیکیان شروع کردین اوسوقت اس پلٹن نے
مخالفین پر نہایت سخت گولیون کی شلک دیا لیا یہ پہلے فریق مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان کے مقابلہ کی تاب نہ لاکے مجروح اور اکثر مقتول ہوئے اور
بہت سے غافل بیخبری کی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا جیسا حوالہ
لقمہ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تہی اندر آ کر مستعد مستقیم بے لی لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا میل کیا بعض نے شناوری کر کے سلامت نکل گئے بعض غرق گرداب فنا ہوئے سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط شمرو اور مالکا جو پیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم مستری لیئے ادہین ملگان پر وہ کے گھوڑا نہیا دیکر نہایت ذلت سے
سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پیادہ پا
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گہوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان عرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پا کر مع ہرا درد دوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۴
ماہ صفر سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تہی اور چار گہڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تھوڑی سی رات رہے عالیجاہ بے اسکے کہ کسیکا منہ دیکھے مونگیر کو سدھارے اور انھون نے بھی لاچار اپنے آقا کے
پیچھے مونگیر چلے آئے عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تھا ہمراہ لیا اور موجودات
سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور بغرض امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت علی ابراہیم خان بہادر
نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشیہ کے پیشتر جو عرض کی تھی قبول نہوئی اب بھی اگر رہائی دیجاوے
بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکہکر عورات کو سواری بجبرہ باحترام تمام اوسکے پاس بھیجدیجیے
اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ گرگین سے کہنا چاہیے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت گفتگو نہین ہے
اور کچھ متوجہ نہوا اب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بدذات بدنام مرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تھا
مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر ایلس اور مسٹر چی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو
ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رد و بدل ہوا اکثر لوگ کی
پابدلیتہ عبور پل کے جو کشتی کا بنا تھا اور بغیر رکے رستے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا از راہ پلنش روی تھا بندہ
یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر تیظارمی اور میرزا باقر اور میرزا عبداللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل ہی سے
عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تھا
جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان روباہ نشان کا اجل کی پھندے مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھ اور اوسکے بہائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا بموجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکہتا تھا اور اپنے کو جماعہ انگلشیہ کا مقلد جانتا تھا چاہتا تھا کہ انکے طرز سے اور
اطمینان مین یکسان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تھا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یہ لوازمون بہم
پہنچانے و دست قدرت پایا ہے اور صفوا لوا موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کے ہوا ہی مقصد یہان محقق اور
مقلد میں بہت سی فرق ہین بیچارہ ارمنی جسکا باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت پر بہولا تھا کیونکر ممکن تھا
کہ غیر قوم کے اداب کا تقلید کر سکے یہ وہی مثل ہے سے لگا کوا جو چلنے ہنس کی چال ۞ تو بہولا اپنی بہی وہ چال بچال ۞
القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جاکر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے
پیچھے اپنے خیمہ مین تھا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تھے اپنی تنخواہ مین کچھ طلب کیا اوسنے
تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پہلا خیال
دماغ مین موجود تھا بولا اوٹھے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود
قید ہون دو تین ہاتھہ ابر گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرگی

خبر مشتہر ہوئی مالکارا رمی نے قاتلون کو گولی کے فدسے دور یا کر دو تین توپ چہرہ دار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی سمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بہی [illegible] بالیس
فیل سوار ہوکر میدان کا رستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بہی لشکر مین اوسکا اثر گیا
مردم لشکر مخصوص متفرقی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل رہواسے عبور کرین
اور ایکدوسرے پیچھے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگون کے ساتھ آکر خیمہ زن تھے ان
تازہ واردون کو دیکہکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا اژدحام ہوگیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گہبراکر مفرورون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بہیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بہی مضطرب کردیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتہی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کرسکتا تھا بس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہین ہر ایرعام کا اژدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور صراط آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا ہر وقت عبور فیل وارابہ کے
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آتے لوگون کے کانمین پہونچتی تہی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ ایک یا کسقدر رہنا چاہیئے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شتاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بہیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کہڑے ہوکر منتظر رہو جب کہ پہلے لشکر کے سوا فوج عبور کرین کچہہ دور مشایعت کرکے اوسسے دریافت کرو کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوف مع دو سوار کے پہنچی آلی چند قدم ہمراہ جاکر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لیے جاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمئن ہوکے ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بہی آیا اور اوسی مقام خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹہہ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغمین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کرکے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے کہ وہ بیچارہ کسی فرقہ مختلف
عیسوی مین سے تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
ہر اور مہابت جنگ جہان قید ہی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچارون نے دست و پا کو [illegible]
بندوق یا لاک کیا کہنے مین آیا کہ اس ہنگامہ وقت مین بہی انگریزیون نے مستقل مزاجی رکہی اور سنگ و خشت سے جو ہاتھ آیا [illegible]

لڑکر جان بحق ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان بندوق
جنکا باقی اور توسد ان کے ہوسے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دستیاب حافظون سے لڑکر نکل جاتے ورنہ بابرو انگریزون کو
ہلاک کر جان دیتے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ اور امرا کا معالج ہوتا تہا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تہوڑی
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹہراکر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اونہون نے کہا کہ خیر جائیے مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آبیٹہا تہوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تہوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسنے
چند روپیہ نذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کرکے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹہو وہ میرے پاس بیٹہ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلشی کو بیمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور بروقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے کمال دلیری جوابدیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجہے بہی قتل کیجئے مگر اتہام بُرا ہے اگر ثابت ہو آپ بہی اپنے قتل کو
راضی ہون عقیدتمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تہی خانمذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجئے ڈاکٹر نے ہمراہی اختیار کی
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تھا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ کو کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سراپردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے سنکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلشی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجہے نہین چہوڑتی اور کاشکے اگر پیشتر نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ نا امید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجئے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنا شہر مین
مسلم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کردے اور ہر چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی
کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت کے
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہا لئے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح پر

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے غرب علیخان نامرد قلعدار دو ہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچہ ہاتھ لگے
قلعہ انگلشیون کے سپرد کر دے اگرچہ انہیون کو اس رفعت سے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ انتزاع
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب اور بہی متصل آئے عالیجاہ
پہلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور بندی لبریز دشمن کا عبور شہر مین بعذر تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بہیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نرائن کے عہد عزل سے مورد عتاب سمجھا
مشمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بہی واگذاشت کی اور کچہ نقد بہی بطور مساعدہ کے لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اچہی روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین آکر چاہتا تھا کہ گرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستمر بندہ مہر حرب وجدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوسسے مدارا کرتے تھے شاید کہ فرصت دیکہکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکہنا مناسب نہین عالیجاہ نے کہا ہم تو تمہاری علی ابراہیم خان سے
کہا دیتا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانہ کو رسنے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بر وقت
اوخال ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹہا لئے تہے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بہی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجہا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹہینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جماعہ دارون سے جبراً لکہوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چہوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر کلا پہر مبدکو بہ کا
علی ابراہیم خان سے دریافت کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلالئے
تہے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے تئین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تاکہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹھی مین جاکر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچا لی اور اوسکے ملاحون کو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میر راحت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر بلکہ کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکہی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک اودہر کے لوگ کشتیون کے لنگر اوٹہاوین

اور اوسکے نزدیک پہونچین تو اکثر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی
اپنے جانب آتے دیکھی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر
سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا اگرچہ موقع کاوش نتہا ۞۞۞

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ و وزیر سے رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر آکر حویلی مین جو پسند میرزا خلیل کے نام سے
معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل و خشت سے بنی ہوئی
کہنہ تھی منہدم کردی اول صبح تھی کہ توپ اور قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کرکے داخل شہر ہوئی
میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی
مدد پر مقرر تھے اول شام ترویکے شہر جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے واعدہ عبور رکہتے تھے کہ یکایک انگلشی
تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر
وہ لوگ کہ پاس ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور
قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب و جلد ہوئے اور بعض نے
کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا
اور جوتا پگڑی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر انکلیا نے کا
صلاح کار ہوا اور قصبہ بکرم سے محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن و فرزند و مال کے سبب خبر لشکر سے جدا ہوا
اور ہزار خرابی گذاروں سے جان بچا کر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی
جو حسب ضابطہ ہر دور ایان زمانہ کے نوکر تہا کہا کرتا تہا کہ مجہا لوگ عالم رفاقت مین جیتین اور نشان کرتے ہین
لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے کدر تہا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر
اول سے مراد دیگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو
پایاب عبور کرکے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اہل و مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ
رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانسامان معتمد علیہ نے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع
اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ میر میرزا نجف خان کو بالا اودہر سے
کوہستان کا راہگیر ہوا تہا لکہا سکین سے لاکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا اسیوقت شورہ اختلاف
رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورود سے آگاہ تہا اوسکے پاس
جانیکو راضی نتہا کہتا تہا کہ اودہر جانے سے بہتر یہ ہے کہ خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین رہین

اور مجھہ مامور جنگ انگلشی کیجیے تا کہ فوج منتخب کرکے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
نہ دون تا کہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوای رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہو جئے اور دکہنیونکی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آگئے اور میر سلیمان نے بہی اپنی غرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تھا ہنوز کوئی نتیجہ نہوئی تہی کہ عرضی احمد قریشی کی بدین مضمون کہ فرقہ انگلشی محب علی پور تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی مضمون مین دوسری عرضی
خانہ کور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد براہ گنگ سے بہیجنا چاہی تا کہ زمینہ مین پہونچکر سد راہ لشکر ہو
اور ادہر اپنے محالات کے زمینداران کو اشارہ کر دیا کہ اوسکے لشکر کے اسباب لیس باندہ وغیرہ پر متصرف ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی ادہر لشکر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچادین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تھا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تھا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے از راہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سے گران تہا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے باوجود کسی پاس آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام ساتوت مینا دریاے درگاوتی کے کنارہ
گیا خزانہ مین جو لوگ تنخواہ پاتے تہے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ پانے تنخواہ کے مستعد ہوئے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا پس طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہوا اور سخت دروازہ تک
[illegible] کہنے لگا کہ ظاہر مین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حرامون نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے صبح کو ڈیڑہ لاکہ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریاے کرمناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قرآن کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کو باعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہر دم تہا اور اس سبب سے خواب وخور بالکل فراموش
ہو چکے تہے [illegible] اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرمناسہ سے کوچ کرکے [illegible] جو داخل [illegible] شجاع الدولہ تہا [illegible]

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان متوقف ہوکر میر سلیمان خانساماں کو شجاع الدولہ کی پاس بھیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ دوستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے مشرف پابوس ہوا اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکان مین رہا اور تا چند روز کے بعد لشکر مین بھی آمد و رفت کرنا شروع کیا گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بھی جاتا تھا ایک روز بعضوں کی رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور بھائی انگلشیون کے ساتھہ خوش و خرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین اونہین کے پاس چلے جاوین بندہ نے بد دل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور انگلشیون کے ساتھہ وفاق پوشیدہ و پنہان اور براہ ظاہر و باطن مراسلات اور جاسوسی کے نہین رکھتے اور میرا پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر بلکہ بندہ کا بھی کوئی مانع تھا بآرام تمام اور بلا خرچ اپنے باپ کے پاس جا سکتا تھا مگر نجابت اور اخلاص نے نہ چھوڑا کہ ایسی زشت حرکت کرون لیکن آمد و رفت دربار بند کرکے شیخ ممدوح مذکور کی خدمت مین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھہ اور چورالینا بعض کیسہ جواہرات کا اوس لعین

اکثر نقود اور جواہر گران بہا کی تہیلیون پر جو سفید کرپاس کی تہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے صندوقون مین رکھکر لیجاتے تھے میر سلیمان خانساماں ہر وقت لیجانے اور پاس رکھنے کے مع بیگم عالیجاہ کے اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختار تھا شہرت ہوئی کہ ہر وقت لانے اسباب کے قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکہو کہا کا چورالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ اور محاسبہ کی فرصت نہ تھی اس سبب سے مخل مواخذہ کی بھی نہ تھی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکہنا تھا اور میر مذکور اون دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریان افسردہ و پریشان ظاہر ہوتا تھا کہ آنکہ کیونکر اس آنکہ سے یہ حالت دیکہون لگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دلجوئی کو آیا تھا اوسکے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان جاکر راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابراہیم سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تھا سے دیگر سلسلہ اور ارکان دولت سے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تھا رابطہ پیدا کیا اور بہہ ایک سکہ مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بھی مع رقائم وزیر کے جو نہایت ملاطفت اور استمالت مین تحریر تھے

ہو گیا تھا اور میرزا نجف خان کو تبدیل کرنا ہوئے سلامت کو تبدیل کیا اور ان سے لوگوں سے اپنی قوت کم
اسکے اپنا رفیق بنا لیا عالیجاہ نے لیکن آئے میر سلیمان اور میرزا اپنی دلجوئی سے اور رفاقت کر لی لوگوں کو [illegible]
ہر طرف لوگوں سے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے کہ رفاقت کرنے کے ارادے میں اعانت کی کیونکہ
بنا بر خوشنودی میرزا نجف خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کہ ہم نام ہمارا اور میرزا یوسف خان کا
لوگوں وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دستیاب ہوا اور وقت کاملی تمام دور از حزم تدبر تھا اور جو دوسرے شیخ زین کی
مصلحت و ہمت سے بہادر نامی درد دل کو عالی سے مخصوص امرا اور بعضے اعیان نہایت ہر طرف وزیر اور بادشاہ
بہی عالیجاہ سے جو تھے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور جنرل انگلشیون سے بہی معاملہ ہو گیا تھا
چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت میں رہکر نان
دولت عالیجاہ کے لیے لگیا اور اب بہی راجہ مذکور کے رفقا میں تھا اور بینی بہادر بنا بر جوع میرزا شمس الدین
جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام میں اور نیز اپنے شعور سے جو اس کا ل اندیشی میں
رکہتا تھا اور اسی سبب سے ہر منزل حصول مراد عالیجاہ اور بموجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان
کا تھا واسطے انفصال بتمام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا جو دونوں طرف سے اپنی اپنی
حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر
عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدول ورنجیدہ آیا اوسے بنا بر رفاقت راو مذکور
مدد کیا تھا طلب کیا اور بہور دلطف فرمایا اور اونہیں دونوں میں والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے
میر جعفر خان کے لشکر میں بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے ارادے
انقلاب کیا تھا میر جعفر خان چندان مسرور نہ ہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسے اور
آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشیہ کی ایالہ کرنیکو

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر الہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بہی حسب الطلب اوسکے
راہی ہوا اور بعد ورود قریب لشکر و شہر کے تین کوس کا فاصلہ باقی رہگیا تہا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار
سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنوں کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے
پانچ میل تک دو رویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت میں برپا کیا اور سرداران جماعت اور عمائد بہی
لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سے تک استقبال کیا صحن بار میں وزیر [illegible]
سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت کہے کر بادشاہ کی ملازمت کے

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر و اسپ و اقبال کوہ فیل پیشکش کیے اور بالاتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بھی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے ارشاد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چندروز کے عالیجاہ نے اصحابت علی ابراہیم خانکے یکدست زیور گران بہا جو لاکھون کا مال تھا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بھیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات آلہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوار مین تھا اور عالیجاہ نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کار سرکار کا انصرام کر کے جلد واپس آوے وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیل کھنڈ ہوا چون کہ تو پہا سے نبار موضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ سابق دیکھکر راضی باداے زرواجبی ہوئے اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے اطمینان حاصل ہوا عالیجاہ شاد کام معاود ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط ماہ رمضان ۱۱۷۷ الہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے داخل بنارس ہوا گیارہ لاکھ روپیہ وزیر الممالک کا مقرر کر کے معین کیا کہ جس وقت بارادہ انتزاع صوبجات شرقیہ کے گنگا پار ہو کر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سر روز ورود اوس سرزمین سے وظیفہ مذکورہ ماہوار ملیا کرے اور اس مقدمہ مین جسطرح سے ہو سکے لیجائی اور منتظر لطیفہ غیبی رہے

کہ کیا پردہ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و فتح رامنگر اور اون لوگونکا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

موسیٔو مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرمناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا
زر موعود بہیجا مدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہنچی
مدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تہا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرمناسہ سے
قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلوند سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کرکے بنابر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھہ کہڑا ہو واپس چلے
گئے آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار موسیٔو مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنی بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے فحوای
مخالفت جنگ انگلشی بیباعث نہونے انتظام فوج او فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے
مانع تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی متصور نہین ہے تنزل گرہی کرکے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزو سے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہر حال دریائے گنگا پر
کشتی کا پل باندہکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس
جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کڑوروں سے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
حاضر ہو کر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا او تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ ساتھ
ہمراہ لے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تھی کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دیدتی تھی لیکن
بیخبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے مین لشکرین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پرسان نتہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بہی لشکر سے دور ہو جاتے ناگاہ اونکو شکار کرتے نہین
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بہی
موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قواعد
سے مقدورون صلاح نہین کیونکہ جسکا یہ لوگ عہد باندہکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہوگئی گردہ

ہزار ہون پچاس ہزار اوسکے مقابل نہین ہوسکتا مناسب وہ کہ چونکہ چپاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجیے اور مخدرات کو مع بہیر و بنگاہ کے اس جگہ چھوڑیے باقی
فوج سے گذر کریے اسلئے کہ خیالعالی کی شہرت ہوجیگی فوج انگلستی ہرچہ اسوقت تنزل ہوکر بکھرتے
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول یہ قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑھائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ہی ورنہ چلیین اونپر تغیرائی ہو اور اسباب پس ماندہ جلاکر اور توپ ارابہ
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دو تین منزل گریز ہوجیے اسطرح
حصار عظیم آباد تک پہنچاکے جاہئے اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
سبب اہم ہو نکہ مع جمعیت لایق مقام کیجیے اور بعض فوج کو سرداران شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کراکر مامور کیجیے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت و سند
دیکر رخصت دیجیے اور حکم دیجیے کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہوکر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متشوش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل و دخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑکر اوسطور تہ
اوپر بھی عمال سفر کرکے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لیے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج اوسے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل نہونے پاوے اسصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب کمال حادث ہوگا اور بجبز کلکتہ بھاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کرسکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا وزیر برگشتہ وقت ہیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تھی دلپسند نہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے تئین اوسکے مقلد وہین جانتا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلستی اور انکی فوج نہایت کم اور شیخ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کھینچے ہوئے خستہ حال تھی اور شجاع الدولہ کی فوج جرات اور شجاعت مین
مشہور تھی اسکی لڑائی میدان مین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہوکر مرنا مناسب سمجھکے مع میر جعفر خان کے
مکبر سے نکال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش و خرم
داخل حدود عظیم آباد ہوکر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تھا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نہ رکہتے تھے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارہ جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوش ہوتے تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشیہ کے دعا گو ہوئے کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا بکسر مین دریائے سون کے
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیبا کی کا فراموش کرکے
چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو بار بردار کے ساتھہ روانہ حسین آباد جو محل الحاق دار الملک ہی
ہو اجب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر بار بردار کے چھوڑکر خود پیشتر کو چلا
موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کرگئے تھے پہونچا
اثر دھام ساد کہلائی دیا گہوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین جنہین پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوترکر پیچھے کی طرف سے ریگ سون مین
کنارہ پکڑکر اپنے ملک کو جانا چاہیے کہ بارون کو حکم دیا یہ لوگ ہمراہ نوکر تھے انکی اشرنے منع مانا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی
خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ اونکو ہمیا نہین لکمال دلیری جائیے بندہ نے سمجھا کہ سچ کہتا ہی
اسکی صلاح کو پسند کیا چلتے چلتے گامابشکہ کو دہکے ناوان مخلطا ہر دیف نزدیک تر جب نزدیک ہدکرکے آپہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو تپاسے ملتہو بندوق ہر رکہکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجہے کیا کام ہے وزیر الممالک نے خود اسلیے بلاکے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر و امین قلعہ رہتاس ہین
رہتاس سے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے بہی جواب دیا ہمسایا
رفیق اور بار بردار ہی ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھہ
تعرض نہ کیا بعد ازان نصف میل ہر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھہ چھیڑ چہاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چہایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع ہوان مین پہونچے

لیکن گانوین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بہی غارتگرون کے قدم بڑہے ہین جواب دیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین غنیم پہونچا ہوگا وہ یہان سے بہی پیشتر کو جاوینگے تہوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت کی اور اوسوقت محی علی پورہ سے گذرا تہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعہ انگلشی اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادہ مزاحمت چند کوس اردل سے آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلہ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچاپہاڑی کے سد دریائی دجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر چڑہا ہوتا تہا منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچاپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تہا شجاع الدولہ شہر آبادی سے بسبب طغیانی کے لشکر کہواسے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تہی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے ظاہرا ایکروز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادہ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور چہاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تہی سوار ہو کر شارع عام سے جو تالاب بیٹہی پور اور پہلوانی پور اور مقبرہ پیر عالیجاہ او سرراہ پر واقع تہا پیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ کے وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ بالکدار پیلی بہیت اور بریلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گسائین ہمراہ پانچ چہ ہزار رناگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور عالیجاہ مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ و فنگ انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تہین اور پانچ چہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمینا گیرہ کوس کے مقابل پچاپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جاکر استادہ ہوا بندہ جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تہا اسپ سوار جابر دوستی علی ابراہیم خان بہیا اور امیر مرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تہا جہان چاہتا تہا جاکر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آگے متصل میدان علی گنج راجہ
حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وہان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے
قدم بقدم آگے کو بڑھا انگلشیہ کے طرف سے بھی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کا
سمرو کے طرف جو البتہ جس گروہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تھا اوسکی فوج مین پہونچے اور سمرا بھی
تلنگا زخمی ہوتے تھے اور کبھی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا مابین میدان مین گرتا تھا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کہڑے کیا کرتے ہو
آگے یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ اور تلنگہ کے معین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بفضول جواب کہلا بھیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بھیجا
وقت ظہر تھا کہ گوسائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بھی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک گنگون سپاہی کا
خاک ہلاک پھر گیا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج
کے درمیان مین تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پھر توپ انگلشی کی صدا ہوا
غلبہ انگلشیان جاننا چاہیے اور گوسائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بھی پھر خلاف ہے
اسی انتظار مین تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پھر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم
جمع ہوئی بعد دو گھڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور سپاہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پھر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی پھر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گھڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اوسکے لوگون مین تاب و توانائی تھی
خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنی انگلشی کے دل طنبور جہان سے ہلائے الا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا واپس ہوئے
لیکن بلوند سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار پیرزادے شیخ مبارک کا کام آیا
اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ہوا کی صرصری کے
جہوکے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغربی تھی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا ستارہ تابندہ ہوا
اوسیوقت دیکھتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تھی وہان سے
پیشتر بڑہا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور اونکے تاہل اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہتر وہ نگاہ کو

واپس ہوئے کل تدارک مافات مین مصروف ہوئے عالیجاہ نے سمرو کو بھی اطلاع دیکر واپس کر لیا شجاع الدولہ اسسے پیشتر چھ مہینے آگیا تھا عالیجاہ نے قصد راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کو آتے ہیں چونکہ انگلشیونکو عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک باڑہ ماری سست قدمان چہول جو پیچھے رہ گئے تھے اس جسارت کو دیکھکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی اپنی جگہ سے گئے بندہ خود عالیجاہ سے پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کے چلا جاتا تھا یہانتک خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی غیر مشتہر ہوئی لیکن کچھ ظہور نہوئی بعد دو روز کے عمل کی خبر آئی کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بہی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تھے جبکی شہرت دنبال کے نام سے کردی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی تہین کبھی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگی کبھی مشرقی شہر کے جانب سے دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر و مورچال مین گشت کنان تہا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جا کر انگلشیونکے متفق ہوئے تھے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تھے اور چند بیرق تلنگہ کے بھی ہمراہ تھے وزیر سے کہ نہایت جریدہ مع چند لوگونکے جنگل مین گہوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے ناوانستہ ارادہ دست برد ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کمپنی وزیر کے ہمراہیونمین سے دوڑ کر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوئے نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہمہ گرمجوشی سعادت کی القصہ اسیطرح سے دو ایکروز [illegible] وہ ایک مہینا گذرا برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب اقامت بہتر نہین بکسر مین جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازیپور متعلقہ وزیر کے جسکا قبضہ

راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا لاجرم اسنے ہو کر مقام
مذکور مین آچہاونی کی والد بہی بقصد ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے
دلگیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ بعبور گور سے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے
لب دریا پر چند روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہانسے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہانسے
بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی لوادیدا وضاع لشکر رفاقت مناسب سمجہی
چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ بخصوص ڈاکتر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین
اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون
بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہوگی وزیر کا حال معلوم ہے
کہ قریب دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے نہوگا اور
یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کیا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجے
والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس
رہنے کو راضی نتہا فوراً راضی ہوا شقہ خاص و دستخط منفصل سے لکہکر اشعار دیا کہ یہ شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے
معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے
تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راو شتاب رائے کے
درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس
رقعہ کا مضمون افشا نکریگے بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم
حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکتر فلرٹن کو میجر کرنک سالار فوج انگلشی سے
نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہوسکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا
اور ڈاکتر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے
مع رقعہ مزاحمت بنام محافظان راہ چوکہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر
بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون سادہو رام کو
جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ کے
ہوگی ڈاکتر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ
دوسرے روز میجر کرنک نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور
ڈاکتر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

میر جعفر خان اور میجر نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر بندہ کو جواب دیا کہ الحال بادشاہ باختیار خود نہین بلکہ تابع فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت پورا جہ شتاب راے سے رکہتا تھا اسا دہو رام کو طلب کر کے مضمون شقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نقل راجہ شتاب راے کو بہیجدی اور بندہ کو رخصت کر کے درجواب شقہ عرضداشت لکہی بندہ نے جواب بموجب لفظ کر کے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بہیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا

میرزا باقر اور میرزا عبد العلی ہمراہین والد کے ساتھ حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ برسات آخر کی

بدعہدی کرنے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان کے بروقت معلوم ہوا کہ وہ شیخ ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین سے گیارہ لاکہ روپیہ دینا چاہتے تھا جو شہر گیا تھا کہ باہم ادہی ملیگا عالیجاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے ہر مہینے مین اسکے دام سے نکلنا دشوار ہے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر بعد بندوبست تحصیل کر کے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل انکی فوج بہی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوسطرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجہے بخوبی معلوم ہے یہ کام بہ نسبت دوسرے متوسلان سرکار کے بخوبی انصرام کرونگا پیغام بر علی ابراہیم خان تھا وزیر نے کہا اگر عالیجاہ دغا دہو اسکی کیا صورت ہوگی اوسنے جواب دیا کہ عالیجاہ کو بجز در دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور از کار مین آکر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضایقہ ہے علی ابراہیم خان نے جواب دیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زر یہہ کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین سرکار کے سزاول بہی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہین ہو سکتا ہے علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمہ عاید ہوگا کیونکہ وہ حضور کے بہروسے حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہتی کہ ابروے سلطنت رہے وزیر ہرچند قوت متفعلہ نہ رکہتا تھا مگر یہ بہی نہ متوثر ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے غرض تو حضور کی آفرایش اقتدار سے ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا لہو لعب مین مصروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب بنام عالیجاہ کو پہونچا دیا

موافق ہونا میر سلیمان خانساماں بلازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا ابہلوا اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہوگیا تھا

یکبار ترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ نے اوسکے گہر جاکر نہی لو ایک پہلو انی لیکن اس امر
بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا سے فی رنجش ہوا کرتی ہے ہردم اوس ستمگر سے
رسا بتلا دو کیونکر ایسے روٹھے کو مناتے ہیں اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے
سکرات سے بد مزہ ہوکر اپنی مجلس میں اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے وزیر جو بنی بہادر کے سرپر پیچ
دیکہا تھا وہ ہمارے گہر میں تھا شاید وہیں سے لیگیا کیونکہ تحویلدار کہتا تا کہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتہ میں تہی
ایسی ایسی باتیں میر سلیمان تک پہونچیں باعث مزید رنج ہوتی تہیں تاآنکہ ایکروز عالیجاہ کے لشکر سے اوٹہکر
میرزا ابہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے لوار میں جا ٹہیرے العبد پانچ چہہ روز اس واقعہ کے وزیر کا
پیغام تقاضائے تنخواہ میں عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی
ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان مانع تھا کہ اکثر لوگ مانند میرابو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر
اور جویاے رفاقت وزیر تھے ان باتوں کو وزیر کی خدمتمیں پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے
تہے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور نیز محصل لوگ
مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریں عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کرکے واسطے سوال جواب وزیر کی بہیجا
اوسنے حضور وزیر میں جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ بامید اعانت حاضر ہوا جو کچہہ میسر تھا اوسکے پہونچانے میں
دریغ نہیں کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب خیالات اپنی بہادر کو حکم فہمید
صادر فرماویں جو اسکے ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادامیں قاصر نہوگا اور اگر محصل بموجب ہو امیدوار ضمانت ہوں
اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجہسے کیا غرض تم جاؤ اور بادشاہ جانے بنی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل
شکار کو جاتے ہیں بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا
اور بروقت شورہ عرض کیا کہ اگر زر سد کار نہیں ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جاکر کہنا چاہیے
کہ ہم آپکے توقع ضمانت پر آئے ہیں جو کچہہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے بعض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۸
ذی الحجہ [illegible] ہجری کی تہی اول صبح کو پیرہن اور سر و کلاہ برسر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ میں
بوریا بچہا کر بیٹہا ہمراہیوں مقرب نے بہی جو عقل سے خالی تہے قریب بیس نفر کے لباس رنگین
درویشی زیب تن کرکے تمام لشکر میں انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی
کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اسکی رفاقت میں موجب بدنامی تہی بنابریں نویں ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی ماں بی بی صفدر جنگ دختر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اوسنے پہونچکر رنگین بلاغت اور شیرین عبارات اون
دونون کے طرف سے کہے عالیجاہ اوسقدر تقریر مین سلیقہ نہ رکہتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا لیکن پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی ہیئت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے دردولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاؤگے اوسنے جواب دیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا ضرورت
تکلف ہے اوسیطرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
ہمنے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جواب دیا کہ آپکے پاس یا سید عنایت اور اپنا خانہ اسباب سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بغیر حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگی
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانذکور کو خیمہ خاص مین
بلاکر جو کچھہ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال وجواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیے
خانذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے ابتک جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھے گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور نفرمایا اور بجسب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو و نکلمر امرا کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ نہ تھا اشرفی اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین پلٹن اور غلہ توپخانہ کو برطرف کر کے توپین اور بندوق چقماقی خانسامانی مین سپرد کر دو اور دو پلٹن رکھو چونکہ یہ حکم اوس وزیر سے متفق ہو گیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اوسکی ہین جنکے پاس ہین

اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہو گیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب موسیو جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمپر کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکرگذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بھی کیسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑھے فوج وزیر کی سوار ہو کر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب سوار ہوئی دوبارہ موسیو جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر خانمذکور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کر کے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کر لئے جو سردار کہ اس کارنا ہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کرا کر خود بھی فوج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجا کر بجائے مہود محبوس کر دیا

محبوس ہونا علی ابراہیم خان کا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بحسب تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے ناگہان علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آ پہونچے و کہلا دی خانمذکور کو جو معلوم ہو گیا کہ یہ سوار واسطے آنے ہین پس چند چیزون کو جو اوسکی خدمتمین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سو رہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آئے ہین پس جو چاہے نکلجائے اس کلام سے ہمنشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آ پہونچے اور اوسکی حراست مین ٹھہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کہ کسیقدر طالب علمی اور فراست رکھتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خانمذکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچھ دشمنون سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجھو نگاہ رکھو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے سوا فقیر سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پھر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہو گئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متعمدی قید ہو کر مردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی نے دو مستان حاضرین سے
علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھئے اور سفید و کلمہ اپنے حال کے لکھ بھیجیے اوسوقت وزیر
محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرمیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے
محبوب القلوب پیدا کیا تھا خواجہ سرا ے وزیر کی نگاہبان جو عورات تہین اور ہر وقت پہونچا نے
زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی ہان کو لیگیا تھا شناسا تہین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور
عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رکہیے اوہی
نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکہیے
دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین
وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی
جو کہ تنکدل مزاج تھے کبہی اسکی پالکی جانب مجلس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبہی کسی اور طرف جب دو تین بیر
ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بہیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بہیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق
کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بہیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے
پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان
کہ میرزا امانی ولد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موشیر جنٹیل اور یاقوت خان ناظر
وغیرہ یکجا حاضر تھے موشیر جنٹیل نے دور سے خانمذکور کو دیکہکر تعظیم کو کہڑا ہو گیا اور لوگ بہی اوسکے ساتھ
استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹہلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دوا نکہا نے ہیر غم ظاہر کیا بعد
حکیم محمد خان کے پاس آدمی بہیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب دن تہوڑا ہے
دوا خوری کا وقت نہین ہے فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ سرا
داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور
حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکہلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان
اور یاقوت خان بہی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھ مین بکمال رعونت سے سر پر آرا تہا علی ابراہیم خان
کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تہی جو اوسنے پہاڑی
کی لڑائی کے روز ہمسے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودت ہو تو پہر وہ فقیر کری
علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجہے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹہائی اپنے
دار الملک سے اوسکی سند نشینی کو اودہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین الپ تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہو کر کہا کہ کیا مین دروغگو ہون سمرو کو طلب کر کے مقابلہ کرا دون خان مذکور نے آزردہ ہو کر کہا
کہ مینے اپنی بے خبری بیان کی ہے اسکو جھوٹھا نہین بناتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین
عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہو کر بکمال
دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بھی بد تھا اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے
کہ تم ایسے رفیق سے کیون بد ہوئے علی ابراہیم خان نے جواب دیا مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ
ہر وقت انکے ہمدود عظیم آباد سے اختلاف رائے تھا لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکھن کے پاس جانا چاہیے
اور بندہ حضور کی طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکا آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ
عالیجاہ کو میری نظر مین تھا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نکر سکا جانب حرم سرا
متوجہ ہوا مقربان نے تا دروازہ مشایعت کر کے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ
کر کے کچھ اپنے مقربان سے کہا شجاع قلی وغیرہ نوکر خانہ قدیم کو اونہی مکتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا
کہ وزیر چاہتا ہے تمہین اپنا رفیق بنا دے اور حکم دیا ہے کہ اسوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب لیگئے ہین
وہ سب بجنسہ لاکر حاضر کرین اور اونہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کرنیکو
حکم دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم معتمد خانہ عالیجاہ اور اوسکے راز دار ہو بعض رفقا کی چند اشرفی کا حال ہمارے
پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی امانت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تمپر بڑا اعتماد رکھتے تھے کہتے ہین
کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جسکو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا
اوسکے بتلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتنا بھی
ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا
اور لوگون نے مہو سنگھ ہرکارہ کو جو کہ سیکڑون کا خون کر چکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور
اس اشرفی کا حال بھی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے
جو کہ خان مذکور نے دیا کسی شخص نے جا کر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید ملنے اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ
منتشر ہوے خان مذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانہ سے جواہرخانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکھ اشرفی
اوسکے حوالہ ہوئین نہین سرکار مین نہین پہونچین لوگ مہو سنگھ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہے
علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد اور امین ہو سراسر بے اصل ہو تو ہمکو ان [illegible]
بے اعتبار [illegible] کہنے کا کیا اعتماد [illegible] اس خبر کو سنکر [illegible] دروازہ پر گیا اور یہ حقیقت [illegible] کہا

اور یہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسے معارضہ کرانا
بجز فضیحتی کے کوئی ثمرہ نہ دیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا
کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف دیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے
اپنی چھاونی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازۂ حرم سرا پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ
لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑھ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نہ چھوڑا
اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جد و کوشش سے معلوم ہوگیا
وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی
معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین پہونچائے تھے باقی زندگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین
اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے بلا زم معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹھی سلیمانی ہاتھ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہونچائی
اور بوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کمیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل
متصدی وہان کا قلعدار بھی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم فدوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ
وزیر کردے وزیر تو اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مورد مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام
میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ
دنیاداروں کو بسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ
انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد اسطرف کو بنابر مقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت
ڈاکٹر فلرٹن کے لکھ بھیجا کہ اگر قلعہ رہتاس بھی تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی منظور ہے بندہ نے
راجہ ساہ مل سے جو کہ پیشتر سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکھتے تھے پیرا کہا
اور سمجھایا کہ انگلشی غالب ہین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بھلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ
تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بھی عقیل تھا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو
اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بھیجا اور مجھے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع
فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھ بھیجو کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے
دستخط کراو و بندہ نے ڈاکٹر اور میجر سمرو کو لکھکر جرنیل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

کنارہی مین تھا طلب کیا اور ساہمل سے مطالب پر دستخط بھی کرا منگائے اور اپنے واسطے سے وہ قلعہ دلوادیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پاکر لشکر وزیر کو واپس ہوا اور میری بدی شجاع الدولہ کے سامنے کہی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین ساہمل اور کپتان کی باہم صحبت ناچاق ہوئی ساہمل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملامت لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر ایفاے عہد کراؤ ورنہ صریح مجھپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملامت ماجرا اپنا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آرزو کی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو بھی پہونچا تھا بھیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کرلی تھی بندہ نے والد سے قیام جنتل آباد کی قباحت اور عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچھ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ فلان شخص نے بندہ میرا شکایت کر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے اوسکے فعلون سے مجھے کچھ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ (لا تزر وازرۃ وزر اخرے) اگر وزیر فتح یاب ہوگا تو آپکو توعذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلسی کے اپنا مقدر دیکھ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے پس مرخص ہوکر مع ساہمل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اسکا راہ مین اور میجر منرو کا آنا اور سرکار سارن سے تلنگونکا پکڑلینا کپتانونکو لشکر بلوند کیطرف اور پھر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا ہزاری بعقول تو تلنگونکا سبب گرفتار کرلینے لکھونی کے اور خبر پانا میجر منرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب و سوال کرنا جماعۂ انگلش سے اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے مشروحا درج کریگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹھکر بکسر مین ٹھہرے اور برسات آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال و جواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بھائی میر محمد کاظم خان کو جو مرد بیباک و بدذات تھا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تھا فصاحت سے جسکو اپنے دانستہ مین ایسا جانتا تھا مستثنیٰ کیا اور مہیج نراین بہادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے غرق گنگا کرایا تھا باوجودیکہ بے لیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود رہگراے کلکتہ ہوا شاید مہیج نراین کو اقتدار دینا فقط بنظر عناد عالیجاہ کے تھا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ سے کہ موردِ مہر اوسکے تھے اسکا معتوب ہوئی بلکہ بہت بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے میر جعفر خان راضی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گہروں کو بساویں چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خافین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ میں
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہروں میں آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشغول تدارک تھے القصہ خانہ کور کلکتہ پہونچکر
مشغول سوال و جواب ہوا چونکہ شمس الدولہ بہت ہی ولسترٹ گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہیں چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد میں مطلق العنان کریں کہ مبادا وہاں کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہاں ہوں میں چہوڑ رکہتے تھے ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی میں
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا لیکن نندکمار نہ آسکا یا جب مرشد آباد پہونچا چند ملوط الوضع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکہا اور بعض کو اسطرح کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی نوبت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن بموجب تحریر کے ایک کتاب تبالی نندکمار نے مرشد آباد پہونچکر
البتہ اقتدار بڑہایا کہ محمد رضا خان نائب [illegible] تھا مگر [illegible] خان تاشی جنگ کا [illegible] تھا اسکا علاج ہوا
میر جعفر خان سے زیر اطاعت ہندو بدستور ہوگیا ان بدکاروں کو [illegible] سے موقوف کرایا اور جبکہ
حسب ایما اسی ہندو کے نندکمار کے مقید کیا یہانتک کہ انگلشیہ سے خوف کہا کہ میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن میں میر جعفر خان بیمار ہوا اور روز بروز مرض میں شدت ہوتی گئی ہرچند کہ دوا دارو میں کچھ تقصیر نہوئی مگر
موت تو قریب آچکی تہی اصلاً فایدہ نہوا آخر الامر بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہویں ماہ شعبان
روز سہ شنبہ بسنہ [illegible] ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ وہ آخر [illegible] کی بتوں کا پانی
تبرکاً حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہیں گلا دبایا دم اوکہڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے
اے صاحبان بینائی دیکہو آخر موت نے چہوڑا اگر ایمان ہاتہ سے مفت مرتے وقت گیا کہ اس کافر کے کہنے پانی [illegible]
[illegible] نوش کیا تعجب ہے بہت پسند است اگر شنوی [illegible] وگر خار است من بندہ وی (اعاذنا اللہ و جمیع المومنین من [illegible]
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجہا تھا کلکتہ [illegible]
انتخاب الگلشیہ [illegible] کوئی امر [illegible] تجارت نہو [illegible] صلح [illegible] کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے سے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری میں [illegible] سے پیش آویں مگر شجاع الدولہ کو [illegible] اپنے کو [illegible]

روبرو نہاتا تھا اور صاف انکہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے متنفر آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خود پسندی کا چکھنا پڑا اب یہان پر ایک حال عجیب وغریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچھ اندکے بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بزرگ کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہون سو مین ہون مجھسے بزرگ کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے کو ذرۂ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور مسوغیت کو کہ سراسر لغو وبیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا وحکما وعلما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ و دیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھ کر طنز و تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور وسے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق اور عاقل ترین کائنات والا صفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر ائے محمد بدون مشورہ یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پھر اپنے مالک پر بھروسہ اور توکل کرکے انصرام کار مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدارون نے واسطے مشورہ کے ایک جماعۂ ذی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکھتے تھے کہ مدام اچھے برے مین سد راہ ہو کر بطریق واب وامان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکھتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ❊ ز رائے وزیران پذیرد شکوہ ❊ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نگردد یکے مرغ بر بابزن ❊ کارسطو نبودے بران رائے زن ❊ اب اس زمانہ نا ہنجار مین ایسا ہو گیا ہے کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور روز بروز اقبال پر ترقی کرتا ہے اپس آپ کو تمامی عالم مین فائق اور بہتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہر چند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہر بار ایسا زبان پر آتا ہے کہ ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل او بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھ لینا چاہئے پھر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و جنون نے اسکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بھی آئے تو اس فسادون کی دوا نا ممکن ہے پس ایسے لیسے سبب نادانوں نے کہ اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور ابتری منہ دکھاتی ہے

ذکر میجر کرنیک کی معزولی کا بسبب آجانی میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلستان کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان مکوولی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری پر جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب انگلشیہ درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنیک کی کم جراتی سے ہوا ہی اور اس جماعہ کا ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنیک اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان مکوولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ قید کرلیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گورکہپور کے حدود کی متصل بنابر خبرگیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشیہ کے ممالک محروسہ مین اقامت رکہتا تھا اور کپتان مذکور بہی اوسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تھا کپتان مذکور نے معاملہ مذکورہ کے دیدہ سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگون کے فیمابین گذرا تحریر کیا میجر و اطلاع اوسنے تلنگون کی دلدہی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک پلٹن سولدا دہ ولایتی لیکر بسبیل یلغار دوڑکر کپتان سے قریب آکر پہنچا اور ہر ایک لوگ دلاسا اور تسلی کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجا تہا اور کپتان خود بہی جو کہ ناواجب بہی تہا اوسکے کرنے مین مصروف رہتا تہا چونکہ اقبال انگریزون کی مددپر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ بہت سی مسافت کرکے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سواعید ادارا سے مستمال ہوکر متوقف ہو رہے تھے اور میجر نے پہونچکر بضابطہ معہود اونہین قواعد سے حسب منشا توپون کو گرا دیا تلنگون کو سولدا دونسے مجبور کرایا اور اونکی ہتہیار وقفین لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور دس دس بیس بیس نفر اوس گروہ کا ہمہ پلٹن مین داخل کیا اور دوسری پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسیقدر نئی پلٹن آراستہ کرلی اور کپتانکی سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور پچیس آدمیون کو جو سرغنہ فساد ہوئے تھے واسطے عبرت دیگر لوگون کے توپ دم کر دیا ایک برہمن بہی انہین مین تہا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب وغیرہ کی اور اوسی سرزمین کی مٹی اوٹہاکر زیب پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ کہا ہے اللہ ہر نسے (کل حزب بما لدیہم فرحون) جب تک شجاع الدولہ کی طرفسی قریب قریب عظیم

والنسٹ کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلستی کو مختار حل عقد ہر امر کی تھی حکم جنگ کا ساتھ اونکی
میجر منرو کو نہین دیتی تھی جب اوسکی خلوط عجیب وغریب کے وہ از قیاس آنی جاتی لگو انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول
۱۱۷۷ ہجری میں کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سرانجام اسباب ضروری مین مصروف ہوکر
عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منرو کا دریا کے سون سے بیر کو لوربیر اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح وفیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الثانی کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کر کے
کل سوار و پیادہ و جوان وغیرہ قلمبند کر کے اور اسکے موافق غلہ وغیرہ وشش روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کونسل عظیم آباد کو لکھا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہین یا فتح اور شکست جو ہونا ہے
ہو لیگی بہ کہکر راہی ہوا منرو نے اسد نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہیا وغیرہ متعلقات
سرکار شاہ آباد کا عامل تھا جب وہ اس سرحد انگلشیہ سے باہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی
پر بھیجا اور ایک توپ کلان کو جو پیشتر دریا کنارہ فوج انگریزی کے مقابلہ کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ
برسات کی وجہ سے کیچڑ ولدل بکثرت تھا اثنائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پہیے ایسے دہنس گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے بعد ہ پانچ ہزار سوار مدد واسطے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے
اس درجہ تھی کہ کچھہ فکر سرانجام حرب وجنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر شور ہ وصلاح رزم وجنگ سے
مطلق خبر نہتی لہو ولعب مانند چوپڑ کہیلنا کبوتر اوڑانا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین با طمینان سیر و شکار کو
آیا تھا تا آن صوبہ کی سرحد دریاچہ تھوڑا سے تا دریائے گنگ پر ہوائی لڑائی کا ارادہ اوسکی پناہ مین رکہتا تھا
تا آنکہ میجر منرو آپہونچا تین کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکروں کے
درمیان مین واقع تھی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کر کے اوس حد کو چہوڑ دیا بدگوہی از دم اوسکی باہر نکالا
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چھہ سات ہزار سوار وپیادہ کے پشت پر موشیر کے
اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ والہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل
کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج
انگلستی کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تھا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ
متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح ومقتول ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورش کیا ورانی اور مغلیہ ہمراہی منرو پر لوٹ پڑی خوب اوسکے بہیر وبنگاہ مین قتل
وغارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلستی تنگ حال ہوئی میجر منرو

ہوا دیداس حال کے اور غیر مسدود ہوئی جہیل اور کیچڑ او ر دلدل کے یورش نہین کرسکتا تھا لہذا تہوڑی فوج تلنگا کیطرف
روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے زیر دیوار
کہنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے
ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا
جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تہی ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی
شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا اتنی الوسع
جواب تفنگ ندے سکے وو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی اونکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ
مع اپنے سپاہیون کے جب چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر ابرو درکار ہو جان نثاری کیجیے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے
آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے متبنی وحید الدین خان کے
پیادہ ہوکر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکہکر گہوڑے پر سوار ہوکر
در پے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر بدک کے پشت سے اور ہمراہی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے عبارت کا گمان کر کے
اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا ہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو
فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر بدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تہا
وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جمیل
رفقائے معتمد سے جو کہ چہہ سات ہزار کے قریب تھے تہوڑے لوگون نے ساتہہ دیا اسلیے آگے بڑہنے سے
موشیر بدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان
حایل ہوا اوہر تو اوسکا لحاظ مانع تہا اودہر سے انگلشیون نے دہوین اوراوہر شجاع قلی خان چند رفقا کے
ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ دلدل سے گذرا مگر انگلشی کی باڑہ نے انہین پچہاڑ دیا بیچارے ایک غلام کو
پیش قدمی کرگئے جو ہمراہی بچے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تھے اونہین بہی
اپنا اضطراب دکہلا کر ہمراہی مین اوٹہایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوگئے

انکا بخت سر پیدا رتھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل نکلی تعلیہ اور دو اتھون نے
یہ سراسیمگی دیکھی ٹھکرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد از ان جب سراسیمون نے ترک رفاقت کی خود بھی سب ان سے کنارے ہوا چنانچہ اسباب اسکا
اور اسباب سراسیمون کا مانند اونٹ اور بنود اگران وغیرہ کے فوج انگلشیہ کے ہاتھ لگا تلنگون بہی خوب ہاتھ مار اور تاراج
ہوئے کہ ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر شجاع سب سے معمور تھا اکثر بیچارہ دریا میں
ٹھوکر امین جاکر کیچڑ و دلدل سے درماندہ ہوکر تلنگون کی بارہ سے دریائے عدم کے کنارے اوترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہتھنی ننگی دیکر
مرخص کردیا تھا یہ بہی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ہے عدو بہی مہربان ہوتا ہے جب فضل الٰہی ہو *
اوسی رات کو جسکی صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائیے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گہوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بہیجا تھا کہ سوار ہوکر خبر پاکر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بہیجا کہ آوردن
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین ہر وقت طلب کیا جاویگا اتفاقًا اوسی شب کو وہ خیل جاوہ
ملا کہ وقت شکست عالیجاہ بہی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بہائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایک روز قبل اس شکست کے پل دریا سے تہوڑا سے عبور کرادیا تھا
جہان کہ لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو دو
عبور نہ پائی دوم پل بہی شکست ہوگیا تھا لاجرم تہوڑی دور چڑہائی کیطرف جاکر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جاملا دیکہا کہ فوج انگلشیہ نے پہونچکر چہرہ وار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انکیطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بار فنا ہی رہے تہے ہوش و حواس اوڑ گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچہہ
توپ و بندوق سے قبر خالی کرگئے کچہہ گوارون کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے ترتیبی سے بیجان ہوکر
بہاگے اور آگے جاکر مجمع سفر دریون مین جاملے وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
لنگان لنگان چہہ سات کوس بنارس سے آگے مقیم تہا اور یہی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تہا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کی منزل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹہر گیا اپنے بہائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت مین بہادر کا رفیق تھا اسنے خاوند کو دیکہکر غالب جنگ کو خبر دیا

خان مذکور نے اوسکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہے جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاوینگے بینی بہادر نے آکر خان موصوف کو دیکھا اور اوسکی تقریر سنتے ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہمارے پاس بھی لاؤ خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت میں استدعا کی انہوں نے بھی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر راجہ کا پروردہ بجای پادشاہ کی تاکید کر رہا تھا اور پادشاہ کو وزیر سے دلگیری تھی خواہان ملاقات انگلشی تھا اور انگلشی بھی راہ و رسم مراسلات کے پادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تھا کہ ملک ہند فتح کریں وزیر سے بھی صلح چاہتے تھے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تھے

اسی عرصہ میں راجہ مذکور نے پادشاہ کی اقامت دیکھکر بیچ لشکر کے عبور دریائے گنگ کیا

ذکر پادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جانب انگلشیہ سے بنا بر صلاح وقت و زمانے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا پادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیوں کو طلب کیا یہ تو چاہتے تھے چھٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان بینی بہادر کو بھی بلایا اوسنے علی ابراہیم خان کو بھی شریک مشورہ کیا آخر الامر ملاقات کی ٹھہری اور جانب انگلشی نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اس امر میں دیکھی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو اگر وزیر نے منظور کیا کچھ دشوار نہیں بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچھ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چھہ کوس پر تھا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال و اطفال کو جنہیں وزیر نے محبوس کیا تھا لیکر اپنی راہ پکڑی اور روہیلہ کی عملداری میں جاکے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جس جگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد وغیرہ کا لکھونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا —

باقی حال وزیر کا اور خبر نکی پیروی تدبیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت میں بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکھی کہ اپنے تئیں سب سے الگ کر کے بنگالیوں کی ولایت میں جائے بعض شہروں اور قلعوں کو لکھنؤ اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ متعلقوں کو مع جواہر و خزاین و دفاین کے

حافظ رحمت کو پہلے ملک مین جیسی جان پہچان رکہتا تہا ویسا دین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد کو آیا
اور اپنی مال اور بال بچون کو بیک بلک افاغنہ کو چلا گیا الہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ
چنار مین شیر جنگ حبشی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے
تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور رگھوبا مرہٹہ کے نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ
بینی بہادر ظاہر داری مین انگریزون سے ملا رہا تاکہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود
عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جا کر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران
افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک سے جو کہ اتفاقاً وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے
اعانت کی امید دی جو کہ پرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا الکاندار
اور صوبہ اوسکے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ
ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہوگئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے
پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو
ہر چند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اولا اور بہت اب
انشاءاللہ تعالی ہم شریک ہونگے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہ بہی دیتے توبہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب الظاہر
انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین سمرو تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو
اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ ہے چونکہ شتاب رائے معتقد علیہ فرقہ انگلشیہ کا تہا اور نیز ممنون نمکخوار
بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منرو و میجر کوکبرن کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا
اور جلد تر صفر جانے کے کام کو واپس آکر میجر کو فوج کی سرداری پر چہوڑ گئے اوسنے چند روز مین
ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنگ جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سرداری
اور خطاب جرنیلی جسکو برگیڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اسکو راجہ شتاب رائے سے اختصاص تہا
رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے
کمال احترام سے لکہکر راجہ شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی
اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپرد کی اپنا جنرل کہتا تہا
کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کرا دو اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کی

معاملات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تاآنکہ شجاع الدولہ نے راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشی کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی قدر کا معتقد تھا اوسنے وقت دیا تا کیا کہ جو کچھ کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جہونکا تھا کہ آیا اور گیا بینی بہادر اس ایمای سے بیباق وفا وزیر جو ابراؤ شتاب راے نے خبر اجتماع راؤ ملہار او شجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر تمہارا ارادہ ملنا ہو تو مجھسے صاف کہدیجئے تاکہ بندہ انگلشی سے کہکر تمکو رخصت دلادے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجاے اور اگر یہان مقیم رہئے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجئے کہ باعث نقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے اپنی بدطینتی راؤ مذکور سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کو لشکر انگلشی جو وہ درمع چند کمپنی تلنگہ انگلشی کے جو ہمراہ بینی بہادر کے تھی لکھنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڑھ مین تھا اپنے بہری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور رضا ان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ ضروریات مین حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آٹھ راجہ چند سمبر کرنیک کی خبر بدرفاقت بینی بہادر کی سنکر شتاب راے سے کچھ نہ کہا مگر شتاب راے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور ہتیجہ ہوکر عرض پرداز ہوا کہ الیافتی عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور ہمارا ہے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب راے سے رضامند ہوے اور اوسکی دلجمعی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشی ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشی نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راؤ شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریاے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج کو مع میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر پہنچا چند توپ بھی ہمراہ تھین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامرد تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین ثابت قدم تھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار انگلشی نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

جنرل کہ قلعہ پر جانے کا عزم ایسا مصمم ہوا کہ سپاہیون کو حکم دیا کہ نشانہائے افتادہ دیوار پر چلہ لیجا دین قلعہ والے اونکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کو پیر چوٹ پہونچی غلطان فلطان آگرہی ناتھ پہر سے دریعی کی پائے ثبات اوکہڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے پیچہر کو نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹہالائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز متقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلا لیا اور باتفاق بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو پیچہر استبرٹ کی سالاری مین لکہنو بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہو کر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر راے شتاب راے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب راے اور میرزا نجف خان کو ہمراہ تسخیر الہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تہا حصار مین جسکو پشتہ نتہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرف پر لگا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تہے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا راو شتاب راے اونکی مال و آبرو کا سوائے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب راے نے باتفاق اور اعانت راجہ بلوند سنگہ کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیساکہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ درخت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی قاتل سنفر اسیٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع راو شتاب راے اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج نو کے جا بجا چہوڑا الحق کہ شتاب راے نے بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا بہم کر کے اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلوند کہ ہیچ اس امر کے نہایت مؤید تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا کلا جماعۂ افاغنہ نے جنکا وعدہ رفاقت تہا قدم نرکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر امداد کو پہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور رکہنا تہا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تہے گہبرا گئے اور لفلین جہانگیر

اور آمادۂ فرار روبرو ہوئے ہنوز میدان شہر سے بعید ہی ہوئے القصہ کوڑہ کے اطراف میں مقابلہ فیمابین ہوا
ہلکی سی لڑائی میں مرہٹہ کے ہاتھ سے پیر ڈھیلے ہو گئے سیدھا گوالیار تک بھاگا چلا گیا وزیر بھی ہمراہیوں نمک حرام
عدم ولدی سے بازپس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ الہ آباد سے بعزم مقابلہ میجر کرنگ ہوئی تھی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان میں محاصرہ کر کے اپنے تنگ و تاز
سے تشویش کر رکھا تھا چنانچہ اکبرتیہ راو شتاب رائے چند لوگوں سے محصور ہوا قریب تھا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاتی مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھ سے بزور تیر و شمشیر اپنی آبرو
قایم رکھی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار و گیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب رائے اکثر اوصاف سے
موصوف تھا اور اس زمانے میں اکثر رؤسا سے ممتاز اور اکثر اعیان بنگالہ سے طمطراق میں فوق رکھتا تھا
انشاء اللہ المستعان اور حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شہامت کا جہاں پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبۂ عظیم آباد میں
حکومت رکھتا تھا عنقریب بیان کرونگا اور ذیل میں یہ بھی حال بکمال وضاحت سے مرقوم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز بینی بہادر کے جانا کہ لشکر وزیر میں جا کر بینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس ہی شہر سے برآمد ہوا تھا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہو کر ایک مدت تک
اوس گرد و نواح میں پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہو کر
مرشد آباد آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نائب نظامت مرشد آباد کے ذیل میں انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کھا کر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بھی دیتا تھا مگر چونکہ دلی بات نتھی پذیرا سے وزیر نہوئی تھی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضای جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکھنا محض توہمات ہیں مفت میں
اپنا روپیہ امید و توقع میں برباد کرتے ہو ہر وقت سے یکی نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہو جیئے اور اگر یہ نا منظور ہو تو متصل
انگلشی [illegible] کے پاس چلے جاؤ چونکہ اونکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہیں ہوتا ہے یقین کہ درپئے
[illegible] نہ ہوں بلکہ تمہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکھنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش آویں
[illegible] فتح قلعہ الہ آباد اور شہر دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان [illegible] چنارہ نے [illegible] قلعہ [illegible] انگلشی کے حوالہ کر دیا [illegible] سے [illegible] رہی

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سران انگلشی سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیموں کے ہمراہ پالکی پر سوار ہو کر لشکر انگلشی کو روانہ ہوا اس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی میں نہ تھے جب تھوڑی دور رہ پہونچا جنرل کرناک کو خبر ملی کہ وزیر اس طرح سے آتا ہے متحیر ہو کر بتحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال میں آتے ہوئے دیکھ کر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سرداران اور راو شتاب رائے وغیرہ کے نذر دکھلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہو کر اپنے خیمہ میں لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز میں بوسیلہ راو شتاب رائے کے فیمابین مصالحہ ہوا وجمع ہو کر اہالیان انگلشی کے جمیع اپنے ملازمین طلب کرکے حاضر کرائے لشکر جنرل اور وزیر نے باہم گرآمد و رفت ہوئی تھی راو شتاب رائے دونوں طرف کی رضامندی میں ساعی تھے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تھی اور بہ مقتضائے نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ میں رفاقت بینی بہادر سے کرتے تھے قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تھا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجھتا تھا اور بیچ اس انصرام مرام کے سعادت دارین حاصل کی اور صورۃ تحسین دوست و دشمن ہوا

قرار وزیر و انگلشی کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اس پر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکھ روپیہ جو اوسکی لڑائی میں خرچ پڑا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کر دے اور جو کچھ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا سے لے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے او پادشاہ ہمیشہ میں پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تھا ملازم بادشاہ رہکر لاکھ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ کے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد میں رہے اور کوئی ایک انگلشی وزیر کی خدمت میں بطور دربانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچھ غرض نہیں اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن برابر دوست و دشمن سمجھے جاویں اور ہمدگر کی مدد اور کمک پر وقت ضرورت حاضر رہیں اور جسکی مدد پر جاویں اوسے خرچ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلوند سنگھ زمیندار بنارس جو بنا پر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کو وزیر کے حضور میں مقصر ہوا تھا اوسنے قصور انگلشیہ کے معاف کرا کر وزیر کی خدمت میں اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے ورشتہ ہوا اب وزیر کو قرار واقعی بہ نسبت مہود نقد کے [illegible] ادا کرنے کی کوئی اضطراب باقی نہ رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا ادا سے زر ہین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادا ہی زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیتا تہا اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے متکلف ہوا اور یہ لکہا کہ بعد ادخال اسقدر زر کی میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تہا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کرکے بہیجدیا حتی کہ اوسکی ماں اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہاں اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تہے اور اوسکی لونڈیون کے پاس ہنہ تہا حتی کہ ناک کی نتہہ مع موتیونکے شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوش آمد گویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جو کچہہ مجہہ میں ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی مگر واہ رے اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام پر یہ بیت ہے ع زن خوب فرمان بر پارسا ❊ کند مرد درویش را پادشاہ ❊ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچہہ اوسکی مصارف ضروریہ سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ع چہ مردے بود کز زنے کم بود ❊ القصہ بعد سر انجام ہونے زر موجودہ کی باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل وعیال کو حافظ رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگلشی سے لے لیا اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا اس مقام کی بنیاد برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جاویگا اب وضع اور انتظام ملک کا

جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسٹرت کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا ولایت انگلنڈ او روانہ الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اور چند حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوئے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسٹرت گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا بقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلوری جو بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق صلاح کی کارپردازان کی جب یہ تجویز ہو لی تھی مسٹر لیٹن صاحب مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان سے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چیدروز ناظم تھے قدر اور نند کمار دیوان مدار المہام تہا میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بہتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دہیرج نراین چہوٹا بہائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راوشتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص بہجر کرنا سے شجاع الدولہ نے بنا بر مصلحت کے پرگنہ باہول جسکا حاصلات ایک لاکھ روپیہ کے برابر تہا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہوئی کہ نندکمار بسبب آرزوی گورنری و لسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بہائی جارج ولسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کو دیا کہ گیا تھا کہ جب لارڈ کلیپ آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اونکی مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیپ آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیپ بہادر ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہرچند نندکمار منظور نظر لارڈ کلیپ بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی چالاکی کی تہی کہ لارڈ کلیپ کی نظر سے ماننہ ہر شک نندکمار گرا اور عہدہ سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلیٰ بہ تائید و تقدیر

بعد معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسری عہد مین چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیپ ثابت جنگ ہوا اور سفارش سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل و عقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیپ بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال اور عظیم آباد کے اور بنا بر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تھا لہذا ایسا مرتبہ بڑھا کہ یک بارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو کہ قریب
اور خطاب ولایت انگلنڈ سے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر فوجی اختیار ہوا کہ آجتک
کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہشٹنگ صلابت جنگ جسکا مرتبہ
لارڈ کلیف سے بھی برابر ہو گیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تھا لارڈ کلیف بسبب امر مذکورہ کے
مانع رائے کونسل تھا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہو اپنے دل مین نلاتا تھا اور بنا بر اظہار اپنے اقتدار
کے اول جانسن اور ملٹن کو چھیڑا کہ نجم الدولہ کی مسند نشینی پر ہوئی نذر اوس سے روپیہ لینا بے حساب اور
بے چاہے حکم سرکار کمپنی کرنا چاہئے دونون سردار بندگور خدمت سے مستعفی ہو کر جواب دہ ہوئے کہ ہمین
کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تھی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہم پر
نہین ہے اگر کچھ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ درباب ایصال زر سرکار
کمپنی کے فرمانے ہوا اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے
بعد ریاست پر منتقل ہوا تھا داخل کمپنی کر دینگے ہم بھی یہ روپیہ داخل کر دینگے لارڈ کلیف بسبب
مستوفی ہوجانے کے اونکی تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور ملٹن بعد استعفا کے
چند مدت تک ہند مین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہو کر بڑا صاحب مرشد آباد کا تھا کہ اوسکی موت نے
آگھیرا موضع پیتی متصل شاہ آباد جو بیچ مین راہ عظیم آباد و مرشد آباد کے ہے مرا اور کوہ پیتی پر
مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکھلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت ہے
یقین ہے کہ بعد شخص ہوگا فہم و عقل مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین
کرنیل کالورڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر و رسی اور
معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسٹرٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مسٹر اندرسن
اور مسٹر اسیت ممتاز ہین اور رشک اماثل اور اقران ہین اور بھائی مسٹر اندرسن کا بھی سنا جاتا ہے
کہ برابر یا برا اور بلکہ بعض علوم مخصوص ہندسہ مین بھائی سے بڑھکر ہے مثل انکے ان اشخاص مین کمتر دیکھا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تھا بسبب قلت شعور کے تتبع مسٹر ملٹن اور مسٹر جانسن کا
کر کے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پور مین ہے اور اون دنون مین ہان پر صاحب کلان وہین پر رہتا تھا
بڑے کر و فر سے سوار ہو کر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ
بہم پہونچایا اور بعض ہندوؤن کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تھا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سنکر پدھرس کو ڈرا اور اپنے ہاتھ گرچ مار کر مر گیا اور باغ باقی پور مین مدفون ہوکر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جوکہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تھا اسوقت مین مصدر حل وعقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکتر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہوگئی تھی کچھ سوچ کر ڈاکتر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکتر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہوکر ولایت گیا اور وعدہ اپنا چند سطرون پر کر گیا تھا مگر پھر واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکھے خوش وخرم رکھے —

الہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنا بر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ کے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب چند ولبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے الہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بھی فیض آباد سے حسب استدعار لارڈ اور بہ نیز التماس راو شتاب رائے کے قاصد الہ آباد ہوا اور میرزا کاظم نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جو اوخان مرحوم کا داماد تھا اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا عامل ہوا تھا لارڈ مذکور جو بنگام اقامت وکہن کے اوس سے آشنا تھا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہوکر ایک لاکھ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل خرج محمد رضا خان کے ہوا چون کہ محمد رضا خان راو شتاب رائے کی شراکت مطلقا نہین چاہتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بھی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بھی متکفل ہو لہذا اس امر کی تقریب جنرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا مذکور اسی امید پر لارڈ کے ہمراہ گیا اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان ہمراہ و میر جعفر خان اور راجہ دھیرج نراین اور راو شتاب رائے سے ملاقات کرکے قدر افزائی ہر ایک کے عقل وشعور کو میزان حرب مین تولا راو شتاب رائے کو لایق واسطہ پاکر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکھا دھیرج نراین کی بطبع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کرکے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل ونصب مناسب نہ سمجھا راو شتاب رائے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب الہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے یہ مقصد کہ چاہتا تھا ظاہر کیا اور سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اپنے نام چاہا

چونکہ وزیر اور بادشاہ وہ دونون اس جماعت کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چوبیس لاکھ روپئے تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرحکا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور
اسپ راہوار کے بھی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمتھ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چھوڑا ایسکن فی الحقیقت وہ حاکم تھا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تھا اور حضرت
بیرون چہار دیواری مین جو کہ خود تعمیر کرائی تھی خبر لیا نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تہا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پانچ پہر سے ہر گز پانچ روز نوبت اوسے القصہ راقم اونتاب برائے کا
حسن سلیقہ اور لیاقت بیانی اور دولتخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لیتہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تھا لیکن غربت مین بسبب بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا ایسے مذکور نے نظر بحقوق خانہ مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آپسکے ساتھ کئے تھے مرشد آباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقائے منظور جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تھا مگر جیسا کہ چاہیے قدردانی
نہوتی تھی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبہ داری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ سراج محل اکبر نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تھا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا استر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا جگہ جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور جگہ ہر دو ان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روساے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان جو صوبہدار کابل کو تھے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو بعین برسات مین ہوئی تھی بسواری کشتی مونگیر مین پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تھا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکھی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نزاہت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
لیکن نہایت کم ظاہر ازیادہ پانچ چھ لاکھ روپیہ سے تھی لیکن غفلت و رزمی سپہدار جنگ سے اور
نمکحرامی عسکر علی خان اوسکے میرزا وغیرہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالی تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کر دی کسی نے متعرض نہوئے یہ سبب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کر سکتا تہا اور تغیر تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکا قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام پر قرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے

کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آئندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف الہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنا بر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر معاودت ہو کر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا ۲۳ تئیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۹ الہجری کو اس دار فنا سے چل بسا اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رأفت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس ہوتا کوتاہی نکرتا

راو شتاب رائے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

الہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب رائے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنا بر وقوع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہو کر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنا بر حفظ و سلامت وہ ایکمرتبہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کو بہائی کو جو رابعہ بیگم محمد رضا خان کی سالی سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا راو شتاب رائے کے ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنا بر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلیدھر ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت عظیم آباد کا تہا تہ مدعا سے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا راے مذکور نے اوسکو شراکت انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑہی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسیح بہوا شتاب راے وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا جس دوا مین کہ سیماب تہا و ونوبت حقہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کردیا راو موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور اضافہ منصب پنجہزاری اور لست پنج ہزار روپیہ ماہواری درماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت مہیرج نراین اور مستر بدلش صاحب کلان کوٹہی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم ہر سہ صوبہ کی اسکے سپرد ہوکر رخصت اور معاودت ملی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے اور منیرزا ابعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذائقة الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مستر سیج کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روساے انگلشیہ کوٹہی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا والد قصبۂ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضۂ تپ لاحق ہوا سنا گیا کہ مادۂ دماغی ہوکر سرسام ہوگیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز ۱۴ تاریخ سوم جمادی الثانی ۱۱۷۶ ہجری کو اول روز رنگر اسکے عالم لقا ہوکر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا اللہم اغفرلہ وارحمہ والحقہ بآبائہ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو ملی والدۂ ماجدہ اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ لاچار ترک رفاقت مستر سیج کرکے عازم حسین آباد ہوا سیج مذکور راضی نہ تہا بندہ مورخ کی جدائی منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم واپسین تک تم میرے پاس سے جدا نہو مگر بندہ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ ہونے دیا اور سچا اور ہی ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

[illegible]

کچھ نہیں ہوسکتا ہے بیت ہندستان قسمت راجہ سود از رہبر کامل ہا کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را بہرحال بندہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشدآباد پہونچی مہاراجہ شتاب رائے اور سید علی خان مدت تک مرشدآباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کے نام حاصل کرکے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب رائے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت و لتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب رائے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین دربار داری مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریزی کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچہے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب رائے بیٹھے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند اور پروانہ لکہا جاوے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط یعنی اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے لپشت پر بازیر مہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادریکا تہا اور چند روز خود تنہا بر سر کار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کاموں مین خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزائیش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تھے نصف مہاراجہ کی متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہتے مہاراجہ شتاب رائے نے جب کاغذات دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بند و بست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزار ہا بالا بالا متفرد دہیرج نراین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور مشتاجر ہو کہ ہتہلہ کہا لیکن اضافہ کے ہوئے باہم پہونچاوے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوا لو یا اونکو معزول کرکے اون کی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب رائے نے دہیرج نراین سے بطریقہ مشورہ نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کسطور سے داخل خرچ کرنا چاہئے تاکہ اظہار راز نہو جاوے مرلبید بہر شتاب رائے کا شریک ہوا چونکہ پیشتر سے واقف اسرار تہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیت کی دوستی میں مورد عتاب عالیجاہ ہوکر بہر و مند ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ شتاب رائے نے انصاف کیا بلکہ اپنے دولتخواہونکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ نسمجھتا تھا کہ انگلشیکو بعد پاسخاطر نہو گا کہ بنا بر قتل ہونے اوسکے بہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیتے ہیں تاکہ جو چاہے تحصیل کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرناک وغیرہ روسائی انگلشیہ کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نرائن کو خواب غفلت سے بیدار کیا کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب رائے کے اوسے زر باقیات کرے وہ ہر چند معذرت لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزیمت ولایت در پیش ہوئی اوسنے عہد و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص مقدمہ راجہ بلونت سنگہ میں کئے جسکی بابت سے شجاع الدولہ ابہی نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا کہ مقام موضع چہپرا میں ملاقات باہد گر ہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نظارت میں اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع مذکور ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا میں اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نرائن کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم آباد کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رائے استقبال کو گیا اور دہیرج نرائن جو ہمیشہ اپنے خیال عزیمت اور اقتدار میں رہا کرتا تہا بڑے کرو فر سے بدون اسکے کہ فکر لقایائے مبلغ واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا چونہیں وہ سب دونوں کی سواری لارڈ اور جماعۂ انگلشیہ کی نگاہ میں آئی چونکہ قبل ازیں دہیرج نرائن کے نام پر خطوط صادر ہوچکے تہے کہ بدون ادائے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کہلا بہیجا کہ دہیرج نرائن کو حضور میں آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی دہیرج نرائن کو جبراً واپس کردیا اور ایسے مجمع عام آشنا و بیگانہ میں جو کہ بتقریب استقبال حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہوکر مشرف ملازمت اور مورد عنایت ہوا دہیرج نرائن نے قرین ندامت ہوکر جسطور ہوسکا روپیہ سر انجام کرکے فہلیات ادا کیا اور باتفاق عبور گنگا کرکے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب رائے بجائے معہود پہونچا اور ماہ محرم سنہ ۱۱۸۰ ہجری میں شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا ہجوم ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلونت سنگہ اور تقرر چوبیس لاکہہ روپیہ مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدولہ مین
اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے
درمیان مین وزیر اور بادشاہ کے ساتھ انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلونت سنگہ اور وزیر کے مجدداً
مقرر ہولی اور باہم تحفہ وتحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداران ولایتی اور عطای چند ہزار
روپیہ انعام کے رخصت ہوکر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلونت سنگہ بہی بعد ادای پیشکش
لایق کے رامنگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب
کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملہ
سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال
متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ
درباب وصول زر کے نہین کرسکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو
جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاسے اور بعد بندوبست
یہان کے واپس معاودہوا لارڈ نے التماس قبول کیا اور مورد عطوفت بے پایان کرکے مرشد آباد کو
عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کرکے ارادہ کیا
کہ اسکو معزول کرکے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ۞ ۞

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے
عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملہ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظربند فرمایا
اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کرکے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہو مل اور
محمد تقی خان ولد فاخر علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر وتوبیخ بہی کی ساہو مل کو سزاے
بدنی سے سرفراز کرکے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے کی
قید سے چہپاکر آواے زر کو مدت معینہ کرادی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی
اپنی قدر ومنزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے
مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہوڑا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد بقایاے سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ ہو سو ہی سبب منظور نظر ہونے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ وہ میرج خزاین سے رجوع ہوتا تہا منشدوہی مذکور کو اسکا فدیہ تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کی جو چند روز رہا تہا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہے مقتضائے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تہا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رای نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض پیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکہدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدردانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب رائے مہاراجہ شتاب رائے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چون کہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر لوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب رائے ہوا اور مرشد آباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکس متعین ہوا اور لارڈ کلیف

بعد دلجمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورلس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگرچہ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوص اس زمانے مین غرض مدعی کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہین کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے سو یار اغیار ہو گئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ طرفہ یہ کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظرین ٭ کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہین دیکھئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تہے باتفاق ہندکار کے جو شمس الدولہ سے بدبہتا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کر کے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ کمال شہرت
پذیر نہایت بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال
تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ مسٹر ورنس کو گورنر اور
جنرل اسمتھ کو سالار کل فوج مقرر کر کے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے
جو الہ آباد مین انگلشیہ سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ
مع پالکی جہالردار کی طلب کر لیا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ
اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورنس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا
بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتھ گیا مسٹر ورنس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی
اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت
خواہ عزت سمجہین تفصیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشیہ سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کر کے
سمجہا دین اور اونہین دو روز مین امور متعلقہ اوس انگلشیہ کے حضور مین بیان کیا جاوے اور جمیع مصالحات کا
ہر جانب سے انگلشیہ مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد اس کے کاغذ دستخطی مذکور دفترخانہ کمپنی
مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنی انفصال مقدمات رعایا کے متعلق ہون کہ اس
امر کا دارومدار جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سے سمجہے فیصل کیا کرے لیکن امور کلیہ ہفتہ مین دو روز
سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشیہ شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین
انگلشیہ بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ وغیرہ
زبان سے سن لیتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین
قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکسن کے مرشدآباد مین مسٹر
بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمٰعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد
رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی ہہ دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑکر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکہہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تہا مامور ہوا کاروائی اور فیصل سازی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ کہتا ہی
جب مبارک الدولہ بعد نشستن نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہمدگر
عہد و پیمان دوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد و پیمان
کرلیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شوریدہ
بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امراسے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا وہ اس امیدوار کا خیال کرتا تہا ہر ایک کی ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر
انگلشی کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو مغل اور ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہین ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو
فیصل ہوتے تہے جب کہ مقدمہ کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مراد بیدہر اوس تحصیل مین حاضر تہا جو کہ خاین اور
مفرور تہا واسطے اوسکے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطلوب کیا مسٹر بنول جو عقل سے خالی تہا
متعجب ہوکر بولا کہ حق بجانب اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگایا ضرور مراد بیدہر وغیرہ
جواب دیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند سے کچھہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر بنول کو خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آثار کا جمع دنیا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کبٹ تک ایسی ایسی
ولایت سے ممنون کیجاوین اسبتک کہ پردہ از روی کار سے اٹہا جوبات کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اوٹہی
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوسپر لگائین ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر آسودہ ہوں خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کمپنی سے وتنخواہ مشہور رکھتے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ مین کچھ نسا ئی فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشی بین یا کسیقدر طوالت ظاہر کیئے اندک اندک بعض مطالب پر انگلشی آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعت کو بنابر تنبیہ ظالمان کے بھیجکر اکثر رو سا پر فتح وظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو دفتر نظر مین نہین ہے ــ

مقرر ہونا ضلعداروں کا فرقہ انگلشی سے بنگالہ اور عظیم اباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چھہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پورنیہ پائی چونکہ مرد لاابالی عیاش خود راے تھا غرق دریاے لذات ہوا رات دن مستی وبیخبری مین بسر کرنے لگا اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو پوتا شاہ مصطفی قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تھا غنیمت کو اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تھا کرتا تھا جو لوگ اوس سے رجوع تھے اونسے کاوش کرتا تھا اور انعام رقاصان وقوالان ونقالان اور نیز بعض ندماے روح الدین حسین خان مین تعلل نکرنے کے خاطر کو راضی رکھتا تھا اور رعایا اور سپاہ اور عملہ نظامت مرشد آباد کا بنابر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے شاکی تھے کبھی کبھی اوسکے ہوا خواہ دو کلمہ اطلاعی لکھہ بھیجتے تھے اور حاضرین مین سے بھی اگر نایب سے بیخوف ہوتے نیت کی بیداری خواب غفلت مین ساعی ہوتے تھے لیکن کچھہ سود نتھا خود اوسکے نایب کی دشمن ہوئے تھے تا آنکہ ایکبار تہہ حسین قلیخان خواجہ سرا سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچھہ گفتگو ہیری جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کراکر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تھا اور خدا معلوم کیون اوس سے تعشق رکھتا تھا بمقام دلجوئی مین اکبر حسین قلی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان بنظر جنگ جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تھا کہ نائرہ انگلشی مین دوسری نام آوروں کا نشان رہے تاخیر زر سے مالگذاری پورنیہ کی عہدہ دار اوسکے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور پورا ہی سوبست سرکار کو بعضے خیالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے ساٹھہ ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سو حیثیت راے کو بہی تغیر و متفید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا بنا بر ظلم عمال اور کثرت مصارف سے کہ جو ہر سال پانچ چھہ آدمی انگلشی عمدہ معزز بعد تحصیل لاکہہ کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکہون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو فقط بنگالہ اور عظیم آباد مین رہتے ہین مع فوج نظامت اور زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم سے کم اسی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوئے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر افتادہ ہوئی اور جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بھی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ میں نہ تھا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تھا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

تشدد ہونا جارج ونسٹرٹ کا بر آمد خیانت ہند کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۳ ہجری یا آخر ۱۱۸۲ ہجری مسٹر ورلسٹ گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ معاملات اور تحقیقات سے جو رسمی ضوابط مالگذاری کے ایسی رای کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص ہر ضلع کو اوے اور وہان کا حال دریافت کرے کہ حکام ورعایا وزمیندار وراجہ کی باہم کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات لیئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ونسٹرٹ مامور ہوا جو کہ ہندوستان کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیز فہم تھا آخرکار یہ شخص ضلع ضلع پورنیہ مین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای سے بھی ایسی ہی جانے لہذا بنا ڈالی کہ تقسیم ضلع اور ہر ضلع میں ایک کونسل رہے کہ جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اور جہاں رت خان کو ہر ایک رہنما ہے دو تین انگلشی امیدوار کو کہ ہر ضلع کے کونسل مین بھرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوئے اور تقسیم ضلع کی یون ہوئی ضلع کلکتہ — ضلع بردوان — ضلع راجشاہی مرشدآباد ضلع جہانگیر نگر —

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب آمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کے دل مہاراجہ شتاب رای سے

لوگون کے اونہین امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ
تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر و بسبب التہاب نایرہ فساد کے ہوئے راجہ موصوف اگرچہ واس حال دانستہ
سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگراجیا تا اندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکھتی تھی لیکن بنا بر تخالف
قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ تشویش تھا تا انکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال
کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع
کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ
استفسار کرتا تھا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نتھا
تا انکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا اور باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بھی صلح محبت کوراہ
کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرکے باہم گرم جوش و خوش ہوئے اور مسٹر الکسندر ہمرول اور مسٹر جگل صاحب کلان
ہوا اور چند سے یہ بھی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و دانش
سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علیحدہ رہتا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے
اتفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس
عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آنکو عجب کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تھا
اسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور
دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکتا تھے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت
کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاود کلکتہ ہوا اور
ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد و باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اونمین مسٹر اسٹوفسن اور مسٹر ڈورن
اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہونا

جب لارڈ کلایو ولایت گیا اور اختیارات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور
ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین تھا لیکن خیر اوسنے رو بجاے
کرکے ہر ایک کو خاموش کر دیا اونہین دنون سے لوگون کی عالیجاہ کو انگریزی فوج اون کا مارا جانا اسکی طرف عاید
کیا اور پہلے ہی سے اوسکا کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین بروقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جاکر لکھا
تھا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب متضمن اصرار بغرض جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور اپنی و

اپنی جیب مین رکھہ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو یہ بندہ کا قصور ہی یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکہکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فایدہ رکھتے تھے اوسنے اونکی اور ہندیون کی حوالہ کہی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کرکے لکھا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بھی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بھی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سے
لاکہہ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئے اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بھی ایک
سوداگر تھی حالا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سواران مین تھی بالکل موقوف
ہو گئی اسقدر تجارت اونکے واسطے مدد چہوڑدی ہے تا کہ وہ لوگ کاردباستحوان ہوکر ہمارے ظلم سے دشمن ہو جاتین
ہمیشہ وقت میرا یہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹھیکہ داری اور سرورکی اور راجا بت
رانی کیا عمدہ نہ تھا ہے نہ کر رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرنا ہیت اگرہ ریاقیہ بر دانشتلوں وگرنا فل شدی
افسوس افسوس ہوجب کہ شمس الدولہ بدگویون پر غالب ہوا صلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑہ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا ابتدا دلجوئی کرکے شمس الدولہ کو بنا بر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکے
متعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کہیل دیکہیے اسکا چہار راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نکلی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہشٹنگ بہادر کے کوئی نہین پس اسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دنون مین یہ شخص آرکاٹ و دکہن کا رئیس
تھا پس اسکو حکم بہیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی یہین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بہیجا کہ جو
پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہشٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجاے خود
پہونچے مسٹر ہشٹنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرتیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تھا رہا
اور روز وشب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گراہم صاحب کلان مرشدآباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ ممتاز الملک
معین الدولہ نائب خان اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رای کو بہرہ مین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گراہم صاحب
کلان مذکور اور موستما جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس اخفا سے بہیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جبان گراہم جو کہ مظفر جنگ سے اونکی دوستی تھا اور کہتا تھا کہ جسوقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب رای کو جسکی نسبت ولایت کا حکم مقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قیدمین برابر پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلا سے بموجب سے بچا وسے

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشد آباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد کسی اپنے ہمقوم کے گھر مین رات کو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس مین شقہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنا بر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکر کے فرشاط باغ مین فارغ البال خواب استراحت مین تھا تھوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آگے متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات کرکے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہیئے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ نواب مذکور تاب سرکشی نرکہتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ کسی چیز سے تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع ایک کمپنی کے مظفر جنگ کی مکان پر شہر مرشد آباد مین کہ ٹھہرتا تھا آیا اور اپنے پہرہ اوسکے دروازہ پر بیٹھا دیے لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا عجب طرح کا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہوکر اوسکے شکست مین ساعی ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور قوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کاردان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے بکرور گہر جنرل کلاورن سے ملی اگرچہ مقام اندیشہ تھا مگر با جبر و زبون نہوسے لعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور مبارک الدولہ کی اتالیق ہوئی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ مومن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی ابوہی ہے اکثر کامون مین استقلال رکھتی اگر نائب معقول اور ہوشیار تحمل مزاج کرتی خود پردہ پار کے جواب سوال سنتی اور اوسکی مشورہ سے کام رہا ہوتی ریاست مرشد آباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہے کوئی اوسکے اختیار سے باہر نکل سکتا تھا لیکن باعتبار شعور کو اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بدشعور تھا کار فرما ہوکر ناظم مذکور کو ہے اوسکی والدہ بہو بیگم کو اپنے قالو مین لائی اور بہو بیگم کو باوجودیکہ منی بیگم اوسکی باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

ہمع مبارک الدولہ کے صمایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی تھی ورحقیقت مبارک الدولہ بہی لیاقت
رکہتا تھا تا انکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچھے اور انگلستیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بموجب انگلشی مین بتاریخ بیست و چہارم محرم ۱۱۸۶ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک مخلوق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی بسقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا اور دریای
قلزم سے پایان ہے اور شہر سے نا برسال چونکہ مظفر جنگ منسوب کمپنی تھا زیادہ ترنے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گراہم نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے سے
بیگانہ تھا کوشش کرکے یہی حکم قید مہرہ شتاب رای کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنے
حسن خلق اور سلیقہ کاروائی اور کارگذاری سے ہرایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تھا ہوشیار جنگ جارج
ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کی اقامت مین اونکو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ولا سرا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینہ کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے کہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکالکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی لفظ سلام وغیرہ فرمان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وسے راجہ بدستور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم
نہین ہوئی ہر وقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشدآباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کے نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جناتہ کونسلیہ کی جا کرکے حجرہ مین ہمع کونسلیہ کے بیٹھا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور با آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تھا
کہ مہاراجہ شتاب رای کاردیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسکی جگہہ مامور ہوے چاہیے کہ
عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلا شرکت نائب ہندوستانی کے
کار فرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبارات

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتدا ے ورود گورنر ہیسٹنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری ہین ارباب کونسل معاملات ملکی ومالی مین بلا شرکت ونیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبھ رام کا لڑکا بنام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور ہر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آیندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۶ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کو اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کے ٹھیکہ کرالایا اور پھر وہ
عظیم آباد کو پھر گیا نفاق ہوا اسواسطے اور خیالی رام تھوڑے زمانہ مین اسیر و ذلیل ہوکر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت [illegible]

ذکر آنے عماد الملک مسٹر ہیسٹنگ بہادر کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی سعادت
اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار
پانا مگر محروم ومایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا دامن اقتدار لپیٹنا کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای پہرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ نے بنا بر اطلاع وانتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
بہار وبنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹی مقرر ہوئے تھے
چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو ۱۱۸۴ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمی ہیں انکا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ ادمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمپنی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹی کے وارد مرشد آباد ہوا اور
وکٹ مہینہ کے روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند وبست معاملات اور عزل ونصب بعض عملہ بتوسط مظفر جنگ کی
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ ہزار روپیہ [illegible] کہ خرچ کا تھا
سنی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تھا کیا ہوتا اور بیس روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مرحوم واجب الرعایت
جو ہمیشہ ملازم اور بطور مراحم رہے ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا عورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچھ تھوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب ٹہرکے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین ایک بار
اور تبدیل انکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپی تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین پچیس ۲۵ مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ و تہیہ
کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آئندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایہ کیا کہ اسقدر ماہواری
دینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران سرشتہ
مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب نکرے اور سردار معدلت شعار
مانند ناظم اور نائب او گنجیات اور عمائدوں مقدور کو کچھ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی
اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور
کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے القصہ بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز
سہ شنبہ چھبیسوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ۱۶ ماہ مذکور ۱۱۸۶ھ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت
مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم بہیٹ مین دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین
مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سے

چونکہ شتاب رای کا مخدات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی خلل بھی نہ تھا بسبب مظفر جنگ کے اسکا
سوال وجواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لگی ہونگے اسی سوال جواب مین گذرے [illegible] کو زہر وغیرہ
ارباب کمیٹی نے عذر خواہی اور دلجوئی کرکے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھہ دیا کہ مہاراجہ شتاب رای کے
کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹی وغیرہ فرقہ انگریزیہ کو ہوا تھا بعد تفتیش اور تحقیق کے کچھ بھی امر
خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ سلوک نالایق جو اوسکے نسبت ہوا تھا نہایت بیجا تھا اور
خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیکر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کر کر رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار
عظیم آباد سے موقوف ہو کر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ مسٹر برسٹ مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور
اختلاف آب ہوائی کلکتہ سے بیمار ہوا ضعف معدہ کے آثار پیدا ہوئے رفتہ رفتہ اسہال ہوگیا جب کلکتہ سے رخصت کی اکثر
عظیم آباد مین بمقتضائے اتحاد اور بعض بلا [illegible] لیکے بطریق اقتدار استقامت پایہ اور رایاگل لوگ سے استقبال کو
آئے مہاراجہ نہایت ضعیف اور حقیر ہوگیا تھا گھر پہونچا انگریزون کا جسقدر بار اع تھا اوسیقدر شتاب کی ہوا تھا اور جی
تھا کیونکہ نوکری اور رفیقی مین انگلشیونکے ساتھہ اس شخص کے برابر کوئی دوسرا نہ تھا مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکے بعد ہوئی جسکا بیان لکھا جاویگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دمرفانی سے عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضائے غیرت اپنی جان سے بیزار تھا اور قضا بھی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سے

کثرت کی اور پرہیز توڑ ڈالا کیا مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کو
جو بالفعل عظیم آباد میں بے نظیر ہیں متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اوسکو حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامدگویان ناحق ناشناس نے اونکے مشورہ میں فقیر کو جملہ نقصان کا موجب ہونا جناب سے ظاہر کیے تھے اور اون دنوں
میں فیض علی میری رفاقت میں تھا لہذا اوس واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ امتلا اوسے رجوع ہوا اور واسطے مجہول الاخبار کے لیا ... ہوا اونسے طبیب ... بنگالہ کو
منع کیا اور اوسنے بھی اپنا نقصان اور فائدہ نہ سمجھا چند روز ترک دوا کیے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اوسکا
نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زائل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ کا جانا بنارس میں واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور پھر ترنگ لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور پندرہویں
ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاول کے شروع ۱۱۸۷ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دھن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کا کہلا بھیجا گورنر وزیر
عظیم آباد میں رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگھ ولد راجہ بلونت سنگھ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چند روز ہوئے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنای راج کا
اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تعزیہ عیادت عرض کیا اسی عرصہ میں آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب رای نے اس عالم فانی سے
کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکو لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت اسلام کی طرف زیادہ تر مائل تھے چنانچہ گیا تھا
بابر ... ہنود ہون نے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر رفع بدنامی کے کہ شتاب رای کو سماعت قدر
نہ پائی جاوے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بسبب کم سنی کے نہ رکھتا تھا
باپ کی جگہ پیشکار مقرر کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ درماہہ کی ضمانت جو اوسکے اختیار میں تھا موقوف کر کے اوسکا سررشتہ احتیاط کونسل
میں رکھا اور لوگوں کی تنخواہیں قرار واقعی مقرر کردیں

راجہ شتاب رای کی نیکنامیوں کا بیان

یہ شخص قوم کایستھ سکسینہ رہنے والا شاہجہان آباد کا تھا مصاحب اعتماد الدولہ ولد ... الدولہ ... خان ... امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکی گہر کا متعلقہ
اور بشیر سامان تہا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کاروانی اور نیکو خدمتی کسبب اپنی آقا سلمان کے گہر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد مین انقلاب بسیار
پیدا ہوا اسنے اپنا رہنا وہان نامناسب دیکہا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنی صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیچ
اور مالدہ مین تہی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان جزرس وقیقہ
اکثر اوصاف سے موصوف تہا بندہ کی دانست مین کل رؤسای پلیچ اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین موجود تہا
اور باوجود متصدی گری کے شجاع تہا اور دلیری سے بہی خالی نتہا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکہتا تہا ہر ایک شخص اور شریف کے ساتہہ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تہا ہر ایک کا مطلب بہ آسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا او سے زبانی تقریر سے کہ بسن کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نہتی مگر کبہی دلشکستہ نہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا باوجود
جزرسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی ذہانت نہ رکہتا تہا اور رقیمت جنس وغیرہ کی ہر ایک کو موافق اوسکی لیاقت کے دیتا تہا بلکہ
معاملہ میں سست تہا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان بکفایت بہم آتی تہی منگوایا کرتا تہا اور مجرد آنے صاحبان
مامور کے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگون کی ضیافت کرتا تہا اوسکا دستر خوان
رونق منعایہ رکہتا تہا خود بہی حاضر ہوکر علاوہ طعام خوش غذا اپنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تہا شرم حیا
اسقدر تہی کہ اوسکی مقربین نے بہی کبہی نہ دیکہا اور نہ مطلع ہوسے کہ کسوقت اپنی معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تہا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ دیوانی بنگالہ
کی مان تہی کچہہ تعلق نہ رکہتا تہا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایک مکان نیا دیا تہا اور سامان درخور بسر اوقات بہم پہنچایا
تہا لیکن اوسی طرح سے کہ کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشی سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر برسون عدو رہا اور جب کچہہ اتفاق ہوا اوسنے اپنے مونہہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
بچتے تہے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تہا بہرصورت اوسکی ساتہہ رعایت کرتا چونکہ خرچ ازیادت کہیہ اسکی
قلیل سا روپیہ مقرر تہا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نتہا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کر دیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تہا درصورت عدم امکان کے کار ہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچہہ حاصل کرا دیتا
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید جسکی اعلی اللہ
درجتہم وفاضل سخصت کا رہنے والا تہا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کے امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کے مرشدآباد اور ہوگلی مین بسر کرتا رہا با وجودیکہ ادیب اور ناظم دونون حضرت سلمان اور زردار تہے

پھر کچھ بہی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکہنؤ اور الہ آباد کو عازم ہوئے اور پھر بہائیں عظیم آباد کی گئے مع تقریب
کی یہی ملاقات اوس بزرگ سی ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات کی تقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجود یکہ ہندو تھا
مگر مجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکے پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور مین
جاکر سلام کیا ہرچند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ کنار اونکی تھوڑی
دیر کے بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تھا مسند تکلف بچہائی اور خود جا کر گوشہ مسند پر بیٹھا اور
لوگونکو کہہ دیا جبتک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب کہ بندہ اسکے ہمراہ آیا مہاراج سے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم جانتے ہین حق تعالی نے جو اخلاق کہ
تمہین دیا ہے کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تہی مہاراج جی نہ سمجہے تھی بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کئے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھہ ایکہزار روپیہ
کا توڑہ بہیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا القصہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بتقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہی عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمہین
بہی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہمارے گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچہہ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لائقہ حال کی لکہنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکہون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہرایک جگہہ کے اعیان وارکان وبزرگان سے مستدعی رہا کرتا تھا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر ونقصان کے تحریر کرین اور ہرایک کے ساتھہ اسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تھا یہ خبر بہی
اسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے استکار کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت فرح سے
ہمیں یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجہی سے خدمت مین بندگی تہی حاجت تحریر نتہی شتاب رای نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بہی مرد ہوشیار تھا سمجہہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا بس مہاراج
پر خود ظاہر ہے حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تہے اس
معاملہ کو نسمجہے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچہہ اخبار سے معلوم ہوا تہا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بہی کسی نے نسمجہا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو واقع لائق
کہ کے ناگرمل کے نام باوجود بیخبری عرضی نہایت فروتنی مین لکہی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی ہے مقدار ہی امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو باامر اور رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفہ جات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور قیمہ لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہیرا پارچے پلنگ اور ولایتی گہوڑان اور

شمعدان بلورین اور آئینۂ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے تاکہ مل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط ہوشیاری
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کی ہمکو خجل کیا آخر ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس کو لغوبی قحط و غلہ کی شروع ہوکر اواسط ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی شتاب رای نے منہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوی وہین کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکو باغ مین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کہانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہیمہ پختنی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو نمک افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلاناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور لندنیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اس ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشدآباد مین ان باتون سے کچھ بھی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہوجاتا تھا اور عمدہ لوگ یا سید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر احیانا کہین سے غلہ ہاتھ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھ معشوقانہ ناز رکھتا تھا سپاہیون
سے وہ غلہ چہین کر اپنے گہر مین رکھتا تھا تاکہ زبردست لوگ زیردستون سے چہین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی کر سکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے روساے انگلشیہ اور عظماے بنگالہ کے بہیجا تھا اور عظیم آباد کے بستا ہیر اور عمدہ لوگونکو دونی
قیمت بہیجتا تھا جب دیکھا کہ اکثر اسطرح سے محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کی تھوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ الا کر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدی اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم اہیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بہیج بہیج کر طلب کیا اور بہم
عظیم آباد مین اونکو ٹہرا کر حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکھو وہان تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکہنو اور اکبرآباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بہیجا کرتا تھا انگور فرنگی اور
کوکہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگا اب نہایت افراط سے ہوتے ہین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کا تین
سیر اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑہ سیر یا ڈھائی سیر ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا چنانچہ
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا بالعزت ہوتا تھا اور گیارھوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہے شیرینی غربا کو

پکا کر نیاز دلا کر تقسیم کرا کر تشریف لیجاتے ہیں اکثر اونکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہا تا تھا سال میں اکثر یہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایک دن کہا کہ اعتقاد نشان ہوگا تب پاس ہی پہری خیر پر کیوں نہیں
کرتے اوسنے جواب دیا ظاہر ہونا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہیں اور زندہ کا قبر معجزہ طلب نہیں کرا ایسے
امور کا پیچھے پڑے مجھے اپنی اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کام میں کسی کا اس حضرت پر شکوہ تہا کرنا ہے عدم احتیاط
بادبی کی نشان ظاہر ہوں پہر سے واسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے کیا سمجھا کہ شاہ مردان کی نشان کا تابع ہوا ایک روز
واسطے استقبال جنرل ایمٹ کی مقام بابیرہ کو جاتا تھا بیکنٹھ پور میں بطرف پشت تجانہ وہانکے جو مکان معروف بخیمہ گاہ واردان
کا ہے خیمہ گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب کوچ ہوا ایکا در خیمہ پر حاضر ہوا ملازم اوسکے ہمراہی راستہ کے دونوں طرف صف بستہ بار سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ میں جاکر اوسکے ہمراہ برآمد ہوا مہمان تہا مذکور نے خیمہ خالی پایا فرصت دیکھ کر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ ہماری ہوئی ہے اور آج پور تہا تشریف روز جمعرات ہے ہم لوگوں کو کچھ ملنا چاہیئے
جواب دیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سائل ہو مجھسے کچھ غرض
نہیں باوجود بہت کے ایک پیسہ نہ دیا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی اور پھر دیکھا کہ فقرا جو اثنای راہ میں سائل ہوئے محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا اکو روپیہ دیا اوسکے رفقاء محرم راز سے دریافت ہوا کہ پٹنہ اور
کلکتہ کے سفر میں بھی حرم تجانہ کا راہ میں سے بعض رفقاء ہمراہی مستحق زیارت پر نشان کا مذکور کی ہوسنے سے تھے مگر
یہ بعذرت خواہ ہو کر سو دو سو روپیہ پانچ دیکر رخصت کر دیتا تھا کہ میری طرف سے بھی تم زیارت کرتے آنا اگرچہ حویلی نہایت تکلف
سے اپنے واسطے بنوائی لوگوں نے کہا کہ تجانہ پر مہمان کو اس مکان میں تکلیف الطعام دینا چاہیئے جواب دیا کہ میر آنگن پاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لے لوگنگا کنارے تجانہ ضروری کر دو یا ایام مختلط میں بلحاظ مراسم ہر اور برادری کے ساتھ پاس اور ہمسروار
کو کسی برہمن کے پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا التماس عظیم جانا بر سبیل اعتقاد ہونے کی راجہ سے کہا کہ ہمارا
آپکے طالع کی بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کریں راجہ نے کہا ایک ورد کرتی ہیں رہیں
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آزردگی جواب دیا کہ رام اور رحیم میں کچھ فرق نہیں
اوسنے کہا ہے لفظ رام میں تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ میں تثنیت اور دوئیت کسی کی نہیں انہی طرفوں سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نہ رکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات پار دوستان کی منظور رکھتی اور کسی کی
مال و چیز میں بنا بر حفظ اپنے آبرو کی دخل نہیں کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا نکرتا تھا کیونکہ بعض اوقات
انگلستانیوں کو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو ہزار کا کام ہوتا دس دس ہزار بھیجتا اور اوسکی حاصلات کو
نہایت کم داخل دفتر کرکے باقی اپنے جود و عطا رکھتا دوم یہ کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کرکے کہتا تھا کہ فلان
انگلستانی تمہاری سند دیکھا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کو کلا سے اسناد اور وثائق طلب کرکے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب
اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہر حال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ستاب راے نے اپنی آنکھون
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوئی کچھہ نہ کہتا اور بعدہ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر زر بلا سے بیشمار سے مالامال کر دیتا ہے

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس دار و گیر مین نہایت مضطر اور بیبس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر عملہ خاین اور خود بھی بیخبری کی وجہ سے
کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی
سے گریان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر
کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پیر
نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تہوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر
متعہد وکالت ہوا اور نند کمار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا اسقدرین
سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بجز تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کردیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین
کے کچھہ کہتے نہ بنا او مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسوین ۲۵ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری کو رستگاری
پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید بانخدمت ستاب راے کے بدستور شریک کونسل مرشدآباد ہو کلکتہ مین
مقیم رہا اور مفت خواران کلکتہ نے جسمین اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام
فریب مین پہنسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکہتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہوا خواہ سمجھکر اونکے حسب اشعار اکثرون کو روپیہ بھی دیا اس
سبب سے زیر بار اور مقروض ہوا انہدہ اوس زمانہ مین سمجھہ ولی نواب سیف الدولہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ
سے موقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی قصہ مختصر اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل
بجاگیر کے سپرد کیے اور اوسکا عامل ابہرے قرضہ کا اعداجن سے ضامن ہوجائے اور یہی صلاحیت

جاگیر سے اوسکو دلوے اور زر بابت فاضل دیوان امانت رکھے تاکہ مہاجن کو قرض باقی نرسے اوسی
زمانہ مین کہ بندہ ہیچمدان بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکو بارہا
سنا کہ ہر دوگھڑی علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکرگذاری اور خدمت کرون تو
عہدہ واجبہ سے باہر نہین ہوسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہا کہ کیونکر ام رفقا
لاکھون خوردہ و نوش کرسکے بلدیے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا بے درم ناخریدہ ہون اسکا غلام ہے
میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین مردم شہر لحظہ اوسکا دم بھرتا تھا —

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس رؤسای کمیٹی اور گورنری منافقت ہونا اور بارول کا گورنری اتفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم بدارالمہام
کمیٹی اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان
۱۱۸۸ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردار و نمین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ کمیٹی کے
رہگئی چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنابر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کے ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم اتفاق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر نکہ جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رد فرماتی تھی گورنر کے معاندون کو باخود موافق کرلیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیف
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگس کا مغضوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوئے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کے طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو
آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کی جو تین ہیں
تھے گورنر پر جو دونون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق رای طرف جنرل کی کئی جاتی تھے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلاون
مرشدآباد اور مسٹر ... صاحب کلان عظیم آباد اور ... صاحب کلان ... اور مسٹر ... صاحب کلان ... وزیر الممالک جنرل کا
کی ... اور ... الدولہ ... بیگم ... گوران کو ... اسکی توسل سے
جنرل ... ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری کو ... اور ... منی بیگم اور ... خان

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا ے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور مقتدر ہوشیار ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھے ٹیری پڑے اپنے
مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھہ نہین چاہتا اسی وجہ سے اتبک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب ہین سے ہے اسی سال مین اونتیسوین ۲۹ جمادی الاول سے
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت ذکی طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کرکے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ و خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی اور کواکب فلکی اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کرکے اور اوسکا ترجمہ کرکے سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشد آباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ
خرچ کرکے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اون علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگزاری مین نادرۂ روزگار تھا
تسلیم و اغماض سے کار فرما ہو کر ضروریات مین توجہ نامناسب بالی ارادہ کیا کہ اول اپنی بری الذمگی
کرکے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور ان امرا کو جو انکے مخصوص تھے نندکمار کو سزا دی بعد ازان تدارک بھی کیا
کرے اور امور پرداختہ جنرل کو درہم کرے اسواسطے نندکمار کو جو ایسی مکر اور راستی اور واقفی کی دریدگی پر ...

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہسٹنگس بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر مکتوب نندکمار کے احتکار کرکے ثابت کیے جعل اوسکے چند عیب تھے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے اور تمسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلا قید اسٹیٹ کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات
کی تحقیق مین گران جوری مقرر ہوئی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ ۱۲ آدمی معتمد انگلشی مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین پہلے تیسری
مرتبہ پھر کچھہ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ ۱۲ آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اور اوس وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر سے ایجالی کراوئے
القصہ یہ گرانچوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نندکمار واجب القتل ثابت ہوا
یہ اور یہ وہی خلق تھا اگرچہ وہ ایک لوگون سے احسان بھی کیا تھا مگر عجیب بیباک
خدا ناترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا
تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زہر وارتکاب لیا وین ہرگز خوف نکیا بہرصورت گورنر کی قصور ثبوت
کرنا علاوہ اسکے خود بھی مزاج مین صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب دستخط الکاشی سے لکھی گئی
جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشہور ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
۱۱۸۹ ہجری کو نندکمار کی جانسے مقررہ پر پھانسی ہوئی اور اوسکا نقد وجنس تعلقہ ہوکر اوسکی لڑکی
راجہ گرو داس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکھہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد وجنس حساب مین
آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تھین برآمد ہوئین —

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر ماموڑ ہونا وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا رہا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مآل اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابھی جسطور سے
گذرتا ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیئے دیکھنا چاہیئے کیا انجام پیدا رہتا ہو اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تو اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بھی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خود رائے نا سخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت ہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چھوڑا جنرل نے اوسکی واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے جبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی
اور انفصال مقدمات فوجداری اور تحقیقات آور رسانی مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد واتباع کے کونسل سے خلعت دلا کر پندرہوین رمضان
۱۱۸۹ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ شہزادہ دولت پر متمکن ہوا دہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑھایا اور ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ
طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی یا رب ان تعذبہا فانہا امتک وان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷
ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر جگہہ بھیجے
ازانجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشتی مع تمام رعایا کے
راضی اور خوشنود رہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو
خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھہ ممانعت بھی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بے التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنا بر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان کی
احسان فراموشی سے منحرف کر دیا اور فیما بین ناچاقی گرم بازار ہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کے دل پر
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی راکہ دود بہت و سرزد و درگیرد ۔ اول کنایۃً شکایتین خانہ کو بھی شروع کین اور پھر
اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندہ
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیونکا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تاکہ دعوے عقل اور شعور کا کرون یہ قاعدہ ہندوستانیونکا ہے کہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ سنت مکلف در بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بھی شاہ بید ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی
دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاتین بجز سکوت کچہہ بن نہ آتے الغرض یہ سب باتین طعن و طنز کی اپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین برگزیدۂ روزگار کیا تھا اور طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بھی کہتا تھا مظفر جنگ ایسے امور سے محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تھا اتفاقاً اوسوقت مین ننھی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تھی بموجب سالبطہ علانیہ پاسکے ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود و سرود کی کرائی تھی صحبت لغو و بیہودہ آلۂ ریا کرتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ کمر کشادہ کی تشکر احسان کے بہانہ سے جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تہے لہذا خان مذکور کو بہائیصاحب اور بہائی جان ایسے ایسے کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بھی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتین ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بھی شریک اور اوس محفل کے مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تہے تا آنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات شریک حال بھی اس بارہ مین اصرار و مبالغہ کرتی تہین کہ کچہہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والون مین عزت و ناموس کا پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب و تکیر آمادہ کرتی تھی اور بمقتضاے کلام الناس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند عزیب و شریف کی عصمت رہی ہو ورنہ بہتا ہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکہا جسقدر ہین یہان وضیع و شریف ہہ خوار رسوا ہین اور بہر و کثیف خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا سچ ہے بموجب قول محتشی اکبر نامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت اور محبت کی بھی کمال بہت کبھی سبحہ کو یہ کرکے زنار کبھی زنار ہو وہی سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خان مذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا کہ فلان شخص بہرے ناموس مین پردہ دریدہ تار ہی اس محضر کی کہ بجز افشا و رسوائی فائدہ نرکہتی تھی شاید بخوف انگشت اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی یہ نکہے کہ ایسے رفیق سے جدائی ہو جب کیون ہوئی بہر صورت مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین بتاریخ سولہوین ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

میں علی ابراہیم خان کو عمدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اسکے لڑکے بہرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور میں لیجاکر خلعت دیوانی عطا کی علی ابراہیم خان نے گوشہ نشینی کرکے
آمد رفت دربار اور بازدید یار و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ میں سنہ ۱۱۹۱ میں رضی الدین خان کا انتقال
ہوا جو کہ مظفر جنگ کے رفقا میں نہایت دخیل تھا رضی الدین محمد خان کی کسبی بی بی کو اپنے عقد
نکاح میں لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کے
مر گیا بہت سا روپیہ اور مال اور خزانہ وغیرہ چھوڑ مرا سید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھاکر اوسکی
کسبی بی بی جو اوسکے لڑکے کی ماں کے سوا تھی اور سب عورتوں سے محبوبہ تر اور مالدار تھی اپنے
نکاح میں لایا اور اوسکے مال و اسباب میں متصرف ہوا لوگوں کو تقرر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان مسرب کو وصی کرا دے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ میں زن بیوہ اور بیچارہ نہیں ہوں مجھے وصی نچاہیے ہرگز راضی نہوئی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوکے
تاریخ ہفتم رجب سنہ ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
میں سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت میں اسلام آباد اور ہوگلی اور
پورنیہ کی حکومت میں رہا اور پورنیہ میں ہی مرا تھا غیر وہ عورت لب بستہ ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی بمناکحت نہ تھی مگر دریافتوں نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام میں پھنس گئی
کہتے ہیں کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات میں جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکو
اقربا وغیرہ کی مستورات آمد رفت رکھتی تھیں اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑی تھی اور بنا بر
وصال بعض عورات کے جو اسطور کی تھیں سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کو سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجھا کہتے ہیں کہ اونہیں دنوں میں
چونکہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گھر میں آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا پس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کر لیا العہدۃ علی القائلین والراویین —
جھگڑا اوٹھنا فیما بین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگس بہادر اور جنرل کلاورن کے

[illegible]

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل سکے درمیان سخت جہگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت ہمارگیرواپینگ بحضور کمپنی جاتی تہین اور وہان سے جوابات آتے تہے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن ڈویر کرنل منسن مرا تہا ایکقطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانیکی تحریر تہی اور اوسمین لکہا تہا کہ جسوقت گورنر ولایت آسے بعد خود جنرل کو گورنر کرکے آوسے اور دوستان جنرل نے لکہا تہا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری تمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کہو سکے خط گورنر جنرل کا نکہا تہا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گہر مین آکر سبکی گورنری پر بیٹہا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بناکر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب ناملایم کرنا شروع سکئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دیئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکہی جنرل کو مغلوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کہو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہو گیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ و لخواہ کی نسبت صادر ہوا تہا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک شہرا بعد معاودت کے مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سی ہمراہ لایا تہا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کرکے حقنہ کا عمل کیا اور بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مستر فرانسیس کی طرف سب ہو گئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہرچند مستر ہویلر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی طرف سے بنا بر بلند رتبگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت بنائی بمجرد مرنے کرنل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوسے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر کے تہے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مستر بوسٹو لکہنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ عظیم ابادسی اور گوران مرشد آباد سے بدلے گئے مستر مڈلٹن واسطے لکہنؤ کے مقرر ہوکر گیا اور بنارس مین مستر گرام اور مستر لا عظیم اباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشد آباد مین مستر بیبر کی مدار المہامی

اور راجہ گوروداس جو بعد گشتہ ہونے اپنے والد کے بپاسخاطر جرنل کے مبارک الدولہ کا دیوان ہوا تھا اور بعد ازان بپاس رضاجوئی جرنل کے بنگالہ کے خالصہ کی دیوانی پر باوجود عدم لیاقت کی سرفراز ہوا تھا بعد انتقال جرنل کے بلکہ بعد مرنے کرنل منسن کے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا تھا حسب الاستدعاے منی بیگم کے مبارک الدولہ کے نظامت کی دیوانی پر مقرر ہوکر اوسط جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین پہونچا اور مظفر جنگ کو اس واقعہ سے نہایت افسردگی ہوئی کہتے ہین کہ گورنر بسبب جیدا وصاف مظفر جنگ کے اسپر اعتماد نکرتا تھا لہذا عہدہ فوجداری اور عدالت سے جو بسعی جرنل کے بیچ نیابت دیوانی مبارک الدولہ کے پائی تھی معزول اور صدر الحق خان مقرر ہوا اگرچہ معلوم ہوتا کہ صدر الحق خان سے کارروائی نہین ہوتی لیکن چونکہ یہ شخص ابتداے ورود گورنر سے اسکے آستانہ پر رجوع ہوا اور باوصف انقلاب کیطرف کو متحرک نہوا لہذا اوسکو لیاقت سے زیادہ مرتبہ پر سرفراز فرمایا اور مبارک الدولہ کی دیوانی کے واسطے راجہ گورداس کو چندروز پیشتر بھیجکر مظفر جنگ کو موقوف کردیا اور مبارک الدولہ کو لکہا کہ تا ورود صدر الحق کے مظفر جنگ کی عہدے کے عمل فوجداری کو اپنے زیر فرمان مقرر رکہے منی بیگم جو کہ اسدن کی خواستگار تہی سرگرم امور مرتکبہ ہوکر خواہان ہوئی کہ صدر الحق خان کو بہی نیابت سے مانع ہو اگر ممکن ہو فوجداری اور عدالت بہی اپنے قبضہ مین کرے اسواسطے اپنے دیوان خانہ کو کلکتہ بہیجا اور گورنر سے درخواست پیش کی اور امتناع نیابت مین بنام صدر الحق کے نہایت ساعی ہوئی چندروز طرفین سے سوال جواب رہے آخر جو منظور گورنر تہا درکسیقدر پاسخاطر منی بیگم اور مبارک الدولہ سے مقرر ہوا اور تاریخ چہبیس ۲۶ جمادی الثانی کو صدر الحق خان وارد مرشدآباد ہوا چونکہ مرد سادہ او ضعیف پیری بہی زیادہ تہا قیام وقعود اور آمدرفت دربار اور حضور مبارک الدولہ مین ایسی حرکات ظاہر ہوئی جو اوسکی خرافت پر دلیل تہی اس سبب سے لوگون کی نظر مین محض سبک دکہائی دیا آقا محمد علی نام مغل ولایتی زادگو سے کہتے ہین بعد لینے کسیقدر روپیہ کے فوجداری عظیم آباد اور آقا عبدالرحیم کو عدالت پر مقرر کیا تہا فوجدار مذکور نے چندروز کی حکومت کرکے وہان کے عزیزون کو ناراض کرکے آپ بدنام ہوا

شروع ہونا منازعات کا درمیان انگلشی اور سرداران دکھن کا اور ظاہر ہونا مکر فریب کا بالاجی راو بعد انتقال راجہ ساہو کے اوسکے ملک کا مالک ہوا اسکا ذکر مفصلاً احوال دکھن مین

جسقدر کہ بندہ کو معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی ضرور بالضرور وقایع نگار قلم کریگا تاکہ ناظرین کو حقایق حالسے آگاہی ہو جب وہ راجہ باہو مرا اوسکا لڑکا قایم مقام ہوا رگہنا تہ راو برادر بالاجی راو کو بالاجی کے فرزند سے جو بعد پدر کے فرمان روا ہوا تہا جہگڑا اوٹہا کر مقید ہوا اور مکر و فریب کر کے برادر زادہ مذکور کو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ آپ جانشین ہوا سرداران ملازم مین اختلاف ہوا بعض رگہنا تہ راو کی طرفدار ہوے اور اکثر نے فرزند بالاجی کی بی بی کو جو حاملہ تہی سردار بنایا اور جہگڑا کر کر رگہنا تہ کو مغلوب کر کے پہر قید کیا بعد ازان بطور صلح رگہنا تہ راو اتفاق و آشتی کیا اور وہ فرصت پا کر نکلا اور انگلشیہ سے جو کہ کوٹہی بمبائی مین رہتے تہے جا ملا اور اونکی حمایت مین جا بیٹہا اکثر جاے دشوار گذار بلکہ ایک ملک ہند کا اسطور سے انگلشیہ کے قبضہ مین آیا کہ ایک ملک کے دو سردار باہم جہگڑے ایک انمین ملا اور وہان کی راہ روش سے آگاہ کیا اور اسنے متوسلون کو متفق کر کے اور انگلشیہ نے اپنے دلخواہ اول چند قرار کر لیے اور اوسی موجب چند روز تک اوس ملک کی وضع اور ضابطہ اور قواعد پیدا آگاہی بہم پہونچائی اور اس مدت مین اپنی توجہ کی مضبوطی کرتے رہے بعد ازان آہستہ آہستہ اوس ملک مین دخیل ہوئے ہین اگر وہ حاکم سردار ہوشیاری سے حسب مرضی قدم رکہتا رہا اوسکی ریاست اوسکی چہوڑی اوسکی اولاد کی ناخلفی ظاہر ہو تو ملک چہین لین اور اپنی قبضہ مین لاکر تاکہ بدنامی کا دہبا نہ لگے ہر طور سے ایسا کام کرتے ہین کہ نقض عہد کی بدنامی نہو القصہ صاحب بہادر نے یہ حال گورنر عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگس بہادر سے ظاہر کیا قوم فرانسیس اور انگلشیہ کے سابق سے مخالفت رہی ہے خصوص اسوقت مین مردم امریکا کی اعانت سے ترو تازہ ہو گئے اور امریکا قدیم انگلنڈ مین چار سو برس سے بوضع انگلنڈ جا بسے ہین اور مطیع شاہ انگلنڈ مین پانچ چار برس سے زیادہ نہین گذرے کہ بسبب معمول سے زیادہ طلبی اپنے بادشاہ سے منحرف ہو کر زیادتی و سرکشی کی تہی اور باہم جنگ کر کے بادشاہ پر غالب ہوئے فرانسیسون نے بنظر عداوت سابقہ امریکا والون کی مدد مناسب سمجہی گولہ باروت توپ وغیرہ سامان جنگ کا اونکو پہونچاتی رہے بادشاہ انگلنڈ با وجودیکہ صلح باقی تہی رنجیدہ ہوا اور فرانسیسون سے بہی لڑائی شروع ہوئی اور جماعہ انگلشیہ کو ہندوستان مین اکثر جگہہ پر خاطر جمع ہوئی کسیقدر اندیشہ مرہٹہ اور حیدر نایک کا دلمین کہٹکتا تہا کیونکہ حیدر نایک نے قبل ازین بارہ برس مین ہوئی ہین کہ دکن مین انگلشیہ سے جنگ کر کے غالب ہوا تہا اور مرہٹہ چونکہ بہاگنے کی لڑائی کے پابند ہین ایک ایک دن مین دس دس مرحلہ مرتے اور بہاگتے ہین اسی سبب سے انگلشیہ اونکی بہی لڑائی کو دشوار جانتے ہین

اور یہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسیون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہیسٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھ راو سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگھناتھ راو کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد و پیمان بنا بر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھ راو کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھ راو مرد
اور سردار زادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تھین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کی حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہندوستان پر متسلط ہوکر آرام دل بسر کرنا چاہیئے یہ رائے خالی از آفت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
کی قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشک ہند کرکے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پہر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھ راو آرزومند اور
رفاقت پسند کا خود آپسے ملتجی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بہی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج مرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے منظر مذکورہ بالا حزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر ہولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہ رائے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بہی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع سنہ ۱۱۹۲ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال و جواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل ابھی ہمراہی سے محروم پہرا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بہی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور اوسکے چلے جانے
کی بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اس باب مین لکھنا
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو سمجھہ کر

تقاریر مین لکہا تہا میسر ہوا سو خواہی نخواہی ہوگا وہ کچہہ لکہا تہا تقریر مین ہے ۔ اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا تابع ہونا پڑا اور
کرنل کاڈرڈ اوسکے ساتہہ بہت بلا اور وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجہکر جواب دہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہند
کیواسطے کافی و وافی ہین یہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آگرہ آباد ہوا تاکہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور مدعا یہی تہا کہ لشکر آمادہ ہو ساتہ رگہناتہہ راو
کی بجاے سمین یکجا ہوکر باتفاق رگہناتہہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر ایلیٹ
جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری مین معین ہوا تاکہ نئے سرے سے وعدہ ارسال کرکے
زر موعودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہو سنگہ سے کرلے اور اسے راضی کر آئے ناگپور خلف رگہو بہوسلہ
کا دار الملک ہے عنایت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی شہر مین انگلشی بہی قایم
تہے مگر اپنا غلبہ دیکہکر اوسے زر مجوزہ مقررہ عنایت جنگ مین ہان ہون کرتے تہے تہوڑا سا ادا کرکے
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے عرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن سے کچہ فرمایش
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی لیاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنابران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکے
سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ بتجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچہہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر ایلیٹ نے راہ طی کی اور تیر اجل گہات مین لگی تہی
اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرسن جو ہمراہ تہا اوسکی پیغامبری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل مسٹر ہیسٹنگز بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال سے آگاہ
ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام پر اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح سے [illegible] ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی معین رہین بندہ ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور مہجوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کاڈروسے نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے پندرہ روز مین گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل کسیقدر روئداد کلکتہ اور بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حسب حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ ہجری مین مظفر جنگ کی منکوحہ مین جان بحق ہوئے اسکو عارضہ ظلمت بکثرت تھا کسی نے دوا سے حبس دمی جسکی ذریعہ سے کل حرارت طبعی منسدو ہو گئی آخر وقت عنیہ بخارات روبہ سے دل و دماغ گھیر لیا مظفر جنگ نے دوا ئے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھ سود نہوا دنیا سے سفر کر کے اسکا مال بکثرت تھا ظاہر مین بنا بر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بر وقت تقسیم سنا گیا کہ کچھ مال اور جواہرات مشہورہ نہ دیکھے گئے والعلم عند اللہ الخبیر المجید اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینہ ۲۵ روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی انیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ ہجری کو جہان فانی سے گذرا مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشد آباد ہوا یہان اکرام مہابت جنگ کا نوکر ہوا بعد مہابت جنگ کے مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بر وقت آشوب جعفر کو دکن کی سفیری پر کیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا تقدیر لیاقت نام و نشان ہوا گیا مہابت جنگ کے عہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ کے عہد مین بھاگلپور کی حکومت پائی بعد چندے تغیر ہوا بر وقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کے ورود دولت کو اپنا حامی جانکر قرار نکیر فوجداری از تغیر سابق شاہجہانی پایا اور آخر کار کچھ تنہا جیسے تھی ویسی گذرش رہی ہلاک ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین درنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

موقت ہوا گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت از
انتظام سے رکھنا تجویز کر کے استخراج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشدآباد بھی ہوا اوسکا دوست
صادق تھا لاکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بھی متضمن استخراج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے
بنا بر اختلاف رای کمیٹی اور اپنی اجنبیت کے عذر معقول کرکے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکھکر
انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تھا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور
اختلاف راے بھی چندان پایدار نہین کیونکہ یہ کام بین اہل کمیٹی پا بنا ہین اور یہ مجمع و شخص اجنبی
آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرکے باطمینان بسر کرے اور بحال
بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب انگلشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے
خطر عظیم اس شخص کی نسبت سے ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا جدا جاے کہ وہ اپنے عہد
حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور یہی سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت و ذلت کا یہی اختلاف
ہے جو کہ اب سرداران انگلشیہ مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین بیان ہوگا القصہ
کہ گورنر بہادر نے منی بیگم سے بھی جو مظفر جنگ کی حکومت سے ناراض ہے تحریر کرا بھیجا اگر اپنا اعتماد
چاہتی ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تمکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور
مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر تمہے اندیشہ ناک ہو تو مچلکہ لکھدین کہ کوئی امر بدون
تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو تمہارا ذمہ ہے لکھدین کہ جسوقت حاجت ہو
ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور سماعی ہونا آرا بارہ مین مسٹر ڈکرنل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان منسن کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ وقتیکہ مسٹر جرنل کلاورن
کو اقتدار بین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور دارالملک اوسکی
اولاد کا تھا اور آصف الدولہ اور اوسکے نائب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس
وغیرہ جو راجہ بلونت سنگہ کے لڑکے کے قبضہ مین تھا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کردیا بعد فوت
جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کردیا مسٹر گوڈرڈ نے بعد معزولی کے جو کہ رتبہ بھی تحصیل
کیا اور کار کمیٹی بھی انجام دیا تھا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور حقیقت مین حکم ولایت مشعر تحسین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر سے سرے سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشیہ کو معطلی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کے سمجھ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور معتمد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بالضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کی بشرط بعض رضا جوئی فرانسیس کے صلح و آشتی ہو گئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلی نقر
ہے اس حصول مدعا کے لیے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو ایثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی اداے
نذر مین غفلت ہو تو تم اوسے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
مجھپر بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
بنا پر دارے یعنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر وہ اوری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نا منظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع سنہ ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۲۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ بھی راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہر چند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا مگر جو موقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتے ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کے

اوسط ۱۱۹۳ ہجری مین مسٹر ابوتلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر بدراج ہوتے ہوئے ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ینگ جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تند مزاج تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ینگ اسکی راے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سرداکمیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابوتلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کنٹہ کا ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہود نہ پہونچا مسٹر ینگ آشفتہ ہوا اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے راجہ آبرو کو ڈراچاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تھا لاجرم بارسال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بنا بر طلب حضور ہو دولتخواہان افت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام کی اعانت مین اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور رام لوچن کی خیانت و زرگی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کے کونسلیون کو معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے بنظر باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے ضلع مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکھا کر شمار کی ابتدا سے ۱۱۹۵ ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو بمقتضای ہم قومی او یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضای گردش فلکی بحر درد و کد

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض ورانداز ون نے منحرف کرا دیا اور سب حق جانفشانی
راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکہنا شروع کی اور یہان بہی صاحب
کلان مسٹر کلیول سے اوسکی بدبیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ دانا سے روزگار تجربہ شعار تہا وہ چند
صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تہا
لہذا اوسکی بدباطنی کا کچہہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی
مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بہی غنیمت
بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پانا دشوار ہے چند روز قبل
لکہنے اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تہا اوسیدن آدہی رات
گذرنے پر شب حیات کی صبح ہوگئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال
مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے مان کے تہے خانسامان بخوف بازخواست راہی ہوگیا
بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار
رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پائی ننگی پاؤن دوڑا آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور
اطفال مذکور جولا وارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تہا جب
وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سے لڑائی بابہدر کی سخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تہا کرنیل گاڈرڈ
کی جسارتون کی خبر اخبار سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا خبر نہضت
لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جہٹ جابلا سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار
اور بوندیلکہنڈ کے راجاؤن کو عہد وپیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کرلیا تہا جب چند
منزل کالپی سے بڑہے کرنل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا
نام مطلق نتہا عین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی
کہ طایر وہم کے اونمئون پر آب تہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے
زیادہ تلنگا اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کونسلی کی غفلت
سے بحضور ارباب کمیٹی کلکتہ شاکی ہوئے اور کرنل گاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق نہین

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہئے اور دیگر سرداران نے کرنل کونسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ کو نتائج لکہی کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سریر حکومت روح وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جواسیس کی کر کے آگے قدم بڑہایا اور بوندیلکہند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دیہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی راہ کہاٹ کے پانچ چھہ ہزار برق انداز اور آٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹکر جاے معہودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڈرنگ اس غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکہتا تہا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے مانند جنرل گڈرنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا چند روز برابر آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل گڈرنگ کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تہا عماد الملک متنفی جسکی برباد کی ہوئی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تہا ادہر لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان رکہتے ہین بے اتفاقی کر کے بہگا دیا ناچار جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تہا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکے ہاتہہ سے کچہہ بر آمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوے پس کرنل گاڈرڈ ہمراہ لیکر کچہہ روزینہ بہی مقرر کر دیا اور رگہناتہہ راو نے فتح سنگہ گایکوار کو جو سرداران عمدہ مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ١١٩٣ ہجری مین برآمد ہوئے اول وہان کے محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمان سرداری کی رہنمائی کی اوسنے نانا لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گاورڈ نے ظاہرا حسب وعدہ گجرات فتح کر کے گاوکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھا کر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانا سے گوہد کا سرکار انگلشی سے مدد خواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانا سے گوہد کے وکلا بطلب مدد وکاب انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا سے مذکور کو مدت سے مرہٹون کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پامر کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانا سے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کر لیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار وکہن کرنا

بارہوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ھ ہجری کو بندہ مورخ نابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر بنگالہ اور مرشدآباد ہو کر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھہ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ سا ہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح گاوکوار کو جو کہ کرنل گاڈرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھو جی بہوسلہ کے جو مہابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کر کے اپنی طرف کھینچا اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کر لیا کرنل نے جب فتح گاوکوار کو ۱۱۹۴ھ ہجری کے اوسط مین منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے خیبر درہ راہ چالیس پچاس دن مین طے کر کے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا اور فتح گاوکوار مدت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگہو بہو سلہ ولد مودہوجی جسکا نام جہناجی تہا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان سے مع فوج لائق کے جگرناتہہ اور کٹک مین جاکر جہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو اظہار اخلاص کرتے تہے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تہا اور تسخیر کرلینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کی

یہ شخص اول اول اوسنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تہا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمپنیان ہوا بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو کسی تقریب سے ایک دن کہلے خزانے مارڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ایک ہو جو رہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد جنگ انگلشی مین دی تہی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے چاہتا تہا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے عطف عنان کیا اور اوسوقت یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چندروز کے دوبارہ انگلشیون سے پہر ا جسپ مقدر شکست پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین راہداروں اور قلعداروں سے لڑتے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زادو اسباب چہوڑکر ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج کو جو خالی تہا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کالیخان کی سرداری مین اور ۲۵ پچیس ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا جب اقامت چاہی جلیدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تہے اوسی جگہہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

تقسیم ہو جاتا تھا مرہٹہ کو تاب تھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان اور کالیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زندخان فرمان روائے ایران سے تحفہ تحایف بھیجکر راہ رسم پیدا کر لی اور خوب سا روپیہ بھیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہان سے طلب کئے اور جزیرہ سورت کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کر کے اونکے ذریعہ مین غیر عملی فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بھی اچھے اچھے گھوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین حرب و جنگ بآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پہر پہر اسکی مشق کرتا تھا اشارات سو ضرب توپ انگریزی وضع کی ہمراہ تھی برقنداز موسب قواعدوان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سی مسخر کیا بندوبست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بھی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تہا مجال عدول حکمی نہین رکہتا تہا اور ون کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گہری رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہو اتفاقاً یہ بیچیر ہو گیا تھا نو گہری پر جانیکا اتفاق ہوا مجرد سواری حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور ہمنے اپنے کام کو بلایا ہے چاہیئے کہ باہمدگر متفق رہکر میرے ملازمان ہندی سے بہی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے وہ ایکمرتبہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی لیکن دوبارہ اونکی دو تین سرداروں کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کہڑا کر کے ہلاک کرا دیا اور رعب ہو گیا درحقیقت اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشیہ سے منازعت درپیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجھسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی ـــ

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پہرنا فوج انگلشیہ سے

حیدر نایک اواسط سنہ ۹۴ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس رہگیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کر کے بھیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کی صوبہ دار کی تصرف ہو گیا شہر سے کچھ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشیہ خراب اور سوخت کر دیے اور اس جماعہ سے جسے پایا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جسنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تھی

اوراب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور بارود گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوس وقت مین لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوس نے یہ حکم تعمیل کیا اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب توپ کے حکم دیا کہ دو تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب دس بارہ کوس قلعہ سے دور ہوا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کے برسم پیشتین کے ترکی مین منقلا کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول دو پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر اوسپر جاوے بعد ازان منتظر صدور حکم ثانی ہوکر حسب الحکم سرکار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بسرا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑکا تھا لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا کہ لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہوگئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بھیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج انگلشی نے غلبہ مخالف دیکہکر قدم ہٹایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے قابو پاتی بان وغیرہ سے دہوئین اوڑاتی ادہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلا سنتے بارود خانہ انگریزی مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچہہ سیکڑین نہ رہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے متصل کا جم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے پھر گہیر لیا اہل امان دینے لگی انگلستان نے تمندی قبول نکیا اودہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہی مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج بہی افتان وخیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج شہر مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور نیز قلعہ پہلچری جسکو انگریزون نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسیطرح بین کوٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح کرپایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید وقتل کیا اور حیدر نایک کے واسطے یہ بہی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل
اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ
کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوی راست پر گولی لگی
لیکن بیچارہ بچا رہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہو گیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ
کلا ورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکھنو سے اور مسٹر و کرنل بروان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس
کی باہم واسطہ صلح ہو کر دونون کو کونسل گھر لائے اور جنرل فوج انگلشی اور غلبہ نایک اور سفر وری خزانہ
اور جنرل کاڈرڈ کی قلعہ بسی کے گھیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بھی آیا جہاز جانے کیا
خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوئے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہو کر
مندراج جانے کے مکلف ہوئے اور بنگالیان مالدار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بھی
اون دنون وارد کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاقی ہوا تھا او سنے بندہ کی تسلی کر کے وعدہ حصول مدعا کیا تھا
لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ بنا بر قلت زر اور فوج کے عذر کرتا تھا
آخر سرانجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہو چکین تہین آمادہ سفر مندراج ہوا
باوجودیکہ چہ سات پلٹن قلعہ مندراج مین تھی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن
ہمراہی جنرل کے دس بارہ پلٹن ہو جاینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ
انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بھروسہ ہے ایسی شکست کہا کے جنرل منرو کی
ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو تحمل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ چونکہ سالار کل فوج
کشتنی متعینہ ہند کا ہے اور امور حرب اوسکے ذمہ ہے اوسواسطے ماہ رمضان ۱۱۹۴ ہجری کو سواری
جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بھی اندیشہ ہوا
کہ کلکتہ کے جو ہ کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن
ہوئے ہین اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے
متصور ہو ناظم اور نائب دونون اس صفت سے مبرا ہین اور انگلشی خود چندان اودہر والتفات
ملتفت نہین ہفتم شوال کو مرشدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تھا کہ اخبار مختلفہ سنی گئی
جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کہا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لائی
صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرے شاید کہ کچھ بن آوے پس بعد سردار کو
بیچ پلٹن کہ انگریز کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش
تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ
دونون پلٹن محصور ہو گئین باہر نکلجانے کا راستہ نہ پایا اور بپاس نیکنامی کا کرکے آخر آخرت کی راہ لی فوج
حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل اسمیر و نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا
اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھ فوج تھی جمع کر کے کچھ حفظ
خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادھر سے حیدر نایک کا لڑکا
مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پھر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی
اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا
کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رائگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کبتک
زندگی عجیب تر سنیگے کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق
نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا ہے اونکے
مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے
آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہوگا
آب فراحت و تنعم سے نہین لیجا سکتے تھے خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہوگی ــــ

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سے لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنابر عدم موافقت گورنر کے عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتدا سے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی
صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب مادے سے کسی نے طبیعت کی انداز پر
بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈو کنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور
مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے
خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پھر گورنر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی
خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنؤ کی بالذات و سپاہ وے اور اس بارہ مین حکم ولایت سے

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام چندر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نند کمار کے لڑکے کو دیوانی حاصل
کی اور شاید اور بھی مدعا اسپیلرج کے ہونگی گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تمام اور
مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی
جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی
تقصیرات ہسٹنگز کی بہت سے ایک کتاب مین درج کیئے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ ہجری کو روانہ لندن ہوا
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ویلر کے کوئی دوسرا شریک نرہا
صاحب اختیار کل کاروبار مین ہوگیا دیکھیے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشدآباد سے
چھبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہوکر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم
عاشورہ ائمہ مخصوص مقیم رہا نہم ۹ ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور مندراج اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہوکر نایک سے نزرم آور ہوا اور جنرل مذکور
کیطرح مخذول و مغلوب ہوکر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آئندہ دیکھیے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے گک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہوکر
اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جا بجا
مشہورہ ہند مین ہے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کی نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی
اور مرہٹہ کے لالچ مین آیسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد نہایت قریب گوالیار
کی جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کی طرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے لیے یہ مدراج بھی سرداران انگلشی سے ظاہر کئے اور نیز واقفکاروں کو حاضر کیا بعدہ جب سرداران انگلشی نے پردہ پردہ میں زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسرے طرف کا اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چھوڑا اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ میں آتشبازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہو گیا دس ہزار غفلت پیشہ کیا کر سکتے تھے میں قلعہ دار نے بخوف بازپرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے کہ پہلے کہ منجملہ جابرسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی میں آیا بندر کلکتہ میں تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندھیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکھن میں صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین اور گوالیار کا تھا اسی برسات میں بعد جانے جنرل گاڈرڈ کے بندر سورت کو صوبہ مذکور میں آیا اور برسات لیکی اور بعد برسات آجتک اطلاع نہیں کہ سردار مذکور جنرل گاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ بسی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا گیا یا تدارک گوالیار یا قرب وجوار مرشد آباد کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکھی اور ادھر فوج انگلشیہ جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کماک کے ہمراہ جو کہ براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات میں ہوا تھا مستعد ستیز و آویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنا بر کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط و بلا سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ تالع پہونچی سیندھیہ وغیرہ مالکوں کی فوج مخالف میں ہوئی ہیں اور نیز مشاہدہ ہو اتفاق راجہ رانا گوہد کی قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہو کر قلعہ گوہد اور گوالیار اوسکے قبضہ میں چھوڑ تجویز کی مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندھیہ بھی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کا بنیو او کورہ پر کر سرحد الہ آباد پر چہاونی قبول کی اور واسطے طے ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے لیکن سیندھیہ رانا گوہد سے بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کروا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکے قلعجات پر متصرف ہو کر اوسکے ملک کی تسخیر کا عازم ہوا جرم یہ بات ویلین گرہ ہو گئی کہ اسکے انہدام بنای دولت میں ساعی ہو کہ آجتک اوسکے ملک کی تاخت و تاراج و تسخیر قلاع میں مصروف ہے اور اس داستان کے لکھنے کے وقت رانا گوہد کے ہاتھ میں بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچھ نہیں رہا اور فوج مرہٹہ محاصرہ کیئے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیوں کے واقعہ ١١٩٨ ہجری کو رانا گوہد نے عاجز ہو کر سیندھیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندھیہ کے تصرف میں آیا اور سیندھیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجہ چیت سنگہ بھی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندھیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقیر کیا کرتا ہے دیکھیے انجام کیا ہوا احوال جنرل گاڈرڈ بہادر کا غیر معلوم ہے اور جو اخبار تحقیقات سنی گئی اوسکا

لکھنا نا مناسب ہے اگر زندگی نے وفا کی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے جنرل گورٹ
کے گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سکین کٹک اور جگرناتھ اور گنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے ہے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہوکر
جاویگی کیونکہ مرہٹہ بنظر عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
برسات گذری اور افواج انگلشیہ ہر طرف سے طلب کرلی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشیہ نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھہ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جنباجی کے جو کہ رگھو ہے سلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جنباجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحفہ
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح وجنگ مین اونہین کی راے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر دینے مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ وجدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے باہر ہوکر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھہ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے چوتھہ کے جو سابق
سے مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہوکر عازم دکھن ہوجیے جنباجی اور اونکے باپ نے قبول کرکے کہا کیا مضائقہ
بشرطیکہ بقایاے زر چوتھہ جو قریب سات لاکھہ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
نا اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنل پیارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشیہ بموجب سابق کے قلعہ وصوبہ بنگالہ و عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جنباجی اپنے حدود پر کٹک مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھہ تمام وکمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برہمہ پونا کی جنباجی
اوٹھہ کر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل پیارس مع فوج شایستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر باتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان تاپاپ سے کین مگر پیش برد کچھہ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک بنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پیارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پھر
جنرل کوٹ بیمار ہوکر کلکتہ آیا اور کرنل پیارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مایحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد سے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین برس گذرے اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان ✤

مبارک الدولہ چوتھا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بارادہ مختاط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اونے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین کبھی خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنگو بیچ درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چھوڑتے ہین اور پلندہ بناکر ستہ اوڑتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس علت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صد ہا سوار اور مشعلہ روشنی اوسپر بار تہے ہزارون کشتیان روشن اور جہنباہو روشنی دریا مین چھوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا آنکہ اوسکے مطیع لوگون نے یہ سبب سمجھا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دس بارہ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم معمول ہنا مرہ کے پانچ چہہ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جہلا امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین انہدنون مین بندہ مرشدآباد گیا تہا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان اسمانتک پہونچی تہی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسیادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجہا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تہا اسیطرح بہت مصارف ہین چنانچہ گانیوالیان بیش قرار پارہا ہے کی بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تہے انہدنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین وارد غہ ارباب نشاط تہا شہر سے مرشدآباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقربائے معظم کے ہمسر ہوئے ببو بیگم اگرچہ

کانا پدالیون کے سر رشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زبان تجھ سے با تواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکہتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھہ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ بہو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور بہو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا تصدق کیا
تھا لیکن بہو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار تھی
جسکو نوکر رکہا اوسکے برطرفی کی روادار ہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ ان دنون مین جسیا
نندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھہ سرفراز کیا کہ دوسری دربار سے بے نیاز کر دیا اسیطرح اولاد ممدون کے حق مین بہی انتظام کیا تھا مظفر جنگ
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مرد بیباک اور لا[illegible] اکثر چند سال اس سے پیشتر جبکہ نیابت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم و تحمل کا ناقدرشناس تھا اکثر وقت گنجفہ و چوسر مین مشغول رہتا تھا
اور مجلس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین مصروف رہتا اسکی اولاد اور پیرو
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہین چہوٹی قرض و وام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ انکے خدمتگار وغیرہ جملہ تحمل سے
زیادہ نہین رکھتے اور ہر وقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پہر بہی حسب اقتضا
غرور اور خودبینی کے آپکو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکہین لیکن
جو کوئی لگ گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اثر
اختلاط کے اوسکے حقہ پیتے یا زانو تکیہ کرکے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اونکے پاس جانا
ترک کر دیا ہے اسکا بہائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان
داماد مظفر جنگ جوان مودب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ کا مہربان داماد حکیم الملک علی نقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور الحال داماد وسے خالی کیفیت سے نہین اور دیگر بیٹیون کی طرح مغرور نہین —

بعض عادات و رسوم انگلستان کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بہی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول تو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل چھ چھ نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو
صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چہ نفر کے افسر کو
حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور اونکے
افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نصب و تعین تبادلہ تقسیم
تنخواہ دکرتی و دستار کمر بند ہتیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا
فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان ہر کوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکے نام ہوجاتی ہے
یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولجر و بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن
بعدہ لفٹنٹ بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرنل بعد ازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عہدہ
نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ تھا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس
ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموما ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ
کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بھی اول ہوتی ضرور ہے اور اخیری ہر ایک کے مرتبہ سے
اخیری ہی کل اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بعد اوسکے
برطرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ ملا ہو سبکی کپتان اور میجر کے
ایکبارگی بسبب فوت ہوجانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح
کرانیون کے فرقہ مین بھی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد
مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ
انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنا تجارت
ہندوستان مین ڈالی برسون سے یہ تجارت جاری تھی جو جہاز کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک
رہے اور اسیطرح سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر جعفر خان اور دولہام کی
مالک بالاستقلال ہوئے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سروری حاصل کی انکے بادشاہ کو انکی
اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہے مگر بدون مشورہ ارباب کونسل کے کوئی
حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند
لوگون سے مراد ہے کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار
معاملہ اونکے قبضہ مین بجو بیجا کی اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تاکہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا
تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرنا پڑے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین او سکی بجا آوری مین اونہین مقدر نہو
سبب قواعد منتظم اچھے ہین مگر ولایت مین یہان بہی ہین مگر اب تک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی
ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا انتشار کرکے جو کچھہ مستعدیان ہندوستان سے سنا ہے اور
کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے
یا کہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہی ہمدیگر کے حال سے
اگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بے غرض نہین
اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی
غرض کو چھپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع
ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہو اور
حق و باطل کو سمجہین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعا سے خیر کرین اور بندہ
بموجب حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ شاید کہ خدا وند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش
فرمائے واللہ ولی التوفیق —

ذکر وجوہات احوال کہ بیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسقدر رحیم کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھہ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بہی
بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھہ دلیل و برہان کی
حاجت نہین اگر چہ ملک وزمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اور پہل اور درخت اور معادن اور نباتات اور
حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا چہ جائیکہ ملک ہندوستان سے نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع
اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جب تک حکام وقت یہانکے
مناسب طور پر سلوک نکرین ہرگز انتظام رفاہ اور اسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے
متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ بخیر لشکر کشون کے
مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی
اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنے تک اوسکے حضور مین
اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تہی
تمام رعایا سے شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نوکر

و احمد سے دیکھئے کہ شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن و امان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کی عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص و طمع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین نہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھے ارباب عمایم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے جیسے
اون لوگون کے وہ جور و ستم ہوئے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور انکی بات لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا رتو سے چند دیوان قطب الملک
ذی اقتدار پایا امور سلطنت مین جتھا ہوا تھا جملہ قدیم عالمگیر کو ایک طرف ہوا سرکارات او زیر کنات اور شنقلیہ
خالصہ کے اجارے ... روز بروز ویرانی ملک اور رفع آرامی خلق خدا اور
نفوذ ہوتا رہا احکام عدالت سے شروع ہوا تاکہ عدالت کا فور ہوئی ...
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اگر کوئی اہم ارباب حکام ہوسکے ایسی تدبیر کوئی ... ہنر
نہین پاسکتی کیونکہ فریب کی گرمی دکھلا کر لوگون کو یہانتک مین سبب انقلابات ملکی جو مرزا شاہزادان کا ظہور
ہوا سلاطین بے خبر کے عہد آئی سے بے شعر کار ... رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان ادنیٰ دشمنون پر اکثرون کو
زیست ناگوار ہے ان دنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت ملکی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہند کی صنعت انتظام نہین ہوسکتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی ملکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز زوال ہندیان پیدا ہوتا
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بندوبست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار مالگذار کہ خراج شاہی بسال بسال عاید سرکار بادشاہی
کرے مطلقاً نہین اس فرقہ کی عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا و سزا اور دیہہ وغیرہ مین سب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع خرچ کہ کتنے پیدا ہوئے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت نہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین زیر قلم

کر لیا ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کئیے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی
بدولت ہوا جو اونہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کر لیا فرخ سیر کے وقت سے
ایسی ہی شوم طبعی رہگئی تھی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر ہی اظہار مرام
خودغرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط گذرہ کو ترک کردیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج
فواحش ناپسند کرتے تھے خصوص شب جمعہ کو روا دار تھے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش
کا ہوا اور دوبارہ عجایز کو جو لائق نکاح ہون جایز نہین رکھتے تھے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تھا
کہ اگر احیانا کوئی ایسی عورت ظاہر ہوا اوس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر
سخت جرمانہ ہوا اور اس امر پر داروغہ مقرر تھا اوسکو اس جرمانہ کا اختیار دیا گیا تھا اور نقارہ نواز اوسکی
زیر اختیار تھے بدون اوسکی اجازت کے کہین بجاوین اور غرض مذکور کی اوسکی سپرد
تھی اس مین یہ مصلحت تھی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کر
نہ کہ بوالہوسی کر کے فضول خرچی پر کمر باندہی مدت سے شوم طبع نے جاو کر کے اصلی غرض تحصیل
زر سے کر لی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کر دیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد منضبطہ
کی قباحت سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین بندہ بانفعال چند امور ذکر کرتا ہے قاضی واسطے
اجرائے احکام شرع کے مقرر تھا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی
سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خواہش کے پاوے مجال نہ تھی کہ ایکدرم بھی بطور رشوت کسی سے
لیوے اگر احیانا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی اور ننگ مسلمانی ہوکر تمام زمانے مین
مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہوجاتا بادشاہ بھی غصہ و غضب کرتا اور دنیا بھی مین لعنت
و ملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضا یا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے
جور سوم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو
قضات نے ایسا ظلم و جور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ
کریمہ نازل ہوئی ہو رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ورہ مخترعات اسقدر
مضبوط ہوگئیں کہ اسکا اعتراف کرانا مشکل جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے
جب تک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی
روح اوسکی گھر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری
کی ادا نہوسکے تو مع عیال و اطفال اسقدر نجس و ناپاک ہے کہ اوسکے مقوم اوسکا خور و نوش

ناگوار کرتے ہین اور اگر دیا فی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا قرض و دام سے
قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح
دختر مین ہے کہ حد بلوغ سے ہو نیکر برسون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی
کی فکر نکرلیوین کار مذکور کی تعمیل متعذر رہے اور جسجا جس معاملے جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے
کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت
باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے
تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی عاجز غریب کی املاک لینی کو غیر مستحق
کو مستحق نبناوے اور جنہین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہو سکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے
ظلم و الحمد بیشک ملحد ذ عجب نگ جھا یا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے
گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کی جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان عدالت
نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے بڑہائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے
جو ایکہزار آٹھ سو کئی روپیہ تھے پینتیس ہزار کو تھے وہ معاف کر دئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ
گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرسش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا اسی
بلا ہای عظیمہ سے رہا ہو داروغہ عدالت اور عملا اسواسطے مقرر ہوئے تھے کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا و سلاطین
مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جا بجا تعین ہین اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا رہین جو کہ
حاضر ہو کر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد مشتخص اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کو لائق نہوا اوسکو وکیل ورنہ اوسیکو
طلب کرکے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرادی و صورت امر عظیم کے گواہ
اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات مقدمہ سے خوب دریافت کیا اور پھر اون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات
حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتے اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا
حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہو جاتی تھی الحال وہ عدالت
منافع کی ہو گئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو
چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چندروز قبل ازین داروغہ وغیرہ عملہ اس عدالت کے

جائداد تحصیل سے زیادہ ہو جاتے تھے اوسکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک پیشہ رو رعایا سے زر طلب
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کے ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امرا سے سلاطین جو تجربہ سے بیدار ہین اون لوگون کو برسر کار نکرتے تھے جس کو
خدا ترس صالح پاتے اوسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
عین کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو پاجی ہین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیشتر
فقرا کی رسائی حضور بادشاہ مین نہایت آسان تھی اگرچہ کسی پر ظلم ہوتا تو مظلوم فریادی کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا تھا چنانچہ کسیقدر تفصیل ہوتا اپنے قوم ... الحال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایک مرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ یہان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارا کشف راز ہو اور اسرار اعمال
پاوے ایسے لوگ اوپر نیکیے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب اپنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہرچند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے
بدیوان چند از فریاد او + کہ شاید زدیوان بود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسیکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۲۰۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا و تعدی
خلق اللہ کی کسیقدر خفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور بیعت کے سلسلہ مین ہر وزیر
کار ہے کسیقدر رجحان آتش ورکا سمہ پر پڑا رہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ ترازو اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تاکہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلافاتکی سزا اوسی سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و گلیون مست و لایعقل نہ پھرین اور شہد کے
مسافران کو مشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارہ صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمدورفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
اسی طور پر شہرون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار او خانسامان خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہی مست
و شرشار گہومتے پہرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بہلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو
راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہو اور کہتی ہین کہ اے اللہ تو ہمکو ان کمبختون سے
ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین وقایع نگار۔ و سوانح نگار۔ و ہرکارہ
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور ہر کارا ور محلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا
اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کہولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہو جاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فورا
اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسد خان آصف الدولہ کہ وزیر انکے تھے کے نام تحریر کیا اس مقام پر
بجنسہ درج ہوتا ہو جو اس معنی پر گواہی دیتا ہو

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معز الدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز داور از ان کار تغیر باید نمود کہ
این وقایع نگار وقایع نگار نماند ہ چون بغرض آمد میز پوشیدہ شد ہ مہ حجاب از دل بسوی دیدہ شتہ

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس ہی باشند سفارش وقایع نگاران مع امثال انہا نمیکنند حسب التماس رعایتی
با او بعمل آمد اما از ان کار تغیر شد آیندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملکداری مین عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی
اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران زمیندار
اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کرکے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین
اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہو بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور بہ ورود عطوفت
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے
تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار و پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت او وجاہت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہود رہتے تھے اور عملہ بادشاہی
مانند منصبداران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردہہ اور پیادہ ہاے برادری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ اونے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور [illegible]
دیوانی مین تابع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکر کشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدان
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرسکے یا وہین یا کہ آلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ سے آراستہ کرے یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرسکے یا وسے اگر احیانا
جملہ امور کسی نے بہم کرلیے ہون تو فورا اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے اور صورت عدم تبدیلی کے
فورا گوشمالی دے ایسا بندوبست کرے کہ پھر وکا اختیار نہو اگر بکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہوجاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکرسکتا تھا اور فوجدار لوگ اونکے مددگار ہوتے کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار کی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بھی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبہ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد۔ رہتاس۔ بہار۔ مونگیر۔ چمپارن۔ سارن۔ ترہت۔ حاجی پور یہ
فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ کہ رکھتے پانسو سات سو سوار یا ہزار دو ہزار
سوار رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چھوڑکر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین دو تین صوبہ کی ناظم ہو باہم
متفق اور نیز و یکسا تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہوکر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس کوئی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوائف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای عظام اور شاہزادہای والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی تمام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کر کی کار سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چاٹگاون۔ سلہٹ۔ رنگپور۔ رانگامالی۔ قلعہ جلال گڈھ۔ پورنیہ۔ راجمحل اکبرنگر۔ راجشاہی۔ بردوان۔ میدنیپور۔ بخشبندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیرنگر مین ناظم مع عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کامبردائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعا کے بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرأت اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہو گئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تتبع سے یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک مصروف رہے اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت اور کمتر لوگون کو وقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا بکثرت رکہتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنیوالون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق ابتدا سے ریاست کے متعصب نہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے دیکہتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ بعضدی وغیرہ انکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت سے بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ کو یا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کری جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی در گذرے اس ملک کا حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دوا انکے خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ نے انتقال کیا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مر چکے تھے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسے مغرور دین سے دور پیدا ہوے لوکر بھی ویسے ہی بے بڑوی کار آئے عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے اسحال کہ اصحاب انگلشیہ نے ناشایع جال فوجداری اور آئین سابق سلاطین کے اپنے قلمرو میں مقرر کیا ہے مخفی نہ رہے سو و بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع سے ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجداری ہین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار لان عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مورد عطوفت
برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل و غارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے
یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ بازپرس
تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور ہندیون کی
جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے وجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز پیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور مفصل
مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین یہی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نکرتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر ایسا آنا کوئی نالش گورنر جنرل
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف بازپرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کے اثبات
مین روپیہ خرچ کرکر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کے ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی معین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین
یہان کا حاکم اور مالکذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہوچکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو کر
گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکر آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سوا جو

ہوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور یہ نہین چاہتا کہ غیرون کے فائدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ باز پرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی سے بچے اسقدر ہی کہ گورنر جا و الدولہ بہت بڑے بہادر
کی کوشش کی دوسرے کی مجال نہتی احوال اتباع بہی اسیطرح ہے اسیطرح پر پانچ چہہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بہی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بہی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگائے رہتا ہے اور عادت ہیکہ اگر باہم کچہہ جہگڑا ہوا گورنر یا کمپنی کو لکہہ
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمپنی گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اختیار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اوپر پرسش مخالفین اور ہر سہ صوبہ مجروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بندوبست
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہر فیصلہ واردون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچہہ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکہدیا ورنہ ہر ہون وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کی رای کونسلیہ ہر شخص ضلع کے متعلق ہوسکے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجہے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمپنی کی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکہتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلطنت مین جسوقت دوسری ولایات کی
قومین یہان آنکر جنہون نے ارادہ اقامت کیا تہا قتل و غارتگری کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوئے اس ملک کو اپنا گھر دولت سمجہکر یہان کے باشندون کے ساتھ رعایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تاانکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زبان ہند کی سیکہکر واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکہتے ہین مگر کثرت اختلاط کی
ایک دوسری رسم و وضع مین دست گریبان ہوئے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہوگئے اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو و مسلمان کے
بزرگ سمجہے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
اور رعایا کو بہاے اولاد پرورش کرتے رہے تاکہ مقابلہ اور آئین جملہ احوال سے ہون چنانچہ سے
اس حسن سلوک کے نتیجہ اور رعایا سلوک کی شکر گذاری شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عہد کا ہے کہ جنگ
پورنیا ہ انگریزی سے دیکہا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد ہوئی اور نیز عظیم آباد
مین کہ ہم بہی حاضر رہا ہے شہر کے اسکی کہ کوئی احسان اوسکا دیکہا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکا پایا ہو نہ

ذائقہ ولذت پایا ہو بپاس انعام وآرام سابقہ کہ آبا واجداد اوسکے سے دعاگوے فتح وظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار ایستادہ ہو جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین پہر نفرین بادشاہ اور دعا سے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے اتفاقی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہو رہی ہین
احوال سابق کے برعکس ہو گیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو داروغہ
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہو کر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسینے کچھہ دیا تو خیر کسیقدر
راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوسرے ترجمہ
زبان کیا بڑا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود صحبت نہین
پہونچتا چونکہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمیون
ماہر کیا یہ بھی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم وطریق راہ ورسم سے بخوبی آگاہ ہو جاوے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل ما یحتاج
بطور اپنے ولایت کے رکھتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جہانکین ہان چند لوگ مانند معمار
ونجار وآہن گر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ وار نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلا وطن ہو گئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت واندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کہانے کا ڈول نتھا کہ عملہ فوجداری کی آفت نازل ہوئی
چنانچہ اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جبسے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخویف باعث اور موجب امنیت ہے پیشتر جو سابق بھی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بکار ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدار ج نوکری اور پاس رعایت پر
خیال ہے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہو اور یہ بھی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات واطراف سے آگاہ ہو کر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پھر یہ کہ بیان کار نیہ انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا روپیہ نہین رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کرکے مہارت کار کی پہونچائی امید وار مرتبہ عالی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر بخشش سے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
جانشین ہوئے یار لوگ آپہونچے اور چھوٹے بیچ کی سبز باغ دکھلاکر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اچانک کوئی
کاردان بھی نہین درمیان مین رہا تو یہی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چونکہ کونسل جسکا موجد سنت شورا ہی ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض جریان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے ہے
اگر اختلاف ہو چند بر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین در صورت تساوی کے طرفین بر چونکہ
صاحب کلان بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن اس شرط پر کہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تھا اسواسطے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ بر جزویات اور
بدیہات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین اور وہ
وقت پر مین ہر روز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا اور نہ کونسل آیندہ پر امیدوار رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کونسل تھے
دو ایک ایک جانب ہو گئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگا اچانک کوئی کامیاب
اور اگر خایب اور حاضر ہوتا ہے چونکہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کار گذار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین عملہ رکھتا تھا مجرد التماس داد خواہ کے مطلب سمجھکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تھا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تھی اس قاعدہ کے ابتداے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نایب کار گذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کے
مقرر تھا بر صورت احتیاج مرام انجام ہوتا تھا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نتھا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت بالکل بنجاتا تھا چنانچہ بروقت معزولی مہاراجہ

مذکور کو جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہوسکتی الا جسکو عرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کرکے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چندروز مسٹر الون لا نے بھی مستغیثون کے آنسو پونچھے ولیکن آئندہ کیا ہوتا ہے ولاہم
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ بہت سے لوگون کی دلجوئی جو بیچ ارباب کونسل اور اونکے
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کے چندروز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بطور رسم نذر پیش کیا اور کہ حسب ضابطہ بندہ نے بیچ
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو بہو تجاوز خیال کیا کہ ایسا کہ یک روپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نہ دیجاے
اور اسی طرح پر عمل ہوا ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جا کر نذر دکھلائی اوس وقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون سے
ہمین کم خوب سمجھا یا تجویز اختلاف اصحاب انگلشیہ وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اور دن دو قسم کے تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد دہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کرکے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عمل کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات کبھی کبھی
شہر اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھ کر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے ازدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشیہ جیسا کہ اوپر کہہ گیا ہے بار عام اور ہجوم
انام سے نہایت احتراز رکھتے ہین اور اسی سبب سے یہان کا حال اوسی جماعت سے مستور اور
بعد [illegible] خیال اونکے غوغا سے محروم و مایوس ہوا اگر کوئی وقت مقرر کرین تا در عام دربار [illegible]

انکی غرض منین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہر ایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین اچھی طرحسے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بھی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال وہی بھی باقی دیگر وجوہ محاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کی مراتب عظمی پر فائز ہوتے تھے کچھ ترقی ہم قومی پر بھی تجارت وغیرہ مین ہر چند کروڑون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کے واسطے واگذاشت کیا تھا اور ہر مطلق النفات تھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بھی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کے نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین ظہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کا ذکر ہوچکا ہے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کئے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشیہ خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایا سے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پا سکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنا بر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقدرونکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قدرت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کرتے ہین اگرچہ ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان جزادہ و لیرخان وغیرہ کہ
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہوا اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقع ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بھی فائدہ پہونچنا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سالفین اقتدار یا زمینداران کا اور اعتبار کرنا
اوپر اس جماعت کے بیان سے بادشاہان خردمندون گذشتہ کا یہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ
قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہیں اور انکے قول اور فعل کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور
جو شخص کہ انکی باتوں پر اعتماد کرے وہ برا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے
تاکہ اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذارسانی
میں مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہیں قطاع الطریق رہزنی کبھی بڑی قتل و غارت اور مسافر لوٹنا
ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری میں جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتیں کہ غیر مناسب ہیں انہیں
سب کی ذات سے وقوع میں آتی ہیں پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران
مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فساد پیشہ کا اعتماد نہ رکھتے تھے ونسئلہ التوفیق
انہ خیر صاحب ورفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ۵ خداترس را بر رعیت گمار ✻ کہ معمار ملک است
دانا سے کار ✻ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ✻ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ✻ ریاست سپردن بآنہا خطاست
کہ از دست شان دستہا بر خداست ✻ نکو کار پرور نہ بیند بدی ✻ چو بد پروری خصم کار خودی ✻ پس اون لوگون
گذشتہ کو خیال آسایات کا بہت رہتا تھا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے
اور یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوند کریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ
کس کس عذاب میں گرفتار فرمائے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہوں کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس
کسیکو کچھ بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بہتر کسیکو نہیں سمجھتا اور جانتا ہے کہ جو کچھ ہوں تو میں ہوں مجھسے بہتر کوئی نہوگا
اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئیں ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہیں اور ماورا ان بزرگون کے رسول مقبول
سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے
کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتے تھے اور اوسوقت کی لوگ بھی جو کام
کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تھا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کر کی انجام
دیتے تھے اور یہ لوگ جو فی زماننا موجود ہیں جو کار کہ چاہتے ہیں خود روی سے کرتے ہیں نہ مطلب کلام خدا سے نہ حدیث سے غرض
کہ گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجھتے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اگر کوئی عالم کچھ سمجھائے ہرگز نہیں مانتے
اگر چہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہیں کہ جسکے پاس جو ہوتا ہے اوس سے ایسی ہی باتیں خوشامد کی کرتے ہیں کہ خدا نے یوں کہا ہے
اور رسول نے یوں کہا ہے اور یوں ارشاد فرمایا ہے ہم خود عقلمند ہیں بلکہ انکو عقل سکھا دیتے ہیں سبحان اللہ کیا عقل ہے اور کیا سمجھ ہے
ہے جو پیچ اس ہند کی رایج ہے خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہے اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فائقہ کے

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنی ملک کے خالصہ سمجھا اور تین سو ایک شریف و نجیب اور ملک
او ولایت کی جنہون نے ہزار برس گزرے ہین یا دو تین کو بس زمین کا ایک یہ نبیرہ کار یہ قابل گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رکھتے ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو طلب سمجھا ہے اور اونکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکھا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور حاضر ہو جاوین اور بالفعل انکو دست ضرب دیکھکر دم دبا کے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہوویگی کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہ ہے جیسا کہ بیشتر بھی ہم لکھ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ درباره انہون کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کو پیش کر نیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو ہندیان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھہ انگلشیہ کی ظاہر اقباحت بھی معلوم ہوتی ہی واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹی مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کاربار روش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہی انگلشی کاردان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکو ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار مستدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گو کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تھا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر جاہی کہ نوکرانہ طور پر رہے اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بناوین اور اوسکا کیا دھرا پسند طبع ہوا نہم کارندین ایسی امور سے
رفاہ کہان بلکہ رنجش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہے اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامور رہتے رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جارج ولسن صاحب ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تھا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہوا اوسکی جزا و سزا القصہ بجرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور جب بنا ہی شورہ کونسل ہو کثرت سے رائے کرین اور دو تین آدمی شورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کارشناس عام کا خیر خواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھہ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کار کم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کمینت تک اور ہیچ حرف باریک معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جہانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہووے یہی امور عدالت الحال کہ خلق اس
ملک کی عموماً رعایائے انگلشی ہے اور بغیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانبداری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عمال ہر ایک ملکی و فعلہ سے
کم آزار اور رضا جوی خدا ہستین سے طرح جسکو بجز رضائے حق تعالیٰ کے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ مشہور ہون مشاہرہ اونکا اوسقدر کہ اوقات بسر ہو تاکہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کا ہے کہ [illegible] سپرد
انگلشی ہوگیا داروغہ ہای ہندی کے ہاتھ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیا ہو کہ ان
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہونگے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے غربا لیلون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت پیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتے
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ اوسکے ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھہ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہوگا بمجرد دعوے
کی خواہ جہوٹہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرسکے بیچارہ فوراً قید
ہو جاتے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر قضیہ وارثی یا نہ قید رہے
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی صرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی
مردم ہند کو چاہیئے کہ مجرد احضار حاکم عدالت کا نامہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یا فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیئے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑ کر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم بدلا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیئے کہ مہینون وہان پر اپنی زندگی کے دن

بہرا کرے خدا معلوم اس مصائب پر کیا نوبت او سپر گذرتی ہوگی بار ہا یہیں حملہ فعلہ معینہ پر اغما د کرنا خصوص
جسوقت کہ انہیں یا انکے شہر کا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ میں مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال لیس اسصورت میں ممکن نہیں کہ مظلوم داد یا وے چاہئے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی اور حکام ضلع جسکے روبرو شمر سیدہ حاضر ہو کارہای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوں اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکے فریاد رسی اور
دادخواہی کرے اور بلا رو رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق ـ ما ہر او ما نصیحت بو دکفتیم ـ حوالت باخدا
کردیم و رفتیم ـ اللہ کا احسان کہ جلد دوم
ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد